وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط

توہین رسالت کا شرعی حکم

قرآن مجید، احادیث، مفسرین، محدثین اور فقہائے کرام
کے 200 سے زائد حوالہ جات کی روشنی میں

مولانا ساجد خان اتلوی
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ ابو بکر عبد اللہ
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 03334765634

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : توہین رسالت کا شرعی حکم

ترتیب : مولانا ساجد خان اٹکوی

باہتمام : حافظ محمد حسن

اشاعت : مئی 2012ء

ناشر : یوسف مارکیٹ 38- اردو بازار لاہور۔فون:03304765634

قیمت : 200:00 روپے

ضروری گذارش: ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتے۔ تاہم انسان، انسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔ ادارہ

سٹاکسٹ: عمر پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور۔فون:37356963

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور — دارالاشاعت اردو بازار کراچی

ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی — مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ — نورانی کتب خانہ میزان چوک کوئٹہ

اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک راولپنڈی — یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار کراچی

کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی — اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی

ملت پبلی کیشنز فیصل مسجد اسلام آباد — مکتبہ احمد ڈیرہ اسماعیل خان

بخاری کتاب گھر افغان سینٹر سکھر — مکتبہ یوسفیہ بلدیہ شاپنگ سینٹر میرپور خاص

ان کے علاوہ ہر اچھی بک سٹال سے طلب فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

فہرست مضامین

نمبر شمار	باب	عنوان	صفحہ نمبر
۱		تقریظات	۵
۲	اول	گستاخ رسول قرآن کے آئینہ میں	۲۳
۳	دوم	گستاخ رسول احادیث کے آئینہ میں	۷۵
۴	سوم	گستاخ رسول اجماع امت کی روشنی میں	۱۲۱
۵	چہارم	گستاخ رسول فقہاء کرام کی نظر میں	۱۲۵
۶	پنجم	گستاخ رسول اور علماء دیوبند کا موقف	۱۴۹
۷	ششم	چند اہم سوالات اور جوابات	۱۵۷
۸	فصل اول	گستاخی کا مفہوم	۱۵۸
۹	فصل دوم	نیت کا مسئلہ	۱۶۴
۱۰	فصل ثالث	گستاخ رسول کی سزائے موت بطور حد ہے	۱۷۰
۱۱	فصل رابع	کیا گستاخ رسول سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا؟	۱۷۶
۱۲	فصل پنجم	گستاخ رسول کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟	۱۸۰
۱۳	فصل ششم	کیا امت کو حق حاصل ہے کہ گستاخ رسول کو معاف کرے؟	۱۸۸
۱۴	فصل ہفتم	گستاخ رسول کو کافر نہ ماننے والا بھی کافر ہے	۱۹۱
۱۵	فصل ہشتم	گستاخ پر سزائے موت کون جاری کرے گا؟	۱۹۳
۱۶	فصل نہم	گستاخوں کا بدترین انجام	۱۹۷
۱۷		ضمیمہ	۲۰۸

تقریظ

استاذ العلماء، مفسر قرآن، شیخ التفسیر حضرت مولانا ابو طاہر محمد اسحاق خان المدنی دامت فیوضہم
چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم متحدہ عرب امارات (دبئی)

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء وسيد المرسلين محمدوعلى آله وصحبه أجمعين ومن اهتدى بهديه و دعا بدعوته واستن بسنته وسارعلى دربه إلى يوم الدين وبعد!

فاضل نوجوان مولانا ساجد خان صاحب اتکوی المحترم فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی نے اپنا تحریر کردہ رسالہ ''توہین رسالت کا شرعی حکم قرآن وسنت کی روشنی میں'' اپنے ایک شاگرد کے ذریعے راقم آثم کے لئے ارسال کیا کہ اس پر تقریظ لکھیں، راقم آثم اپنی مصروفیات اور اپنی سستی اور کاہلی کی بنا پر اس کی فوری تعمیل نہ کر سکا، تا آنکہ موصوف کی طرف سے کئی مرتبہ ٹیلی فون کے ذریعے تاکید اور اصرار کے نتیجے میں آج اپنی ان ٹوٹی پھوٹی سطور کی تحریر کے ذریعے حاضر ہو رہا ہوں وباللہ التوفیق وإیاہ أسأل القبول۔

توہین رسالت کا جرم ایک بڑا ہی سنگین اور انتہائی ہولناک جرم ہے، جو ایسے لوگوں کے لئے عذاب مہین (رسوا کن عذاب) کا باعث بنتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

سورۃ المجادلۃ، الآیۃ: ۵۔

یعنی بلاشبہ جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، وہ خوار ہوئے جیسا کہ وہ لوگ خوار ہوئے جو ان سے پہلے تھے، اور یقیناً ہم نے اتار دیں کھول کر بیان کرنے والی آیتیں، اور کافروں کیلئے بڑا رسوا کن عذاب ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾ سورۃ الأحزاب، الآیۃ: ۵۷۔

یعنی جن لوگوں نے ایذا پہنچائی اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہے دنیا میں

بھی اور آخرت میں بھی، اور اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ایک بڑا ہی رسوا کن عذاب۔

سو اس طرح کی مختلف نصوص کریمہ سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ توہین رسالت کا جرم ایک بڑا ہی سنگین اور انتہائی ہولناک جرم ہے، اسی سے استنباط کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہانت رسول کا ارتکاب کرنے والا گستاخ رسول کافر ہے، کیونکہ قرآن حکیم میں عذاب مھین (رسوا کن عذاب) کا ذکر کافروں ہی کے حق میں فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں اس بارہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ولم يجئ إعداد العذاب المهين في القرآن إلا في حق الكفار"......

یعنی قرآن کریم میں عذاب مہین (رسوا کن عذاب) کی تیاری کا ذکر کفار و منکرین ہی کے حق میں ہوا ہے۔ (والعیاذ باللہ) اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و رسل کی ہستیاں ہی وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعے دنیائے انسانیت کو حق و ہدایت کی وہ راہ نصیب ہوتی ہے، جس پر چل کر وہ اپنے خالق و مالک کی ذات و صفات اور اس کے حقوق و اختیارات کی معرفت سے سرفراز و سرشار ہو سکتی ہے، اور اسی پر دارین کی سعادت و سرخروئی سے سرفرازی موقوف ہے اور خاتم الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف آوری کے سلسلہ نبوت و رسالت چونکہ منقطع ہو گیا ہے، اس لئے اب تبلیغ حق اور ادائے رسالت کی یہ ذمہ داری بحیثیت مجموعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت پر عائد ہوتی ہے، جس میں سرفہرست حضرات صحابہ کرام کی وہ قدسی صفت جماعت ہے جن کی تعلیم و تربیت بذات خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جن کو قرآن حکیم میں صاف اور صریح طور پر رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی عظیم الشان اور بے مثال سند تعریف و توصیف سے نوازا گیا، جنھوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نور حق و ہدایت کی دولت بے مثال کو بلا واسطہ اور براہ راست اپنایا، اس لئے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے سب سے بڑے محسن حضرات صحابہ کرام ہی ہیں۔ اور ایسے اور اس قدر کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی محبت کو اپنی محبت کی علامت اور ان کی ایذا رسانی کو اپنی ایذا رسانی کا باعث قرار دیا، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ ارشاد فرمایا:

أللّٰه أللّٰه في أصحابي لا تتخذوهم غرضاً من بعدي فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فبغضي أبغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى اللّٰه ومن اذى اللّٰه يوشك أن ياخذ (ترمذی)

یعنی لوگو! خبردار میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعدان کو (اپنے اعتراضات اور تنقیدات) نشانہ نہیں بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے میری وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اور جس نے مجھ کو ایذا پہنچائی، اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی، اور جس نے اللہ کو ایذا پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑے (اور اس کو پنجہ گرفت وعذاب میں جکڑے والعیاذ باللہ۔

سو حضرات انبیاء ورسل اور حضرات صحابہ کرام سے محبت اوران سے تعلق ایمان کا تقاضا اور دین حنیف کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں، ایسے میں توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب ایسا ہولناک خسارہ اوراس قدر سنگین جرم ہے جوانسان کے دین وایمان کی عمارت کوڈھادینے والا ہے۔ والعیاذ باللہ العظیم

اس لئے حضرات علماء کرام نے سلف وخلف کے جملہ ادوار میں بارہ قلم اٹھایا اور حق کو پوری طرح واضح فرمایا اوراس امر کی تصریح فرمائی کہ توہین رسالت کا جرم موجب کفر اور باعث قتل جرم ہے۔ والعیاذ باللہ۔

فاضل نوجوان جناب مولانا ساجد خان صاحب اٹکوی فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی کا یہ رسالہ بھی اسی سلسلہ وھبیہ کی ایک اہم اور تازہ کڑی ہے، جس میں موصوف نے قرآن وسنت کی نصوص کریمہ، اجماع امت، اور سلف وخلف کے علماء حق کی گراں قدر کاوشوں کی روشنی میں اس مسئلہ کو پوری طرح نکھار کراور واضح کر کے پیش کردیا،

فجزاہ اللہ خیرا فی الدنیا والآخرۃ۔

اور پھر موصوف نے جو کچھ لکھا الفاظ وکلمات کی روشنی اور بین السطور کی عکاسی سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے یہ سب کچھ پورے صدق واخلاص دینی جذبہ، ایمانی غیرت اور بھر پور احساس سے لکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو قبول فرما کرامت مسلمہ کے لئے

رہنمائی وروشنی کا ذریعہ اور موصوف کیلئے صدقہ جاریہ اور دارین کی سعادت وسرخروئی سے سرفرازی کا وسیلہ بنائے۔آمین۔

وإنه تعالیٰ سميع قريب مجيب وعلى مايشاء قدير،وهو الهادي إلى سواء السبيل فعليه نتوكل وبه نستعين في كل آن وحين ،وصلى الله تعالیٰ على البشير النذير،النبي الأمي الكريم نبينامحمد وعلى آله و صحبه وسلم ماتلوح هذه الأسطر والكلمات۔

كتبه ببنانه العبد المفتقرإلى رحمة ربه الغني الصمد

محمد إسحاق خان المدني

۲۹/رجب/۱۴۳۲ھ

تقریظ

أستاذ العلماء، مرشد المجاهدین حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم أمابعد!

تحفظ ناموس رسالت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ اور اس کی اولین ذمہ داری ہے، مسلمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں ہو، لیکن وہ اپنے آقائے دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا، اسی بات کی اہمیت کے پیش نظر علماء امت نے توہین رسالت کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں، جن میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''الصارم المسلول'' ''امام السبکی رحمۃ اللہ علیہ کی ''السیف المسلول'' قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الشفاء'' اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تنبیہ الولاۃ و الحکام'' مشہور ہیں۔

ہماری پیش نظر کتاب ''توہین رسالت کا شرعی حکم'' مولانا ساجد خان اتکوی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ کی تالیف ہے، جس میں انھوں نے قرآن مجید کی تیرہ آیات اور سولہ احادیث مبارکہ کے علاوہ مفسرین ومحدثین اور فقہاء امت کے دوصد سے زائد حوالوں سے یہ بات ثابت کی ہے کہ گستاخ رسول خارج از اسلام اور واجب القتل ہے، اور اس کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے، جو توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فاضل مولف کی اس کوشش کو اپنے دربار میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

(حضرت مولانا ڈاکٹر) شیر علی شاہ (صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

۲۰۱۱/۰۶/۱۶

شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہم
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

باسمہ تعالیٰ وتقدس!

گستاخ رسول کی سزا قتل، یا گستاخ رسول واجب القتل کے الفاظ بہت کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں، جس سے بادی النظر میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے، اور یہ انتہاء پسندی ہے، یہ وہ پروپیگنڈہ ہے جو ہماری گفتگو یا تحریر پر عام لوگ کرتے ہیں، جب کہ یہ بات واقعہ کے خلاف ہے، گستاخ رسول کی سزا قتل یہ ایک حکم شرعی کا بیان ہے، اس حکم شرعی کے مطابق فیصلے کا ایک طریق کار ہے، جیسے قتل کا بدلہ قتل، لیکن قاتل کو سزا دینے کا ایک عدالتی طریق کار ہے، چور کی سزا قطع ید، لیکن چور کو سزا دینا یعنی چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا پر عمل درآمد کا ایک عدالتی طریق کار ہے، اسی طرح گستاخ رسول کا جرم سرزد ہونے پر ملزم کو قانون کے سپرد کیا جائے گا، پرچہ کا اندراج، کیس کی عدالتی سطح پر سماعت، اس کے بعد جرم ثابت ہو جائے تو جج اسلامی سزا دینے لگے تو سوائے سزائے موت کے اور کوئی سزا نہیں دے سکتا، جیسے ۳۰۲ کے ملزم کی سزا سزائے موت، لیکن فیصلہ جج کرے گا، سزا حکومت دے گی، یہی حکم گستاخ رسول کے مجرم سے متعلق ہے، اس وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ہمارے فاضل دوست مولانا ساجد خان اٹکوی جو پاکستان کے معروف دینی جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی کے فارغ التحصیل ہیں، انھوں نے کتاب لکھی ہے، اس کا نام ”توہین رسالت کا شرعی حکم قرآن وسنت کی روشنی میں“ اس میں آپ نے بڑی عرق ریزی سے قرآن وسنت کے حوالہ سے زیر بحث مسئلہ پر عالمانہ، فاضلانہ بحث کی ہے، فقیر نے سرسری جہاں جہاں سے دیکھا دل باغ باغ ہو گیا، اس میں جگہ جگہ شرعی حکم کا بیان ہے، نہ کہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی ترغیب، مولف کی محنت لائق ستائش وقابل فخر، امید ہے کہ اہل علم اس سے فائدہ حاصل کریں گے۔

والسلام

فقیر اللہ وسایا

خادم ختم نبوت ملتان

محقق العصر، صاحب قلم وقرطاس حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہم

مدیر جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوة والسلام على خاتم الرسالة أما بعد!

محبت رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے عزت وناموس پر قربان ہونا ایمان کا حصہ ہے، ہر دور میں مسلمانوں نے شاتمین رسالت کا جو انجام کیا ہے تاریخ اس سے بھری پڑی ہے، اس دور کا المیہ یہ ہے کہ گلوبلائزیشن نے مسلمانوں کو ان کے اجتماعی مفاد کے لئے متحد ہو جانے کی صلاحیت سے محروم کر دیا ہے، نفس پرستی اور منافقت کے اس دور میں شیطانی ہذیان زدہ لوگ اس ہستی ﷺ جو کہ اس امت کے لئے آخری منبع و مرجع ہیں کو ہدف بنا رہے ہیں، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی پاگل سورج، پانی اور ہوا کو گالی دے، یا روشنی، موسم اور فضا کو برا بھلا کہے، تو اس سے پانی کے شفاف ہونے، سورج کے منور ہونے اور ہوا کے معطر ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا، حالانکہ اس ذات بابرکات ہستی کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، ارشاد ہے :إنا كفيناك المستهزئين ترجمہ: آپ کا مذاق اڑانے والوں کے خلاف ہم آپ کی حمایت کے لئے کافی ہیں، (حجر ۹۵) والله يعصمك من الناس ترجمہ: اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے بچا کر رکھنے والا ہے (مائدہ ۶۷) إن شانئك هو الأبتر ترجمہ: اور یقیناً تمہارا دشمن ہی بے نام و نشان اور جڑ کٹا رہے گا۔ (الکوثر)

اسی طرح کی بہت سی آیات جن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والوں کے دنیا اور آخرت میں رسوا کن عذاب کی خبریں دی گئی ہیں، زیر نظر کتاب ''توہین رسالت کا شرعی حکم قرآن وسنت کی روشنی میں'' مولانا ساجد خان اٹکوی کی تازہ ترین علمی تحقیقی، فقہی اور روحانی عظیم کاوش ہے، مولانا اٹکوی نے اپنی کتاب کو پانچ ابواب اور مختلف فصلوں میں تقسیم کر کے نہایت بہترین تحقیقی طور پر مرتب فرمائی ہے، احقر نے سفر عمرہ اور پھر اندرون ملک مسلسل اسفار کی وجہ سے مکمل مطالعہ تو نہ کر سکا البتہ بعض مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا، تو علم وتحقیق کا بحر بیکراں پایا، اللہ تعالیٰ مولف کی اس سعی کو قبول و مقبول فرمائے اور مزید علمی وتحقیقی اور تعمیری خدمات کی توفیق رفیق ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

(حضرت مولانا) عبدالقیوم حقانی (مدظلہم)

محقق بے بدل، عالم باعمل، حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی مدظلہم

حضرو اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ أما بعد!

حضور نبی کریم ﷺ کے حقوق کا تحفظ امت کی اہم ذمہ داریوں اور ایمان کے بنیادی تقاضوں میں ہے، اس دور میں اسلام دشمن ذرائع ابلاغ کا سب سے بڑا ہدف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہیں، اسی طرح مغرب کے کاسہ لیس مسلم حکمرانوں نے بھی انھیں مسلم ممالک میں کھلی چھٹی دے رکھی ہے، ان حالات میں آپ ﷺ کے محاسن کا بیان اور آپ ﷺ پر مغرب اور مغرب پسند طبقہ کے مطاعن کا جواب ایک بڑی عبادت اور رب تعالیٰ کی رضا کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ساجد خان اٹکوی دامت برکاتہم کو جزائے خیر سے نوازیں کہ انھوں نے ''توہین رسالت کا شرعی حکم'' لکھ کر حضور انور ﷺ کے حقوق وآداب کے تحفظ اور گستاخی و بے ادبی کے قبائح اور ان کے شرعی احکام کو دلائل و براہین سے واضح کر دیا ہے۔

یہودی پروپیگنڈہ کے زیر اثر اور کبھی ان کی خوشامد کے لئے بعض بدبخت مسلمان بھی بے ادبی اور گستاخی کی راہوں پر چل نکلتے ہیں، اور گستاخانِ رسول کے لئے راستہ بناتے رہتے ہیں، ان حالات میں ضروری تھا کہ اس مسئلہ کے شرعی پہلوؤں کو واضح کیا جائے، ماشاء اللہ مولانا ساجد خان اٹکوی دامت برکاتہم نے وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا ساجد خان اٹکوی مدظلہ کی اس محنت کو قبول و مقبول فرمائے ان کے لئے سعادت دارین کا وسیلہ بنائے اور انھیں مزید حسنات کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم۔

(حضرت مولانا) حافظ نثار احمد الحسینی (مدظلہم)

۳/شعبان/۱۴۳۲ھ

استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب زید مجدہم

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو اٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم أمابعد:

''توہین رسالت کا شرعی حکم قرآن وسنت کی روشنی میں'' اس کتاب کا مسودہ فاضل عزیز مولوی سیف الرحمٰن صاحب کے ہاتھوں ملا، اس مجلس میں اس کی فہرست مضامین جو چودہ عنوانوں پر مشتمل ہے جس میں تقریباً توہین رسالت کے بارے میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا قرآن وسنت اور فقہاء کرام کی تحقیق کی روشنی میں مدلل، مفصل عام فہم جواب دیا گیا ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ، عوام ہوں یا علمائے کرام دونوں کے لئے اس موضوع پر یہ کتاب مفید اور بہترین ہے۔ عیاں راچہ بیاں اور خوشبوں آں باشد کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بگوید۔

اس کتاب کے مطالعہ کرنے پر جوخوبیاں راقم نے لکھی ہیں، ان شاء اللہ اس سے زیادہ اس کتاب کی خوبیاں ہر قاری پر واضح ہوں گی۔ اور اس موضوع پر تمام شکوک وشبہات جو دانستہ یا نادانستہ پیش آتے ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے ان کا ازالہ ہو جائے گا۔

اس کتاب کے مصنف فاضل مولانا ساجد خان اٹکوی دامت فیوضہم فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی کو اس تصنیف پر اللہ کریم اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کو اپنے دربار میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

(شیخ الحدیث حضرت مولانا) عبدالسلام (صاحب زید مجدہم)

یکم شعبان ۱۴۳۲ھ

وکیل احناف، متکلم اسلام، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدہم

ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی،

أمابعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم الرحمن الرحیم:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا﴾ سورۃ الاحزاب، الآیۃ:۵۷۔

ترجمہ: بیشک جولوگ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کوایذادیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر دنیااورآخرت میں لعنت کرتا ہے، اوران کے لئے ذلیل کرنے والاعذاب تیار کر رکھاہے۔(ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

انسان کی رشدوہدایت کے لئے خالق کائنات نے اپنے منتخب نمائندوں کودنیا میں بھیجا، جنھیں نبی اوررسول کہتے ہیں، حضرات انبیاء علیہم السلام نے جہاں اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کیاوہاں اپنی رسالت پرایمان لانے کی دعوت بھی دی، ہر نبی کی دعوت پرلبیک کہنے والے بھی تھے، اورمخالفت کرنے والے بھی، اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والوں، ایذادینے والوں اوران کی دعوت ایمان قبول نہ کرنے والوں کے بارے میں دنیاوآخرت میں سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بشمول تمام انبیاء علیہم السلام ہمارے ایمان کی بنیاد ہے، اگران ذواتِ قدسیہ کی ذات، عزت وناموس محفوظ ہے، تومکمل دین محفوظ ہے، اوراگران کی ذات مجروح ہے توپھر پورے دین کامحفوظ رہنا ناممکن ہے، اگرکوئی شخص رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یادیگرانبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی ذات گرامی سے متعلق نازیباکلمات کہے، ان حضرات کی توہین وگستاخی کرے، توایسے شخص کودنیامیں زندہ رہنے کاکوئی حق حاصل نہیں ہے، شریعت اسلامیہ میں ایسے ملعون کی سزاصرف اورصرف قتل ہے، ہر نبی چونکہ اللہ تعالیٰ فرستادہ اور نمائندہ ہوتاہے، اس لئے نمائندہ کی شان میں گستاخی کرنا دراصل اس ذات کی گستاخی ہے جس کا یہ نمائندہ ہے، توخالق کائنات جل مجدہ کی گستاخی ایساعظیم جرم ہے کہ عدل کاتقاضایہ ہے کہ

ایسے شخص کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، اور اس کے وجود نامسعود سے زمین کو پاک کر دیا جائے۔
ناموس رسالت کا مسئلہ چونکہ دین میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس لئے علماء امت نے اسے مستقلاً بیان کیا ہے، اس کے جزئیات اور اطلاقات کو واضح کیا ہے، مختلف ادوار میں اس پر قلم اٹھائے، علامہ تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اس موضوع پر نہایت وقیع کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' تصنیف فرمائی۔ شیخ الاسلام علامہ تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۶ھ) نے ''السیف المسلول علی من سب الرسول'' کے نام سے کتاب تحریر فرمائی۔ خاتمۃ المحققین علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے ''تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام'' کے نام سے مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اور متقدمین ومتاخرین کی آراء کو جمع فرمایا۔
مذکورہ تصانیف میں قرآن، سنت، اجماع اور امت مسلمہ کے فقہاء محققین علماء کی آراء سے واضح کیا گیا کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا صرف ''قتل'' ہے۔

موجودہ دور میں ''آسیہ'' نامی عیسائی عورت نے جب شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کی، تو بعض حلقوں کی جانب سے بڑی شدت سے یہ نظریہ پیش کیا جانے لگا کہ گستاخ کی سزا قتل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے عزیزم مولانا ساجد خان اتکوی سلمہ کو کہ انھوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا، موصوف نے بڑی محنت سے قرآن، سنت، اجماع اور فقہاء امت کی عبارات مسلمہ سے واضح کیا کہ گستاخ کی سزا قتل ہی ہے، کسی بھی فرد کو اس سزا میں کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے، مولف موصوف سلمہ نے اس مسئلہ سے متعلق بعض شبہات کا حل، بعض مجملات کی وضاحتیں اور بعض عبارات کو بہت عمدہ طریقے سے حل کیا ہے، جن کا تعلق کتاب پڑھنے کے ساتھ ہے، کتاب میں بعض چیزیں قابل اشکال تھیں، راقم کی نشاندہی پر مولف سلمہ نے ان کی اصلاح فرمادی ہے جو کہ موصوف کی دیانت داری کا ثبوت ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے ان کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امت مسلمہ کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے۔ آمین۔

والسلام
(حضرت مولانا) محمد الیاس گھمن (زیدہ مجدہم)
۲۰۱۱/۰۶/۲۵

ترجمان اہل حق، حضرت مولانا قاری عبدالوحید قاسمی صاحب مدظلہم

سیکرٹری جنرل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد

گستاخ رسول کی ایک ہی سزا...............سرتن سے جدا سرتن سے جدا

الحمدللہ بندۂ ناچیز نے عاشق مصطفیٰ حضرت مولانا ساجد خان صاحب اٹکوی مدظلہ کی کتاب ''توہین رسالت کا شرعی حکم'' شروع سے آخر تک حرف بہ حرف پڑھی، سرور دل اورحرارت ایمانی میں اضافہ ہوا، اٹکوی صاحب مدظلہ نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کردلائل شریعت آپ ﷺ کے دور سے آج کے سمندر کو کیپسول میں بند کر کے ایک طرف توان گستاخانِ رسول کے طوفانِ بدتمیزی کا رخ موڑ کر سد سکندری حائل کردی، دوسری طرف امت مسلمہ کو عشق رسول ﷺ کا ایک نادر تحفہ بھی عطا کردیا، یہ اس لئے کہ حضرت اٹکوی صاحب مدظلہ کے سامنے حضرت امام مالک کا وہ ارشاد تھا جوکہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے: ''کہ اگر کوئی شخص اپنے نبی ﷺ کی گستاخی سن کر خاموش رہے، تووہ شخص اس نبی کی امت سے خارج ہوجاتا ہے۔'' آج امت مسلمہ جس پستی وزبوں حالی کا شکار ہے اس میں غیروں سے کیا گلہ کریں خود مسلمان خصوصاً اہل علم بھی غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں الا ماشاء اللہ۔ مگر حضرت اٹکوی صاحب نے امت مسلمہ کو جگانے کے لئے یہ کتاب لکھ کر اہم کردار ادا کیا، اللہ مزید زورِ قلم نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت اٹکوی صاحب نے اپنی کتاب کی ابتدا قرآنی آیات سے کی ہے:

قرآن سے سزا گستاخ رسول کی پوچھی ہر آیت قرآن نے کہا موت ہے بس موت
یہی ہے میرے دین کا مذہب کا ملکی آئین کا تقاضا گستاخ کو صفحہ ہستی سے مٹا دو
گستاخِ رسول نے مانگی ہے معافی تو کیا ہوا یہ جرم ناقابل معافی ہے بتادو
یہ بلا آئی ہے ہم سب کو جگانے کے لئے غیرت ایمانی ہماری آزمانے کے لئے
دوستو آ ؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کریں تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عروج نصیب فرمائے، گمراہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہر گھر اور دفتر میں پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب مہیا فرمائے اور حضرت اٹکوی صاحب کے لئے حوضِ کوثر اور شفاعت محمدی ﷺ کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

(حضرت مولانا) قاری عبدالوحید قاسمی (مدظلہم)

تقریظ

مخدوم العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ (قدیم) لاہور

ناموس رسالت کے تحفظ کا مسئلہ جس قدر حساس ہے اسی قدر نازک بھی ہے، اگر نبی ورسول کی عزت وناموس محفوظ ہے، تو نبوت ورسالت اور دین وشریعت محفوظ ہے، اور اگر خدانخواستہ ناموس رسالت پر آنچ آتی ہے تو اس سے نہ نبوت ورسالت محفوظ رہتی ہے اور نہ ہی دین وشریعت باقی رہتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ نبی علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے، اور ان کی بے ادبی، اہانت اور ایذا کو جرم گردانتے ہوئے اس سے منع فرمایا ہے، اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ خاص نہیں رکھی، بلکہ تمام انبیاء ورسل کی عزت وناموس کا معاملہ ایسا ہی رکھا ہے، چنانچہ ہر دور میں یہ بات مسلم رہی ہے کہ نبی ورسول کی عزت وناموس پر حملہ کرنے والا، توہین رسالت کا مرتکب، نبی کا گستاخ دین سے خارج اور قتل کی سزا کا مستوجب ہے، نہ اس کی توبہ قبول ہے، نہ اس کے لئے کسی قسم کی معافی ہے، جیسا کہ سابقہ دساتیر اس کے شاہد ہیں، آج کل کے کچھ مستشرق اور جدید مفکر دیگر بہت سے مسائل کی طرح اس متفق علیہ مسئلہ کو بھی شکوک وشبہات پیدا کر کے متنازعہ بنانے کی فکر میں ہیں، تاکہ گستاخانِ رسول کو کھیل کھیلنے کا موقع اور توہین رسالت کی جرأت وہمت ہو سکے، اور اس طرح وہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اپنے دلی بغض ونفرت کا اظہار کر سکیں، ایسی صورت میں اہل اسلام کا فرض بنتا ہے کہ وہ "تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت" کے لئے اپنے اختلافات بھلا کر اکٹھے ہو جائیں، اور عالم کفر کو بتا دیں کہ وہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے سب ایک ہیں، اور اس کیلئے اپنے تن من دھن کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں، علماء امت اور زعمائے ملت قدیم سے ان مسائل کی نشر واشاعت اور ان عقائد کے تحفظ کی تحریراً وتقریراً کوشش وجد وجہد کرتے چلے آئے ہیں، شکر اللہ مساعیہم۔

پیش نظر کتاب "توہین رسالت کا شرعی حکم" بھی اسی سلسلہ کی ایک کاوش ہے، جسے ہمارے کرم فرما اور مہربان شخصیت مولانا ساجد خان اتکوی فاضل دار العلوم کراچی نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ ترتیب دیا ہے، ناچیز نے اس کتاب کو از اول تا آخر پڑھا ہے یہ فاضل مصنف

نے اپنے موقف کو آسان انداز میں بیان کر کے اسے کتاب وسنت اور فقہائے ملت کے اقوال سے مدلل ومبرہن کیا ہے، احقر کو یقین ہے کہ جو شخص بھی اس کتاب کو بنظر انصاف پڑھے گا، وہ ناموس رسالت کی اہمیت سے مطلع ہو کر توہین رسالت کی سزا قتل ہونے کے معاملہ میں کسی تذبذب کا شکار نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کی اس سعی وکاوش کو قبول ومنظور فرما کر مزید سے مزید کی توفیق عطا فرمائے۔

(حضرت مولانا) نعیم الدین (صاحب دامت برکاتہم) ۸/رمضان/۱۴۳۲ھ

☆☆☆☆☆

تقریظ

بقیۃ السلف، ولی کامل حضرت مولانا محمد حسن صاحب دامت برکاتہم

جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم أما بعد!

اللہ رب ذوالجلال کا بہت بڑا احسان وفضل ہے کہ انھوں نے اپنے دین مبین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے، اور عالم اسباب میں اس کی حفاظت کا یوں انتظام فرمایا کہ اس کو دو مضبوط ستونوں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ پر کھڑا کر دیا ہے، اور ان دو مضبوط ستونوں کی عظمت کا دارومدار اللہ پاک کے پیارے حبیب، سید المرسلین، خاتم النبیین، فخر موجودات، سرور کونین ﷺ کی ناموس وعظمت کے تحفظ پر ہے، اور آپ کے ناموس کے تحفظ کے لئے ہر مسلمان اپنی کروڑوں جانیں قربان کرنا اور اپنا سب کچھ وارنا سعادت سمجھتا ہے۔

انہی سعادت مندوں میں سے ایک نیک سعادت مند ہمارے بھائی مولانا ساجد خان انکوی زید مجدہم ہیں، جنہوں نے بڑی محنت اور محبت سے بارگاہ اقدس ﷺ کی عظمت کی چوکیداری کرتے ہوئے توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے ازلی بدبختوں کی سزا اس کو شرعی حوالہ جات سے واشگاف کیا ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں التجاء میں ہے کہ وہ ان کی اس نیک کاوش کو قبول فرمادیں اور روز محشر میں شفاعت نبوی ﷺ کے حصول کا ذریعہ بنادے۔

(حضرت مولانا) محمد حسن (دامت برکاتہم)

۱۰/رمضان المبارک/۱۴۳۲ھ

تقریظ

مناظر اسلام، محی السنۃ، حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب دامت برکاتہم

مدیر جامعہ محمدیہ شاہدرہ لاہور

باسمہ تعالیٰ:

اخلاق سے کی تعریف سے بے خبر لوگ عام طور پر یہ سوال کرتے ہیں کہ دین تلوار سے پھیلا ہے یا اخلاق سے؟ بنیادی طور پر یہ سوال اس لئے غلط ہے کہ انھوں نے نبوت کی تلوار کو اخلاق کے متضاد تصور کیا، نبوت دشمن کے نیچے چادر بچھا دے تو نبوت کا اخلاق ہے، اور اگر کعب بن اشرف کو قتل کرا دے تو یہ بھی نبوت کا اخلاق ہے، تیرہ سال مکہ میں خاموشی رہے، یہ بھی اخلاق نبوی ہے، اور بدر و خندق میں کفار پر تلواریں برسائی جائیں یہ بھی نبوت کا اخلاق ہے، وحشیؓ کو معاف کر دیں یہ بھی اخلاق نبوی ہے، ابن خطل کو حرم میں قتل کرا دیں یہ بھی اخلاق نبوی ہے۔ پیغمبر ﷺ کا ہر عمل اخلاق ہے، خلاق عالم کا اعلان ہے إنك لعلى خلق عظيم جب جان لیوا کینسر کو بدن سے کاٹ کر نکالنے والے ڈاکٹر کو بداخلاق نہیں، بلکہ بااخلاق ماہر حاذق کہا جائے شکریہ ادا کیا جائے، تو ایمان لیوا گستاخ کو قتل کر کے معاشرے کو پاک کرنے والے کو بداخلاق کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ جان بچانے والے ڈاکٹر کو فیس دی جائے اور شکریہ ادا کیا جائے، ایمان بچانے والے عاشق رسول ﷺ جس نے گستاخ کو اڑا کر ہمارے ایمان کی حفاظت کی ہے، کو دہشت گرد کہا جائے، اس سے بڑی حماقت کائنات میں اور کیا ہوگی؟

اسی سلسلے میں مولانا ساجد خان صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے کتاب لکھی ہے: ''توہین رسالت کا شرعی حکم'' پروردگار عالم اس کتاب کو نافع بنائے، موصوف کے لئے دارین میں فلاح کا ذریعہ بنائے

آمین بجاه النبی الکریم علیه التحیة و التسلیم إلی یوم الدین

(حضرت مولانا) محمد اسماعیل محمدی (دامت برکاتہم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

پچھلی کچھ صدیوں سے بالواسطہ یا بلاواسطہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے اہل اسلام کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا اور ان کے مقدس تاریخی ورثے کا مذاق اڑانا ایک مستقل روایت بن چکی ہے۔ اظہار رائے کی آزادی کا ملمع لیبل لگا کر وقفے وقفے سے کوئی نہ کوئی گستاخ اور تنگ نظر پیغمبر اسلام ﷺ اور دوسرے مشاہیر امت کی شان میں زبان درازی اور تاریخی حقائق و واقعات میں تحریف کی جسارت کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔ موجودہ دور میں نام نہاد مذہبی آزادی اور رواداری کی علمبردار مغربی دنیا کے کئی ایک ممالک نے درجن بھر سے زائد اخبارات میں توہین آمیز خاکے شائع کر کے پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ اپنے بغض و عناد اور تنگ نظری کا مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ ۲ نومبر ۲۰۰۴ کو ہالینڈ، ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ کو ڈنمارک، ۱۶ جون ۲۰۰۷ کو برطانیہ اور ۲۸ مارچ ۲۰۰۸ کو پھر ہالینڈ میں رونما ہونے والے دلخراش واقعات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ مغرب کی عیسائی دنیا کی ساری بحث و تحقیق اور تحریر و تقریر کا نچوڑ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذاتِ اقدس میں زبان درازی کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ ایک ایسی مسلمہ تاریخی حقیقت ہے جو محتاج بیان نہیں۔

لیکن شاید مغربی دنیا آج تک اس بات کا ادراک نہ کر سکی کہ ایک مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے آقا ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ تحفظ ناموس رسالت ہر مؤمن کے دل کی آواز اور اس کی عقیدت و محبت کا اعزاز ہے۔ ہر مسلمان اپنے آقائے دو جہاں ﷺ کی عزت و توقیر اپنے ایمان کی بنیاد سمجھتا ہے۔ غلامی رسول مسلمان کا وہ اعزاز ہے جس پر وہ ہزاروں آزادیاں قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ یہی وہ احساس ہے جو کہ ایک

مؤمن کے دل کی خلوتوں سے ابھرتا، آنکھوں سے عقیدت کے آنسوؤں کا خراج لیتا، دل کو ناموسِ رسالت پر مرمٹنے کے لئے آمادہ کرتا اور درگاہِ رسول پر فداکاری کے آداب سکھاتا ہے۔ یہی احساس اہلِ ایمان کی دولت ہے، یہی آنسوان کی زندگی کا سرمایہ بے بہا ہے اور یہی کسک ان کے لئے توشہ دو جہاں ہے۔ یہی قرآنی تعلیمات کی تاثیر اور احکام ربانی کی تفسیر ہے۔

انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی سطح پر، ذاتی رائے ہو یا ملکی اور ریاستی قانون، عوام ہو یا حکمران ہر سطح اور ہر سٹیج پر مسلمانوں نے ہمیشہ تحفظ ناموس رسالت کا علم بلند کیا ہے چنانچہ آج بھی ہمارے وطن عزیز پاکستان کی آئین میں C/295 کا شق موجود ہے جس کی رُو سے جرم ثابت ہونے پر توہین رسالت کے مرتکب کی سزا سزائے موت ہے۔ لیکن جہاں آئینی سطح پر ہمارے لئے یہ بات خوش آئند ہے وہاں علمی سطح پر آج ہماری عوام اس مسئلے کی نوعیت اور حقیقت سے آہستہ آہستہ غافل ہوتی جارہی ہے۔ قرآن مجید توہین رسالت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کیا سنت نبوی میں گستاخ رسول کے لئے کوئی واضح حکم موجود ہے؟ کیا فقہاء امت نے اس مسئلے پر بحث کی ہے یا نہیں؟ اور اس جیسے اور کئی سوالات ایسے ہیں جو آج کل کثرت سے اٹھائے جارہے ہیں، لیکن عام آدمی تو درکنار اکثر خواص بھی ان کے جوابات دینے سے معذور ہیں۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ چند اوراق لکھے گئے ہیں اور در حقیقت یہ اس باب میں کوئی حتمی کوشش یا آخری فتویٰ نہیں بلکہ اہل علم کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی ایک سعی ناتمام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں، اور اسے ہماری مغفرت کا سبب اور ہمارے لئے سرکار دوجہاں ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنائیں۔

امین یا ربّ العلمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ و التسلیم ۔

ساجد خان اٹکوی

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

۲ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ

باب اول

﴿گستاخ رسول قرآن کے آئینہ میں﴾

اس باب میں قرآن کریم کی چودہ آیات اور حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ کے تقریباً پچاسی حوالہ جات کی روشنی میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی توہین اور گستاخی کرنے والے کی سزا صرف اور صرف موت ہے، خواہ یہ فعل قبیح کرنے والا کافر ہو یا مسلمان۔ پھر العیاذ باللہ اگر توہین رسالت کرنے والا مسلمان تھا تو اس جرم عظیم کے ارتکاب کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر یہ فعل شنیع کرنے والا ذمی ہو تو اصح قول کے مطابق اس کا بھی عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا اور وہ مستحق قتل بن جائے گا۔ اور چونکہ یہ سزائے موت بطور حد کے ہے لہٰذا توبہ کرنے کی وجہ سے یہ سزا ساقط نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کسی حکومت یا کسی فرد واحد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گستاخ رسول کو معاف کرے۔ اسی طرح کسی شخص کو یہ اختیار بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کی متعین کردہ اس سزا میں کوئی ترمیم یا تبدیلی کرے۔ لہٰذا دنیوی احکام کے اعتبار سے توہین رسالت کے مجرم کی لئے قتل ہونا ہی متعین ہے، ہاں اگر اس نے خلوص نیت کے ساتھ سچے دل سے توبہ کی تو آخرت کی سزا سے بچ جائے گا۔

1 ...... ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ سورة البقرة، الآية: ١٠٤۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم نہ کہو! راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو، کافروں کو عذاب ہے دردناک۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

بعض یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی، کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر

لفظ ''راعنا'' سے آپ ﷺ کو خطاب کرتے، جس کے معنی ان کی عبرانی زبان میں ایک بددعا کے ہیں اور وہ اسی نیت سے کہتے تھے، مگر عربی زبان میں اس کے معنی ''ہماری مصلحت کی رعایت فرمایئے'' کے ہیں، اس لئے عربی داں اس شرارت کو نہ سمجھ سکتے تھے، اور اس اچھے معنی کے قصد سے بعضے مسلمان بھی حضور ﷺ کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے، اس سے ان شریروں کو اور گنجائش ملی، آپس میں بیٹھ کر ہنستے تھے، کہ اب تک تو ہم ان کو خفیہ ہی برا کہتے تھے، اب علانیہ کہنے کی تدبیر ایسی ہاتھ آ گئی کہ مسلمان بھی اس میں شریک ہو گئے، حق تعالیٰ نے اس گنجائش کے قطع کرنے کو مسلمانوں کو حکم دیا کہ اے ایمان والو: تم لفظ ''راعنا'' مت کہا کرو اور اس کی جگہ لفظ ''انظرنا'' کہہ دیا کرو کیونکہ اس لفظ کے معنی اور راعنا کے معنی عربی زبان میں ایک ہی ہیں، راعنا کہنے میں یہودیوں کی شرارت چلتی ہے، اس لئے اس کو ترک کر کے دوسرا لفظ استعمال کرو اور اس حکم کو اچھی طرح سن لیجیو اور یاد رکھیو اور ان کافروں کو تو سزائے دردناک ہو ہی گی جو پیغمبر ﷺ کی شان میں ایسی گستاخی اور وہ بھی چالاکی کے ساتھ کرتے ہیں۔

تفسیر معارف القرآن، ج: ۱، ص: ۲۸۰۔

فائدہ:

حضرات مفسرینِ کرام رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱...... جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی اور توہین کا ارتکاب کرے، شرعاً وہ مباح الدم اور واجب القتل ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کریمہ سے یہی حکم سمجھے تھے، چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تفسیر روح المعانی'' میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

''وروی أن سعد بن عبادة رضی اللہ تعالیٰ عنه سمعهامنهم فقال: یاأعداء اللہ اعلیکم لعنة اللہ والذی نفسی بیده لئن سمعتها من رجل منکم یقولهالرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لأضربن عنقه۔

تفسیر روح المعانی، ج:۱، ص:۳۴۸۔

ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ ان یہودیوں سے

سنا اور فرمایا کہ: اے اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی لعنت ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں نے تمہارے کسی شخص کو یہ لفظ کہتے سنا کہ وہ حضور ﷺ کو کہہ رہا ہے تو میں لازماً اس کی گردن اڑا دوں گا۔

اسی طرح حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر کبیر" میں یہی قول حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"وروی أن سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمعها منهم فقال : یاأعداء اللہ علیکم لعنة اللہ والذین نفسی بیده لئن سمعتها من رجل منکم یقولها لرسول اللہ لأضربن عنقه۔ تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۲۲٤۔

ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ ان یہودیوں سے سنا اور فرمایا: اے یہودیو! تم پر اللہ کی لعنت ہو، آئندہ اگر میں نے تم میں سے کسی کو لفظ راعنا کہتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ کو کہہ رہا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

یہاں پر یہ بات یاد رہے کہ یہ صرف حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نظریہ اور مسلک نہیں بلکہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آیت مبارکہ سے یہی بات سمجھی تھی کہ سرکار دو جہاں ﷺ کی تحقیر و تخفیف اور گستاخی کرنے والا شخص مستحق قتل ہے، چنانچہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح القدیر" میں امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"واخرج أبو نعیم فی الدلائل عنه (ای عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما) انه قال المؤمنون بعد هذه الآیة من سمعتموه یقولها فاضربوا عنقه، فانتهت الیهود بعد ذلك۔ فتح القدیر، ج:۱، ص:۱٤٦۔

ترجمہ: امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومنوں نے اس آیت کے نزول کے بعد کہا: جسے تم حضور ﷺ کے لئے یہ لفظ کہتے ہوئے سنو تو اس کی گردن اڑا دو تو اس کے بعد یہودی رک گئے۔

اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز صاحب مذکورہ آیت کے ذیل میں بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب "توہین رسالت کی شرعی سزا" میں فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ اگر کوئی شخص ایسا لفظ استعمال کرے

جس میں توہین رسالت کا احتمال ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔" توہین رسالت کی شرعی سزا، ص:۵۲۔

۲......اس آیت مبارکہ سے حضرات مفسرین کرام ﷭ کے اقوال کی روشنی میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جس طرح صراحتاً نبی کی شان میں توہین اور گستاخی کرنا کفر ہے بالکل اسی طرح اشارۃً اور کنایۃً بھی اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ یا دیگر انبیاء کرام ﷩ میں سے کسی نبی کی توہین کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی ﷫ "تفسیر معارف القرآن" میں مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"نبی کی اشارۃً اور کنایۃً تحقیر بھی کفر ہے، اس لئے کہ یہود صراحتہً آپ کی تحقیر نہیں کرتے تھے، ﴿رَاعِنَا﴾ کہہ کر اشارۃً اور کنایۃً آپ ﷺ کی تحقیر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر فرمایا۔" تفسیر معارف القرآن، ج:۱، ص:۲۵۵۔

۳......اس آیت کریمہ سے یہ حکم بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ادب واحترام صرف معنوی حیثیت ہی سے نہیں بلکہ لفظی حیثیت سے بھی لازم اور ضروری ہے۔ لہٰذا ایسے تمام الفاظ سے احتراز اور بچنا ضروری ہے جو دربار رسالت کے شایانِ شان نہ ہوں۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی ﷫ "تفسیر ماجدی" میں مذکورہ آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

"آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرتبہ رسالت کا ادب صرف معنوی ہی حیثیت سے نہیں بلکہ لفظی حیثیت سے بھی ضروری ہے، فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ: "جن الفاظ سے احتمال بھی اہانت کا نکلتا ہے ان سے احتیاط لازم ہے۔" وهذا دليل على تجنب الألفاظ المحتملة التي فيها التعرض للتنقيص (ابن العربی ﷫) بلکہ امام مالک ﷫ کے ہاں تو ایسے الفاظ پر حد واجب ہوتی ہے۔"

تفسیر ماجدی، ص:۴۲۔

2 ......﴿ وَإِنْ نَّكَثُوْٓا أَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴾

سورة التوبة، آیت ۱۲۔

ترجمہ: اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب لگائیں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے سرداروں سے بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آئیں۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ،"

یعنی اگر یہ لوگ اپنے معاہدے اور قسموں کو توڑ ڈالیں اور مسلمان بھی نہ ہوں بلکہ بدستور تمہارے دینِ اسلام پر طعن و تشنیع کرتے رہیں تو ان کفر کے پیشواؤں کے ساتھ جنگ کرو"۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ تقاضائے مقام اس جگہ بظاہر یہ تھا کہ "فَقَاتِلُوْهُمْ" فرمایا جاتا یعنی ان لوگوں سے قتال کرو، قرآن کریم نے اس جگہ مختصر ضمیر استعمال کرنے کے بجائے "فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ" فرمایا، ائمہ امام کی جمع ہے، معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ اپنی عہد شکنی کی وجہ سے کفر کے امام اور قائد ہو کر اس کے مستحق ہو گئے کہ ان سے جنگ کی جائے، اس میں حکم قتال کی علت اور وجہ کا بھی بیان ہو گیا، اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہاں اَئِمَّةَ الْكُفْرِ سے مراد قریش مکہ کے وہ سردار ہیں جو لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے اور جنگی تیاریوں میں لگے رہتے تھے، ان سے جنگ کرنے کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر فرمایا کہ اہل مکہ کی اصل طاقت کا سرچشمہ یہی لوگ تھے، اس کے علاوہ مسلمانوں کی قریبی رشتہ داری بھی انہی لوگوں سے تھی، جس کی وجہ سے اس کا خطرہ ہو سکتا تھا کہ ان کے معاملہ میں کوئی رعایت برتی جائے۔ (مظہری)

"وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ" کے لفظ سے بعض حضرات نے اس پر استدلال کیا ہے کہ مسلمانوں کے دین پر طعن و تشنیع کرنا عہد شکنی کرنے میں داخل ہے، جو شخص اسلام اور شریعت اسلام پر طعنہ زنی کرے وہ مسلمانوں کا معاہد نہیں رہ سکتا، مگر باتفاق فقہاء اس سے مراد وہ طعن و تشنیع ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور تحقیر کے طور پر اعلاناً کی جائے، احکام اور مسائل کی تحقیق میں کوئی علمی تنقید کرنا اس سے مستثنیٰ ہے اور لغت میں اس کو طعن و تشنیع کہتے بھی نہیں۔

اسی آیت میں فرمایا "اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ" یعنی یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی قسم کوئی

قابلِ اعتبار قسم نہیں، کیونکہ یہ لوگ قسم توڑنے اور عہد شکنی کرنے کے عادی ہیں، اور اس جمع کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنی قسم توڑ دی تو اب مسلمانوں پر بھی ان کی قسم اور عہد کی کوئی ذمہ داری نہیں رہی۔

آخر آیت میں ہے "لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ" تا کہ وہ باز آ جائیں، اس آخری جملہ میں بتلا دیا کہ مسلمانوں کی جنگ و جہاد کا مقصد عام دنیا کے لوگوں کی طرح دشمن کو ستانا اور جوشِ انتقام کو فرو کرنا یا عام بادشاہوں کی طرح ملک گیری نہ ہونا چاہیے، بلکہ ان کی جنگ کا مقصد دشمنوں کی خیر خواہی اور ہمدردی اور یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ وہ لوگ اپنی غلط روش سے باز آ جائیں۔

تفسیر معارف القرآن، ج: ٤، ص: ٣٢٤۔

فائدہ:

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ نے مندرجہ ذیل احکامات پر استدلال فرمایا ہے۔

۱...... جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی یا تنقیص کرے یا دینِ اسلام میں طعنہ زنی کرے، اس آیت کی رو سے وہ مستحقِ قتل ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے "تفسیر ابن کثیر" میں فرماتے ہیں کہ:

"ومن هاهنا أخذ قتل من سب الرسول صلوات الله وسلامه عليه أو من طعن في دين الإسلام أو ذكره بتنقص"۔

تفسیر ابن کثیر، جلد: ۲، ص: ۳۵۔

ترجمہ: اس آیت سے علماء نے یہ بات اخذ کی ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے یا دین میں عیب جوئی کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اہانت سے کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

اسی طرح اس مذکورہ آیت مبارکہ سے گستاخ رسول کے لئے سزائے موت پر استدلال کرتے ہوئے اور دین اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی کی وضاحت کرتے ہوئے "تفسیر قرطبی" میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"استدل بعض العلماء بهذه الآية بوجوب قتل من طعن في الدين إذ

هو كافر والطعن أن ينسب إليه مالايليق به أويعترض بالاستخفاف على ما هوفى الدين لماثبت من الدليل القطعى على صحة أصوله واستقامة فروعه ـوقال ابن المنذر أجمع عامة أهل العلم على أن من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عليه القتل۔"

احکام القرآن للقرطبی،ج:۸،ص:۸۲۔

ترجمہ:بعض علماء نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ جو شخص بھی دین میں طعن کرے اس کا قتل واجب ہے، کیونکہ وہ کافر ہے، طعن یہ کہ دین کی طرف نامناسب شے کی نسبت کرے، یا دین کی کسی شے کی تضحیک واستخفاف کرے، اور وہ چیز دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کے اصول صحیح ہوں اور فروع درست ہوں۔علامہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:"عام اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے، اسے قتل کرنا لازم ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "الصارم المسلول "میں مذکورہ آیت کریمہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ عام لوگوں سے تو درگزر فرمایا کرتے تھے لیکن جو بدبخت دین اسلام میں طعنہ زنی کرتا یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتا تو اس کے خون کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ امام موصوف فرماتے ہیں کہ:

"وأمامن طعن فى الدين فإنه يتعين قتاله وهذه كانت سنة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فإنه كان يهدر دماء من آذى الله ورسوله وطعن فى الدين وإن أمسك عن غيره۔"

الصارم المسلول علی شاتم الرسول ،ص:۲۰۔

ترجمہ:اور جو دین میں طعن کرتا ہے تو اس کے ساتھ قتال کرنا متعین ہے، اور یہی طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا خون ہدر فرمایا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے، اور دین میں طعنہ زنی کرتے، اگرچہ ان کے علاوہ اوروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم درگزر فرماتے۔

۲......اسی طرح اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جو حکم حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کا ہے وہی حکم دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے گستاخ کا بھی ہے، یعنی جس طرح سرکار دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا شخص کافر ہے اسی طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں توہین کرنے والا شخص بھی خارج از اسلام ہے۔ اسی طرح مفسرین کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی بھی تصریح فرمائی ہے کہ توہین رسالت کے ارتکاب میں قصد اور عدم قصد دونوں برابر ہیں، یعنی کوئی شخص قصد وارادہ کر کے تنقیص واستخفاف کی نیت سے یہ فعلِ قبیح کرے یا بغیر نیت اور قصد وارادے کے، بہر حال دونوں صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ "تفسیر روح البیان" میں مذکورہ آیت شریفہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"واعلم أنه قداجتمعت الأمة على أن الاستخفاف بنبينا أو بأى نبى كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالا أم فعله معتقدا بحرمته ليس بين العلماء خلاف فى ذلك والقصد للسب وعدم القصد سواء إذ لا يعذر أحد فى الكفر بالجهالة، ولا بدعوى زلل اللسان، إذا كان عقله فى فطرته سليما۔"

تفسیر روح البیان، ج:۳، ص:۳۹٤۔

ترجمہ: جان لیجئے! کہ امت کا اجماع ہے کہ جو شخص ہمارے نبی ﷺ یا اور انبیاء میں سے کسی بھی نبی کا استخفاف کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، خواہ اسے حلال سمجھ کر کرے، یا حرام سمجھ کر کرے، اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں خواہ وہ سبّ (گالی) کا قصد کرے یا نہ کرے کوئی فرق نہیں، کیونکہ جہالت کی وجہ سے کفر کرنا کوئی عذر نہیں ہے، اور نہ ہی زبان کا پھسل جانا کوئی عذر ہے، جبکہ اس کی عقل صحیح ہو۔

۳......اسی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ نے "احکام القرآن" میں امام لیث رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ (العیاذ باللہ) اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو اسے فوراً ہی قتل کیا جائے گا، نہ اسے مہلت دی جائے گی اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، چنانچہ امام موصوف فرماتے ہیں کہ:

"وقال الليث في المسلم يسب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه لايناظر ولايستتاب ويقتل مكانه وكذلك اليهود والنصارىٰ۔"

احکام القرآن، ج:۳، ص:۱۲۷۔

ترجمہ: امام لیث ﷫ اس مسلمان کے لئے فرماتے ہیں جو نبی ﷺ کی توہین کرتا ہے کہ اسے نہ مہلت دی جائے گی اور نہ ہی توبہ کا کہا جائے گا، بلکہ اسی جگہ قتل کر دیا جائے گا، اگر یہود ونصاریٰ ایسا کریں تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"ولاخلاف بين المسلمين أن من قصد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بذلك فهو ينتحل الإسلام أنه مرتد يستحق القتل۔"

احکام القرآن، ج:۳، ص:۱۲۸۔

ترجمہ: مسلمانوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا کوئی شخص اگر حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہے تو وہ مرتد اور مستحق قتل ہے۔

۴......اسی طرح فقہاء کرام ﷭ نے مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو ذمّی توہینِ رسالت کا مرتکب ہو اسے بھی قتل کیا جائے گا، چنانچہ علامہ قرطبی ﷫ فرماتے ہیں کہ:

"أكثر العلماء على أن من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من أهل الذمة أو عرض أو استخف بقدره أو وصفه بغير الوجه الذي كفر به فإنه يقتل فإنا لم نعطه الذمة أو العهد على هذا۔"

احکام القرآن للقرطبی، ج:۸، ص:۸۳۔

ترجمہ: علماء کی اکثریت کا یہی نظریہ ہے کہ جو ذمی ﷺ کو سب وشتم کرے، تعریض کرے یا آپ ﷺ کے مرتبے کا استخفاف کرے، یا آپ کا ایسا وصف بیان کرے جو کفر کی صورت کے بغیر ہو تو اسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ ہم نے اسے اس کا ذمہ یا عہد نہیں دیا۔

اسی طرح علامہ آلوسی ﷫ "تفسیر روح المعانی" میں فرماتے ہیں کہ جب کوئی ذمی

توہینِ رسول ﷺ کا ارتکاب کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا خواہ توہین کی وجہ سے اس کے عہد ذمہ کے ٹوٹ جانے کی اس پر شرط لگائی گئی ہو یا نہ ہو، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

”ومن ذلك الطعن بالقرآن وذكر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وحاشاه بسوء،فيقتل الذمي به عندجمع مستدلين بالآية سواء شرط انتقاض العهد به أم لا،وممن قال بقتله إذاأظهر الشتم والعياذبالله مالك وشافعي وهوقول الليث وأفتى به ابن الهمام ۔“

روح المعاني،ج:٦،ص:٥٩۔

ترجمہ: اوراس میں قرآن پر طعن کرنا بھی شامل ہے اور (اللہ کی پناہ) نبی کریم ﷺ کا بُرے لفظوں میں ذکر بھی شامل ہے، آیت کریمہ سے استدلال کرنے والے سب حضرات کہتے ہیں کہ ذمی قتل ہوگا خواہ اس سے عہد ٹوٹنے کی شرط رکھی گئی ہو یا نہیں؟ اور جن لوگوں نے سبّ وشتم کرنے والے ذمی کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے ان میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، اور یہی قول امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ اور اسی پر امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ جب کوئی ذمی توہینِ رسالت کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کیا جائے، چنانچہ وہ ”الصارم المسلول“ میں مذکورہ آیت سے ذمّی کے قتل پر بہت عمدہ اور نفیس طریقے سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

”الطاعن في الدين يعيبه ويذمه ويدعوإلى خلافه وهذا شأن الإمام فثبت أن كل طاعن في الدين فهوإمام في الكفرفإذا طعن الذمي في الدين فهوإمام في الكفرفيجب قتاله لقوله تعالىٰ:﴿فقاتلوا أئمة الكفر﴾“

الصارم المسلول،ص:٢٠۔

ترجمہ: دین میں طعن کرنے والا اس میں عیب نکالتا ہے، اس کی مذمت کرتا ہے، اور اس کے خلاف کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے، اور یہی امام کا کام ہوتا ہے، پس ثابت ہوا کہ ہر دین میں طعن کرنے والا کفر میں امام ہے، پس جب ذمی دین میں طعن کرے گا تو وہ بھی کفر میں امام ہوگا، اور اس سے قتال کرنا واجب ہوگا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ

سے کہ ''کفر کے سرداروں (اماموں) سے لڑو''۔

۵......اسی طرح مذکورہ آیت سے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ استدلال بھی فرمایا ہے کہ جو ذمی سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اس توہین کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا، چنانچہ امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ ''احکام القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وهويشهد لقول من يقول من الفقهاء أن من أظهر شتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من أهل الذمة فقد نقض عهده ووجب قتله"۔

احکام القرآن، ج:۳، ص:۱۲۶۔

ترجمہ: یہ بات ان فقہاء کرام رحمہم اللہ کے قول کا شاہد ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ جو ذمی جناب نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کرتا ہے تو تحقیق اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کا قتل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح مزید گفتگو کرتے ہوئے امام جصاص رازی رحمہ اللہ نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ اگر کوئی ذمی حضور ﷺ کی توہین کرتا ہے تو وہ مباح الدم ہو جاتا ہے یعنی اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"وقال الشافعى رحمة الله عليه ويشترط على المصالحين من الكفار أن من ذكر كتاب الله أو محمدا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بما لاينبغى أو زنى بمسلمة أو أصابها باسم نكاح أو فتن مسلما عن دينه أو قطع عليه طريقا أو أعان أهل الحرب بدلالة على المسلمين، أو آوى عينالهم فقد نقض عهده وأحل دمه، وبرئت منه ذمة الله وذمة رسوله و ظاهر الآية يدل على أن من أظهر سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من أهل العهد فقد نقض عهده۔"

احکام القرآن، ج:۳، ص:۱۲۷۔

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاہدین کے لئے یہ شرط ہے کہ ان میں سے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب، یا جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے ایسے الفاظ استعمال

کرے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شان کے مناسب نہیں، یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے گا، یا ن کاح کے نام سے مسلمان عورت سے بدکاری کرے گا، یا کسی مسلمان کو اس کے دین سے پھیرے گا یا اس کو راستہ میں لوٹے گا یا مسلمانوں کے خلاف رہنمائی کی صورت میں حربی کفار کی مدد کریگا یا ان کے جاسوسوں کو ٹھکانہ دے گا تو ان سب صورتوں میں اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسکا خون حلال ہو جائے گا، اور اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ختم ہو جائیگی۔

٦......توہینِ رسالت کی وجہ سے ذمی کا عہد ذمہ ٹوٹ جانا اور اس کا مستحق قتل ہو جانا یہ صرف حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کا قول ہی نہیں بلکہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مذہب منقول ہے کہ وہ توہینِ رسالت کے ارتکاب کی وجہ سے ذمی کے عہد ذمہ کے ختم ہو جانے اور اس کے مستحق قتل ہو جانے کے قائل تھے، چنانچہ امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ نے ''احکام القرآن'' میں مذکورہ آیت کریمہ پر بحث کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

"وروی أبو یوسف عن حصین بن عبدالرحمن عن رجل عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رجلا قال لہ إنی سمعت راھباسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لو سمعتہ لقتلتہ ،إنالم نعطھم العھد علی ھذا۔" احکام القرآن، ج:٣، ص:١٢٧۔

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے ایک راہب کو حضور ﷺ کی توہین کرتے ہوئے سنا ہے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں سنتا تو اسے قتل کر دیتا، ہم نے ان سے اس بات پر عہد نہیں کیا ہے۔

البتہ یہاں پر ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے ذمّی کا عہد ذمہ نہیں ٹوٹے گا، وہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ جزیہ دینے کی وجہ سے ذمّی اپنے کفر اصلی پر قائم ہے، اور جب پہلے سے موجود کفر کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ برقرار رہتا ہے تو اس کفر جدید کی وجہ سے بھی وہ سابقہ عہد پر برقرار رہے گا، اس شبہ کے جواب میں ہم علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا ایک قول ذکر کرتے ہیں جس میں انہوں نے

نہایت احسن انداز میں اس شبہ کا جواب دیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"والقول بأن أهل الذمة يقرون على كفرهم الأصلي بالجزية وذا ليس بأعظم منه فيقرون عليه بذلك أيضا وليس هومن الطعن المذكور في شيء ليس من الإنصاف في شيء، ويلزم عليه أن لايعزروا أيضا كما لايعزرون بعد الجزية على الكفر الأصلي وفيه لعمري بيع يتيمة الوجود صلى الله عليه وسلم بثمن بخس والدنيا بحزا فيرها بل والآخرة بأسرها في جنب جنابة الرفيع جناح بعوضة أو أدنى۔" روح المعاني ،ج:٦،ص:٥٩۔

ترجمہ: یہ کہنا کہ "ذمی جزیہ کی وجہ سے اپنے اصلی کفر پر قائم ہے، اور یہ نیا کفر کوئی اس سے بڑھ کر نہیں، لہٰذا وہ اپنے حال پر رہیں گے، تو یہ طعن قابل ذکر نہیں ہے" تو یہ قول اختیار کرنا انصاف کی بات نہیں، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پھر ان پر کوئی تعزیر بھی نہ ہو، کیونکہ جزیہ کے بعد کفر اصلی کی وجہ سے ان پر کوئی تعزیر نہیں ہوتی۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ تو آپ اس "یکتائے روزگار" ﷺ کا کھوٹی اور بیکار قیمت کے بدلے سودا کر رہے ہیں، حالانکہ ساری کی ساری دنیا اور پوری کی پوری آخرت بھی حضور ﷺ کی ذات رفیع کے مقابلے میں مچھر کے پر کے برابر یا اس سے بھی کم تر ہے۔

3 ...... **﴿فَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾**

سورة التوبة ،الآية:٢٩۔

ترجمہ: لڑو! ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر، اور نہ آخرت کے دن پر، اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے، اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں، یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

جب مشرکین کا قصہ پاک ہو گیا اور ملکی سطح ذرا ہموار ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی قوت وشوکت کو توڑو۔ مشرکین کے وجود سے تو بالکل عرب کو پاک کر دینا مقصود تھا لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اس وقت صرف اسی قدر مطمحِ نظر تھا کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں زور نہ پکڑیں اور اس کی اشاعت و ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہوں۔ اس لئے اجازت دی گئی کہ اگر یہ لوگ ماتحت رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں تو کچھ مضائقہ نہیں، قبول کر لو۔ پھر حکومت اسلامیہ ان کے جان و مال کی محافظ ہوگی ورنہ ان کا علاج بھی وہی ہے جو مشرکین کا تھا (یعنی مجاہدانہ قتال)۔ کیونکہ یہ بھی اللہ اور یومِ آخرت پر جیسا چاہیے ایمان نہیں رکھتے، نہ خدا اور رسول کے احکام کی کچھ پروا کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی تو کجا، اپنے تسلیم کردہ نبی حضرت مسیح k کی سچی پیروی نہیں کرتے، محض اہواء و آراء کا اتباع کرتے ہیں، جو سچا دین پہلے آیا، یعنی حضرت مسیح k وغیرہ کے زمانہ میں اور جواب نبی آخرالزمان ﷺ لے کر آئے، کسی کے قائل نہیں۔ بلکہ جیسا کہ عنقریب آتا ہے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ خدا کا روشن کیا ہوا چراغ اپنی پھونکوں سے گل کر دیں۔ ایسے بدباطن نالائقوں کو اگر یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو ملک میں فتنہ وفساد اور کفر و تمرّد کے شعلے برابر بھڑکتے رہیں گے۔ تفسیر عثمانی، ج:۱، ص:۴۰۴۔

فائدہ:

اس مذکورہ آیت کریمہ سے حضرات مفسرین عظام رحمہم اللہ نے جن احکامات شرعیہ کا استنباط فرمایا ہے، ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

۱......اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی ذمی اللہ تعالیٰ کی شان میں یا نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرے یا دینِ اسلام پر نکتہ چینی کرے، تو اس کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا، اور یہی قول چاروں مذاہب کے بیشتر فقہاء کرام اور محققین حضرات سے منقول ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیر مظہری'' میں اسی مسئلہ کے بارے میں مذہب اربعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اللہ کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے یا قرآن مجید کے بارے میں یا دین اسلام کے متعلق نامناسب کلمات ادا کرنے سے یا رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کی بابت ناشائستہ کلام کرنے سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معاہدہ ذمیت ٹوٹ جاتا ہے خواہ معاہدہ کے وقت اس شرط کا تذکرہ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر اللہ و رسول ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ کہے جو سابق کفریہ عقیدہ و کلام کے علاوہ ہیں تو معاہدہ ذمیت ٹوٹ جائیگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر شاگردوں کا خیال ہے کہ معاہدہ میں اگر اس کی شرط لگائی گئی ہو تو معاہدہ ٹوٹ جائے گا، کیونکہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہوگی ورنہ نہیں ٹوٹے گا۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے: مذکورہ امور میں معاہدہ ذمیت ٹوٹ جائے گا، کیونکہ ان حرکات سے مؤمن کا ایمان جاتا رہتا ہے، لہٰذا ذمی کے لئے معاہدہ امان بھی جاتا رہے گا، معاہدہ امان کافر کے لئے ایمان کا قائم مقام ہوتا ہے۔'' (تفسیر مظہری، اردو مترجم، ج:۵، ص:۲۵۳۔)

نکتہ:

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معاہدہ امان کافر کے لئے ایمان کا قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن صورتوں میں ذمی کا معاہدہ ٹوٹے گا، وہاں مسلمان کا ایمان بھی جاتا رہے گا۔ لہٰذا جن فقہاء کرام یا مفسرین عظام نے توہین رسالت کی وجہ سے ذمی کے عہد ذمہ ٹوٹ جانے کی صراحت کی ہے، وہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ توہین رسالت کا مرتکب ہو جائے تو اس کا ایمان بھی جاتا رہے گا، اور جن حضرات نے توہین رسالت کے ارتکاب کی وجہ سے مسلمان کے دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کی تصریح فرمائی ہے وہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی ذمی اس فعل شنیع کا مرتکب ہوگا تو اس کا معاہدہ ذمیت بھی ٹوٹے گا۔

اسی طرح حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ توہینِ رسالت کی وجہ سے ذمی کے عہد ذمہ کے ٹوٹ جانے کا قول ایسا ہے جس کی تائید حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی توہینِ رسالت کی وجہ سے ذمی کا عہد ذمہ ٹوٹ جاتا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''حفص بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خود سنا کہ ایک راہب نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نہیں سنا، اگر میں سن لیتا تو اسے قتل کر دیتا۔ ہم نے اس بات پر ان سے معاہدہ نہیں کیا ہے۔'' (تفسیر مظہری اردو مترجم، ج:۵، ص:۲۵۴۔)

۲.....مندرجہ بالا آیت کریمہ سے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ استنباط بھی کیا ہے کہ اگر کوئی شخص جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب رحمہ اللہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''فتاویٰ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مسلک یہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والا کوئی ہو، مؤمن ہو یا کافر بہر حال اس کو قتل کر دیا جائے، اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے''۔ تفسیر مظہری، اردو مترجم، ج:۵، ص:۲۵۳۔

4.....﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَّلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

سورة المجادلة، الآية:۵۔

ترجمہ: جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے، اور ہم نے اتاری ہیں آیتیں بہت صاف، اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا۔ (تفسیر عثمانی)

5.....﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾

سورة المجادلة، الآية:۲۰-۲۱۔

ترجمہ: جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسول کا، وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں، اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول، بیشک اللہ زور آور ہے زبردست۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

یعنی مؤمنین کا کام نہیں کہ اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے تجاوز کریں، باقی رہے کافر جو حدود اللہ کی پروانہیں کرتے اور خود اپنی رائے وخواہش سے حدیں مقرر کرتے ہیں انہیں چھوڑیے کہ ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ایسے لوگ پہلے زمانہ میں بھی ذلیل وخوار ہوئے اور اب بھی ہورہے ہیں۔اللہ کی روشن اور صاف صاف آیتیں سن لینے کے بعد ان کارپر جمے رہنا اور خدائی احکام کی عزّت واحترام نہ کرنا اپنے کو ذلت کے عذاب میں پھنسانے کے مرادف ہے۔ (تفسیر عثمانی،ج:۲،ص:۱۱۵۳۔)

فائدہ:

ا...... مندرجہ بالا دونوں آیتوں سے گستاخ رسول کے لئے سزائے موت کے متعین ہونے پراستدلال کرتے ہوئے امام تقی الدین السبکی ؒ اپنی مایہ ناز تصنیف "السیف المسلول علیٰ من سب الرسول" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"إن الساب موذ والموذی محاد والمحادمکبوت أذل مغلوب ومن كان كذلك لايكون منصورافلولم يجزقتله لوجب على المسلمين نصرته، وقدثبت بطلانه،وأيضانقول الساب مؤذ والمؤذی كافر بالآيات الأول۔"

السيف المسلول على من سب الرسول ،ص:١٠٦۔

ترجمہ:بے شک گستاخی کرنے والاموذی(تکلیف دینے والا)ہے،اورموذی مخالفت کرنے والا ہوتا ہے،اورجومخالفت کرنے والا ہو،وہ خوار ذلیل اور مغلوب ہے، اورجواس طرح کا ہواس کی مددنہیں کی جاتی،پس اگراس کاقتل کرنا جائز نہ ہوتا تو پھر مسلمانوں پراس کی مدد واجب ہوتی،حالانکہ اس کا باطل ہونا ثابت ہوچکا ہے،اوراسی طرح ہم کہتے ہیں کہ گستاخی کرنے والامؤذی ہےاور ہرمؤذی کافر ہے،گذشتہ آیات کی روشنی میں۔

اسی طرح مندرجہ بالاآیتوں سے گستاخ رسول کے کافراورواجب القتل ہونے پر

استدلال کرتے ہوئے حضرت امام ابن تیمیہ ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ﴾ ولو کان مؤمنا معصوما لم یکن اذل ، لقولہ تعالیٰ ﴿وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ص:۲۹۔)

ترجمہ: جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ ہیں سب سے بیقدر لوگوں میں پس اگر گستاخ رسول مومن اور معصوم الدم ہوتا تو وہ ذلیل وخوار نہ ہوتا، کیونکہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا۔

۲...... مذکورہ بالا آیتوں کی روشنی میں گستاخ رسول اور توہینِ رسالت سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز صاحب نے اپنی کتاب ''توہینِ رسالت کی شرعی سزا'' میں امام ابن تیمیہ ؒ کی ایک مفصل عبارت نقل فرمائی ہے جس میں امام ابن تیمیہ ؒ علیہ نے مندرجہ ذیل تین اہم مسائل پر گفتگو فرمائی ہے:

۱...... گستاخ رسول کے لئے سزائے موت متعین ہے۔

۲...... توہینِ رسالت کے مرتکب سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

۳...... امت کو یہ حق حاصل نہیں کہ گستاخ رسول کی سزا کو معاف کرے۔

اور امام موصوف ؒ نے مذکورہ تینوں مسائل پر احادیث مبارکہ سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ حضرات فقہاء کرام کے اقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔ ہم قارئینِ کرام کے فائدے کے لئے یہاں پر پوری عبارت نقل کرتے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا (سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۰ مراد ہے) کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے مترادف ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ رقمطراز ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کی شان عالی میں زبان دراز اگرچہ مسلمان ہو یا کافر بغیر کسی اختلاف کے قتل کیا جائے گا، اور یہی ائمہ اربعہ و دیگر حضرات کا مذہب ہے، امام احمد ؒ فرماتے ہیں: ''میں نے ابو عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان عالی میں زبان درازی کی یا تنقیص کا مرتکب ہوا مسلمان ہو یا کافر اس کا قتل کرنا ضروری اور واجب ہے۔''

عبداللہ اور ابو طالب کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں زبان درازی کرنیوالے کے بارے میں سوال کیا گیا تو کہا کہ: "اسے قتل کیا جائیگا۔" ان سے کہا گیا اس بارے میں احادیث ہیں؟ تو انھوں نے کہا: "ہاں اس بارے میں احادیث وارد ہیں، ان میں سے ایک نابینا کی حدیث ہے، جس نے ایک عورت کو قتل کر دیا تھا، اس کا کہنا تھا کہ میں نے اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں زبان درازی کرتے سنا ہے" اور حصین سے مروی حدیث میں ہے کہ " حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں زبان درازی کی تو اسے قتل کیا جائے گا۔" حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: "ایسے شخص کو قتل کیا جائیگا، اس لئے کہ جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں زبان درازی کرتا ہے وہ مرتد ہے، اسلام سے خارج ہے ، اور مسلمان رسول اللہ ﷺ کی شان میں کبھی بے ادبی نہیں کرتا۔"

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے آیا اس کو توبہ کے لئے کہا جائے گا؟ فرمایا: "اس کا قتل واجب ہے اور توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا تھا جس نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور انھوں نے اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو گالی دیا کرتی تھی، ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی، رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں فرمایا۔" یہ حدیث شاتم کے قتل کے جواز پر نص ہے۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے شاتم رسول ﷺ کے قتل کے جواز کا استدلال کیا ہے، اس لئے کہ جب حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی ہے تو آپ کو غصہ آیا، تو انھوں نے آپ سے اس آدمی کے قتل کے بارے میں اجازت چاہی، اگر آپ انھیں حکم دے دیتے تو وہ اسے ضرور قتل کر دیتے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "نبی کریم ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے جائز نہیں۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اگر کوئی زبان درازی کرتا ہے تو آپ ﷺ کی خاطر قتل کیا جا سکتا ہے، آپ ایسے شخص کے قتل کا حکم بھی فرما سکتے ہیں جس کے قتل کی وجہ لوگوں کو معلوم نہ ہو، لوگوں پر آپ کی اس بارے میں اطاعت فرض ہے، کیوں کہ آپ وہی حکم فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ یہ حدیث آپ ﷺ کی دو خصوصیات کو متضمن ہے، ایک یہ کہ قتل کے سلسلہ میں آپ کی اطاعت کی جائے گی اور دوسری یہ کہ ہر اس آدمی کو قتل کیا جائے گا جس نے آپ کی شان میں زبان درازی کی ہے۔

حدیث کا مفہوم آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے بعد بھی باقی ہے، جس نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی اس کا قتل جائز ہے، بلکہ آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اور زیادہ ضروری ہے، کیونکہ آپ کی حرمت اکمل ہے، اور آپ کی عزت کی خاطر کسی قسم کا تساہل ناممکن ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اس کا قتل جائز ہے، اس حدیث کے عموم نے مسلمان اور کافر دونوں کے قتل کا استدلال کیا جائے گا۔" توہین رسالت کی شرعی سزا، ص:۴۲-۴۵۔

6 ...... ﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ سورة الحجرات، الآية:٢۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ (چیخ، چہک، کڑک) جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمھارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

یہ دوسرا ادب مجلسِ نبوی کا بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا یا بلند آواز سے اس طرح گفتگو کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے

محابا کیا کرتے ہیں ایک قسم کی بے ادبی گستاخی ہے، چنانچہ اس آیت کے نزول سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال ہو گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو۔(در منثور عن البیہقی) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ (کذافی الصحاح) اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ طبعی طور پر بہت بلند آواز تھے، یہ آیت سن کر وہ بہت ڈرے اور روئے اور اپنی آواز کو گھٹایا۔ (بیان القرآن از در منثور)

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی واجب ہے جیسا حیات میں تھا، اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کی قبر شریف کے سامنے بھی زیادہ بلند آواز سے سلام وکلام کرنا ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح جس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھی یا بیان کی جارہی ہوں اس میں بھی شوروشغب کرنا بے ادبی ہے، کیونکہ آپ کا کلام جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہو رہا ہو اس وقت سب کے لئے خاموش ہو کر اس کا سننا واجب وضروری تھا اسی طرح بعد وفات جس مجلس میں آپ کا کلام سنایا جاتا ہو وہاں شوروشغب کرنا بے ادبی ہے۔

تفسیر معارف القرآن، ج:۸، ص:۱۰۰۔

فائدہ:

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ نے مندرجہ ذیل احکامات شرعیہ کا استنباط فرمایا ہے:

۱...... جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی قسم کی ایذاء پہنچانا اور تکلیف دینا نہ صرف یہ کہ کفر اور موجب قتل ہے، بلکہ اس فعل قبیح سے اس کے مرتکب کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، اور دنیا وآخرت کی ذلت و ناکامی اور خسارہ وبربادی اس کا مقدر بن جاتا ہے، چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر روح المعانی" میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"والقاعدة المختارة أن إيذاءه عليه الصلوة والسلام يبلغ مبلغ الكفر المحبط للعمل باتفاق"۔ (روح المعانی، ج:۱۹، ص:۲۵۰)

ترجمہ: یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا کفر ہے، جس سے انسان کے تمام

اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح مزید وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"أن إيذاء النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كفر، وهذا ثابت قد نص عليه أئمتنا وأفتوا بقتل من تعرض لذلك......"

روح المعاني، ج:۱۹،ص: ۲۵۰۔

ترجمہ: بیشک نبی کریم ﷺ کوایذا دینا کفر ہے اور یہ بات شرعی دلائل سے ثابت ہے ہمارے ائمہ نے اس کی صراحت کی ہے اور انھوں نے ہر اس شخص کے قتل کا فتوی دیا ہے جو اس گستاخی کا ارتکاب کرتا ہو۔

اسی طرح مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ ''تفسیر معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حبط اعمال کی وعید کفر وشرک اور ارتداد کے بعد اس پر بیان فرمائی گئی، جس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے مقابلہ میں بے تمیزی اور گستاخی ارتداد اور کفر کے درجہ کی معصیت ہے، کیونکہ یہ چیز ایذاء رسول ہے، اور رسول خدا کو ایذاء پہنچانا ایمان سے محرومی ہے۔ العیاذ باللہ'' تفسیر معارف القرآن، ج:۷،ص:۴۸۷۔

اسی طرح مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمہ اللہ ''تفسیر معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''سیدی حکیم الامت قدس اللہ سرہٗ نے ''بیان القرآن'' میں اس کی ایسی توجیہ بیان فرمائی ہے جس سے یہ سب اشکالات وسوالات ختم ہوجاتے ہیں، وہ یہ ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ: ''مسلمانو: تم رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے اور بے محابا جہر کرنے سے بچو کیونکہ ایسا کرنے میں خطرہ ہے کہ تمھارے اعمال حبط اور ضائع ہو جائیں اور وہ خطرہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیش قدمی یا ان کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کر کے غالب کرنا ایک ایسا امر ہے جس سے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہونے کا بھی احتمال ہے جو سبب ہے ایذائے رسول کا۔'' تفسیر معارف القرآن، ج:۸،ص:۱۰۲۔

نکتہ:

حضرت مفتی صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا آپ ﷺ کے لئے ایذا رسانی کا سبب ہے،اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ ﷺ کو ایذا دینا کفر ہے۔ چنانچہ خود حضرت مفتی صاحب سورۂ احزاب کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح ایذا پہنچائے ، آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا''۔ معارف القرآن،ج:۷،ص:۲۲۹۔

۲......مذکورہ آیت کریمہ سے حضرات مفسرین عظام رحمہم اللہ نے اس بات پر بھی استدلال فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تنقیص کرنا یا آپ ﷺ کی شان گرامی میں استخفاف اور استہزاء کرنا کفر اور موجب خسران ہے ۔ چنانچہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابوبکر الجزائری رحمہ اللہ ''أیسر التفاسیر''میں فرماتے ہیں کہ:

"أن تحبط أعمالكم وانتم لاتشعرون بحبوطها وبطلانها إذيصحب ذلك استخفاف بالنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لاسيما إذا صاحب ذلك إهانة وعدم مبالاة فهو الكفر والعياذبالله۔"

أیسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر،ج:۵،ص:۱۲۰۔

ترجمہ: یہ کہ تمھارے اعمال ضائع ہوجائیں گے،اور تمھیں پتہ بھی نہیں ہوگا ان کے باطل اور ضائع ہونے کا،کیونکہ کبھی کبھی اس کے ساتھ نبی ﷺ کی شان اقدس میں استخفاف کرنا بھی شامل ہوجاتا ہے،بالخصوص اس وقت جب جہر کرنے والا توہین اور بے پرواہی کا بھی مظاہرہ کرے تو یہ کفر ہے۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"إذ رفع الصوف للرسول ونداءه بأعلى الصوت يامحمد!يامحمد! أو يانبى الله!ويارسول الله!وبأعلى الأصوات إذا صاحبه استخفاف أوإهانة وعدم مبالاة صار كفرامحبطاللعمل۔"

أیسر التفاسیر لکلام الدلی الکبیر،ج:۵،ص:۱۲۰۔

ترجمہ: حضور ﷺ کو بلند آواز سے پکارنا اوراونچی اونچی آواز سے یا محمد! یا محمد! یا ایسے

ہی دوسرے الفاظ میں یا نبی اللہ! یارسول اللہ! جب اس کے ساتھ توہین اور بے پرواہی بھی شامل ہو جائے تو یہ کفر بن جاتا ہے اور اعمال کو ضائع کرنے والا ہو جاتا ہے۔

اسی طرح امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ اس مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے استنباط کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فإذا كان الأذى والاستخفاف الذى يحصل فى سوء الأدب من غير قصد صاحبه يكون كفرا فالأذى والاستخفاف المقصود المتعمد كفر بطريق الأولىٰ۔"

الصارم المسلول، ص:٤٨۔

ترجمہ: جب ایسی تکلیف اور استخفاف جو بغیر ارادہ وقصد کے ہونے کے باوجود سوءِ ادب اور کفر میں داخل ہے تو پھر جو استخفاف اور ایذاء عمداً اور بالقصد کی جائے تو وہ بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔

مشہور مفسر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ "تفسیر مظہری" میں مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ ممانعت علت ہے رسول اللہ ﷺ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کرنا توہین نبی پر دلالت کرتا ہے اور توہین نبی کفر ہے اور کفر حبط اعمال کا موجب ہے، پس نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنا اگر اہانت نبی کے ارادے سے ہو تو کفر ہے، اور اگر لاپرواہی اور نگہداشت ادب کے فقدان کے زیرِ اثر ہو تو برکاتِ صحبت سے محرومی کی موجب ہے، صحابیت کے فائدے سے محرومی ہو جائے تو ایسی صحابیت بیکار ہے۔" تفسیر مظہری اردو مترجم، ج:۱۱، ص:۱۶۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں علامہ صالح بن محمد العثیمین فرماتے ہیں کہ:

"ففى هذا دليل على أن الذى يرفع صوته فوق صوت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اويجهر له بالقول كجهره لبعض الناس قد يحبط عمله من حيث لايشعر لأن هذا قد يجعل فى قلب المرء استهانة بالرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والاستهانة بالرسول

صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ردة عن الإسلام توجب حبوط العمل"۔

تفسیر القرآن للعثیمین، ج:۷، ص:۸۔

ترجمہ: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند کرتا ہے یا آپ ﷺ کو اس طرح اونچی آواز سے پکارتا ہے جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اونچی آوازوں سے پکارتے ہیں تو اِس سے اُس کے اعمال اس طرح ضائع ہو جاتے ہیں کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا، کیونکہ یہ عمل کبھی کبھی انسان کے دل میں آپ ﷺ کی توہین کو پیدا کرتا ہے، اور آپ ﷺ کی توہین کرنا اسلام سے مرتد ہونے اور اعمال کے ضائع ہونے کو واجب کرتا ہے۔

۳...... مذکورہ آیت مبارکہ سے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ مسئلہ بھی مستنبط فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں ایذاء کا قصد اور عدم قصد دونوں برابر ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تنقیص واستخفاف اگر چہ بنیتِ ایذاء نہ بھی ہو تب بھی مطلقاً ممنوع اور معصیت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس مذکورہ آیت کے سب سے اولین مخاطب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور حضرات صحابہ سے اس بات کا وہم تک بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ بالقصد کوئی ایسا کام کریں جو آپ ﷺ کی ایذاء کا سبب ہو، لیکن اس کے باوجود بعض اعمال وافعال جیسے تقدم اور رفع صوت ایسے ہیں کہ اگر چہ بنیت ایذاء نہ بھی ہوں پھر بھی ان سے ایذاء کا احتمال ہے، اس وجہ سے ان کو مطلقاً ممنوع اور معصیت قرار دیا ہے۔ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"اگر چہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ بالقصد کوئی ایسا کام کریں، جو آپ کی ایذا کا سبب بنے، لیکن بعض اعمال افعال جیسے تقدم اور رفع صوت اگر چہ بقصد ایذاء نہ ہوں پھر بھی ان سے ایذاء کا احتمال ہے، اسی لئے ان کو مطلقاً ممنوع اور معصیت قرار دیا ہے۔

معارف القرآن، ج:۸، ص:۱۰۲۔

اسی طرح علامہ قرطبی رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"ولیس الغرض برفع الصوت ولا الجهر مایقصد به الاستخفاف والاستهانة لأن ذلك كفر والمخاطبون مسلمون۔"

تفسیر القرطبی، ج:۱۶، ص:۳۰۸۔

ترجمہ :اس آیت میں جس بلند آواز سے منع کیا گیا ہے وہ ایسی بلند آواز نہیں جس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کا استخفاف واہانت ہو، کیونکہ ایسی بلند آواز تو کفر ہے اور یہ خطاب اہل ایمان سے ہے۔

اسی طرح علامہ ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ "تفسیر البحر المحیط" میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"ولم يكن الرفع والجهر إلا ما كان في طباعهم لا أنه مقصود بذلك الاستخفاف والاستعلاء لأنه كان يكون فعلهم ذلك كفرا، والمخاطبون مؤمنون۔" البحر المحيط، ج:١٥، ص:١١٣۔

ترجمہ: آواز کو بلند کرنے سے مراد آواز کی وہ تیزی ہے جو ان کی طبیعتوں میں پائی جاتی تھی، یہ مطلب نہیں کہ ان کا مقصد ہی بلندی سے آپ ﷺ کا استخفاف وتوہین تھا، کیونکہ یہ تو کفر ہے جبکہ آیت کے مخاطب مؤمنین ہیں۔

نکتہ:

یہاں پر بھی یہ بات سمجھنا چاہیے کہ توہینِ رسالت کے ارتکاب میں نیت اور عدم نیت برابر ہے، یعنی کوئی شخص قصداً نیت کر کے گستاخی کرے یا بلا ارادہ توہین کے اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جو توہینِ رسالت کے زمرے میں آتا ہو، دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے کہ ایسا کرنے والا ہر حالت میں کافر اور واجب القتل ہو جائے گا۔کوئی گستاخ یہ کہہ کر چھوٹ نہیں سکتا کہ میری نیت گستاخی کی نہیں تھی کیونکہ اس طرح تو ہر توہین کرنے والا کہے گا کہ میرا توہین کا قصد وارادہ نہیں تھا۔

اسی وجہ سے علماء نے بطور سد الذرائع علی الاطلاق توہین رسالت کو موجب کفر اور موجب قتل قرار دیا ہے۔چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وهذا نص في أن الإستهزاء بالله وبآياته وبرسوله كفر فالسبّ المقصود بطريق الأولىٰ وقد دلّت هذه الآية علىٰ أن كل من تنقص رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جادّاً أو هازلاً فقد كفر۔"

الصارم المسلول، ص:٣٢۔

ترجمہ: یہ آیت اس بات میں نص ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تمسخر اور استھزاء کرنا کفر ہے، تو پھر جو سب وشتم قصداً آپ ﷺ کے ذات گرامی کے بارے میں ہو، وہ تو بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔ اور اسی طرح یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کی تنقیص اگر کسی نے قصداً کی ہو یا ہنسی مزاح میں، بہر حال دونوں صورتوں میں وہ کفر ہے۔

اسی طرح علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ ''تفسیر روح البیان'' میں فرماتے ہیں کہ:

''واعلم أنه قد اجتمعت الأمة على أن الاستخفاف بنبينا أو بأی نبی كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالا أم فعله معتقداً بحرمته ليس بين العلماء خلاف فی ذلك، والقصد وعدم القصد سواء، إذ لا يعذر أحد فی الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان إذا كان عقله فی فطرته سليماً۔'' تفسیر روح البیان، ج:۳، ص:۳۹٤۔

ترجمہ: جان لیجئے کہ امت کا اجماع ہے کہ جو ہمارے نبی ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کا استخفاف کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، خواہ اسے حلال سمجھ کر کرے یا حرام سمجھ کر کرے، اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے، خواہ وہ گستاخی کا قصد اور ارادہ کرے یا نہ کرے، کوئی فرق نہیں پڑتا دونوں برابر ہے، کیونکہ جہالت کی وجہ سے کفر کرنا کوئی عذر نہیں ہے، اور نہ ہی زبان کا پھسل جانا کوئی عذر ہے جبکہ اس کی عقل صحیح ہو۔

اس موضوع پر ہم آگے مستقل فصل قائم کر کے گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ

نکتہ:

یہاں پر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کا ادب واحترام جس طرح آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ضروری تھا، اسی طرح آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ کا ادب واحترام اسی طرح واجب اور ضروری ہے۔ چنانچہ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم میتا کحرمته حیا و کلامه المأثور بعد موته فی الرفعة مثل کلامه المسموع من لفظه۔"

أحكام القرآن لابن العربی، ج:۷، ص:۱۶۱۔ معارف القرآن، ج:۸، ص:۱۰۱۔

ترجمہ: حضور ﷺ کی ذات اقدس وصال کے بعد بھی اسی طرح تعظیم وتکریم کے لائق ہے جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں آپ کی تعظیم کی جاتی رہی ہے، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کو آج بھی وہی حرمت اور عظمت حاصل ہے جو انھیں آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں حاصل تھی۔

لہٰذا اب بھی اگر کوئی بدنصیب العیاذ باللہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں توہین اور گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا اور اس کا قتل کرنا واجب اور ضروری ہوگا۔

7 ......﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ سورة الأحزاب، الآية:۵۷۔

ترجمہ: جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب۔ (تفسیر عثانی)

تفسیر:

اس آیت کے شروع میں جو یہ ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہونچاتے ہیں اس میں ایذاء پہونچانے سے مراد وہ افعال واقوال ہیں جو عادۃً ایذاء کا سبب بنا کرتے ہیں، اگر چہ حق تعالیٰ کی ذات پاک ہر تأثر وانفعال سے بالاتر ہے کسی کی مجال ہی نہیں کہ اس تک کوئی تکلیف پہنچا سکے، لیکن ایسے افعال جن سے عادۃً ایذاء پہونچا کرتی ہے ان کو ایذاء اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس میں ائمہ تفسیر کا اختلاف ہے کہ یہاں پر اللہ کو ایذاء دینے سے کیا مراد ہے؟

بعض ائمہ تفسیر نے ان افعال واقوال کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی زبانی احادیث میں بتلایا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایذاء کا سبب ہے، مثلاً حوادث ومصائب کے وقت زمانہ کو برا کہنا کہ درحقیقت فاعل حقیقی حق تعالیٰ ہے، یہ لوگ زمانہ کو

فاعل سمجھ کر گالیاں دیتے تھے تو درحقیقت وہ فاعل حقیقی تک پہونچتی تھی۔اور بعض روایات میں ہے کہ جان دار چیزوں کی تصویریں بنانا اللہ تعالیٰ کی ایذاء کا سبب ہے۔تو آیت میں اللہ کو ایذاء دینے سے مراد یہ افعال یا اقوال ہوئے۔

اور دوسرے ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ یہاں درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی ایذاء سے روکنا اور اس پر وعید کرنا مقصود ہے،مگر آیت میں ایذاء رسول کو ایذاء حق تعالیٰ کے عنوان سے تعبیر کر دیا گیا۔کیونکہ آپ کو ایذاء پہنچانا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو ایذاء پہنچانا ہے جیسا کہ حدیث میں آگے آتا ہے،اور قرآن کے سیاق وسباق سے بھی ترجیح اسی دوسرے قول کی معلوم ہوتی ہے۔کیونکہ پہلے بھی ایذاء رسول کا بیان تھا اور آگے بھی اسی کا بیان آرہا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی ایذاء کا اللہ تعالیٰ کے لئے ایذاء ہونا حضرت عبدالرحمٰن بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم اللّٰہ اللّٰہ فی أصحابی لا تتخذوهم غرضاً من بعدی فمن أحبهم فبحبی أحبهم ومن أبغضهم فببغضی أبغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اٰذانی فقد اذی اللّٰہ ومن اذی اللّٰہ یوشك أن یاخذ (ترمذی)

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو ان کو میرے بعد اپنے اعتراضات وتنقیدات کا نشانہ نہ بناؤ،کیونکہ ان سے جس نے محبت کی،میری محبت کی وجہ سے کی اور جس نے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے رکھا اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ کو ایذاء دی اور جس نے اللہ کو ایذاء دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے گرفت کرے گا۔

اس حدیث سے جیسا یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایذاء سے اللہ تعالیٰ کی ایذاء ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو ایذاء پہنچانا یا ان کی شان میں گستاخی کرنا رسول اللہ ﷺ کی ایذاء ہے۔ تفسیر معارف القرآن،ج:۷،ص:۲۲۷۔

فائدہ:

اس آیت مبارکہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

ا......حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بھی طریقے سے حضور نبی کریم ﷺ کو ایذاء اور تکلیف پہنچائے یا آپ ﷺ کی توہین وتنقیص اور استخفاف کرے خواہ صراحتاً ہو یا کنایۃً ،اشارۃً ہو یا تعریضاً ہر صورت میں وہ کافر اور ملعون ہو جائے گا، چنانچہ امام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ مذکورہ آیت سے تمسک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"والأذى في حقه وحق رسوله كفر،لأن العذاب المهين إنما يكون للكفار و كذلك القطع بالعذاب في الدنياوالأخرة إنمايكون للكفار و كذا العذاب الأليم۔" السيف المسلول،ص:١٠٥۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینا کفر ہے کیونکہ رسوائی کا عذاب صرف کفار ہی کے لئے ہوتا ہے،اور مذکورہ آیت اللہ تعالیٰ میں نے ارشاد فرمایا ہے کہ جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان کے لئے رسوائی کا عذاب تیار ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ کافر ہیں، ورنہ ان کے لئے رسوائی کا عذاب نہ ہوتا۔اسی طرح دنیا اور آخرت میں عذاب کا قطعی فیصلہ صرف کفار ہی کے لئے ہے اور اسی طرح دردناک عذاب کا بھی۔)

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ آیت سے گستاخ رسول کے کافر ہونے کا استدلال کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"ولم يجيء إعداد العذاب المهين في القرآن إلا في حق الكفار"......

الصارم المسلول:٤٦۔

ترجمہ: قرآن کریم میں صرف کفار ہی کے لئے رسوائی کے عذاب کے تیار ہونے کی وعید آئی ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ "تفسیر مظہری" میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کی شخصیت، دین، نسب یا حضور کی کسی صفت پر طعن کرنا اور صراحۃً

یا کنایۃً یا اشارۃً یا بطور تعریض آپ پر نکتہ چینی کرنا اور عیب نکالنا کفر ہے، ایسے شخص پر دونوں جہاں میں اللہ کی لعنت۔" تفسیر مظہری اردو مترجم، ج:۹، ص:۴۲۸۔

اسی طرح مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح کی ایذا پہنچائے، آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحتاً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا، اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔"

تفسیر معارف القرآن، ج:۷، ص:۲۲۹۔

اسی طرح شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"اب بتلایا کہ اللہ و رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔" تفسیر عثمانی، ج:۲، ص:۹۲۳۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"تحقیق جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو قصداً ایذا دیتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے، یعنی ان کو اپنی رحمت سے اتنا دور کر دیا کہ ان میں اور کافروں میں کوئی فرق نہ رہا۔" تفسیر معارف القرآن، ج:۶، ص:۳۲۸۔

نوٹ: حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے قصداً کی قید لگائی ہے، لیکن ہم پہلے "روح البیان" اور "الصارم المسلول" کے حوالوں سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ: "توہین رسالت کے ارتکاب میں قصد اور عدم قصد دونوں برابر ہیں اور دونوں صورتوں میں العیاذ باللہ ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا، اور آگے بھی ان شاء اللہ ہم اس پر مستقل فصل قائم کر کے تفصیلی گفتگو کریں گے۔

اسی طرح مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"رسول کو اذیت پہنچانے کی صورت یہ ہے کہ آپ کی رسالت کا انکار کیا جائے، آپ

کے مشن کا انکار کیا جائے، آپ کی لائی ہوئی کتاب کی تکذیب کی جائے اور آپ کے لائے ہوئے دین اور آپ کی سنت کی مخالفت کی جائے، اسی طرح آپ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرنا ایذا رسانی بلکہ کفر کی بات ہے۔"

معالم العرفان فی دروس القرآن، ج:۱۵، ص:۳۵۶۔

پھر مفسر مرحوم نے تفصیلی کلام کرتے ہوئے آخر میں خلاصۃً فرمایا ہے کہ:

"بہر حال پہلے درجے میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والوں کو ملعون قرار دیا گیا اور دنیا اور آخرت کی سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا۔"

معالم العرفان فی دروس القرآن، ج:۱۵، ص:۳۵۸۔

اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح ایذا پہنچائے آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔" (توہین رسالت کی شرعی سزا، ص:۹۶)

۲......مذکورہ آیت مبارکہ سے حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ نے گستاخ رسول کے لئے سزائے موت پر بھی استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والے شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعید آئی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جس پر اللہ کی لعنت ہو اس کا انجام سزائے موت ہوتا ہے، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں مذکورہ آیت سے یہی استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"وأن اللعن إنمایستوجبه من هو كافر وحكم الكافر القتل۔"

الشفاء، ج:۲، ص:۱۳۶۔

ترجمہ: لعنت کا مستحق وہی ہوتا ہے جو کافر ہو اور کافر کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

اسی طرح مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"إن الذين يؤذون الله ورسوله وهذا يشمل كل أذية قولية أو فعلية من سب أو شتم أو تنقص له أو لدينه أو مايعود إليه بالأذى لعنهم الله

في الدنيا أي أبعدهم وطردهم ومن لعنهم في الدنيا أنه يتحتم قتل من شتم الرسول أو أذاه۔"(تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں یہ آیت ہر اذیت کو شامل ہے خواہ وہ قولی ہو یا فعلی، گستاخی ہو یا گالی گلوچ یا آپ ﷺ یا آپ کے دین یا ہر اس چیز کی تنقیص کرے جس کا تعلق آپ ﷺ کی ذات گرامی سے ہو، تو ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یعنی ان کو مردود کرے اپنی رحمت سے دور فرمایا ہے، اور دنیا کی لعنت میں یہ بھی داخل ہے کہ ہر اس آدمی کو قتل کیا جاتا ہے جو آپ ﷺ کی گستاخی کرے یا آپ کو اذیت دے۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ مذکورہ آیت کریمہ اور اس کے ساتھ مزید دو آیتوں ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ اور ﴿مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا﴾ کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فهذه الآيات تدل على كفره وقتله۔"

تنبيه الولاة والحكام على شاتم خير الأنام، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: کہ یہ آیات گستاخ رسول کے کافر اور مستحق قتل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والا واجب القتل ہے۔" توہین رسالت کی شرعی سزا، ص:۴۵۔

۳......اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ نے یہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے کہ گستاخِ رسول کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے، اور حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں، لہٰذا اگر کوئی توہینِ رسالت کا مرتکب توبہ کر لے تو بھی اس توبہ کی وجہ سے وہ دنیوی سزا سے بچ نہیں سکتا بلکہ اسے قتل ہونا ہی متعین ہے، ہاں اگر اس نے سچے دل سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی ہو تو آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا، چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ نے "تفسیر روح البیان" میں فرماتے ہیں کہ:

"واختلفوا فی حکم من سبه والعیاذباللہ من المسلمین فقال أبوحنیفة رحمة اللہ علیه والشافعی رحمة اللہ علیه هو کفر کالردة یقتل مالم یتب، و قال مالك رحمة اللہ علیه وأحمد رحمة اللہ علیه یقتل ولاتقبل توبته ،لأن قتله من جهة الحد لامن جهة الکفر۔"

روح البیان ،ج:۷،ص:۲۳۸۔

ترجمہ:مسلمانوں میں سے العیاذ باللہ اگر کسی نے سرورِ کونین ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تو یہ کفر ہے،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اورامام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"اگرتوبہ نہ کرے توقتل کیا جائے۔"امام مالک رحمہ اللہ اورامام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"کہ اس کی توبہ قبول نہیں بلکہ اسے قتل ہی کیا جائے گا، کیونکہ اس کا قتل حداً ہے کفر کی وجہ سے نہیں۔"

پھرمفسر نے اس مسئلہ پرکافی تفصیلی گفتگوفرمائی ہے اورآخرمیں بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں کہ:

"اختارجماعة من ائمة مذهب احمد أن سابه علیه السلام یقتل بکل حال،منهم الشیخ تقی الدین ابن تیمیه رحمة اللہ علیه وقال: "هو الصحیح ، وحکم من سب سائرأنبیاء اللہ وملائکته حکم من سب نبیناعلیه السلام۔" روح البیان ،ج:۷،ص:۲۳۸۔

ترجمہ:ائمہ کی ایک جماعت نے امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب کواختیارفرمایاہے کہ حضورﷺ کی توہین کرنے والےکوہرحال میں قتل کیاجائے گا،ان حضرات میں سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی ہیں،اوروہ فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔اورباقی انبیاءکرام علیہم السلام یااللہ کے فرشتوں کےتوہین کرنے والے کاوہی حکم ہے جوحکم حضورﷺ کے گستاخ کاہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ "تفسیرمظہری" میں مذکورہ بالاآیت کریمہ کی تفسیرکرتے ہوئےفرماتے ہیں کہ:

"دنیوی سزاسےاس کوتوبہ بھی نہیں بچاسکتی۔"

ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے دل میں نفرت کرے وہ مرتد ہو جائے گا، برا کہنا تو بدرجہ اولیٰ مرتد بنا دیتا ہے۔ اگر اس کے بعد توبہ بھی کر لے تو قتل کی سزا ساقط نہیں ہو سکتی، اہل فقہ نے لکھا ہے یہ قول علماء کوفہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، صاحبین وغیرہم) اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، ایک روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فتویٰ منقول ہے، یہ سزا بہرحال دی جائے گی خواہ وہ اپنے قصور کا اقرار کرلے اور تائب ہو کر آئے یا منکر جرم ہو اور شہادت سے ثبوت ہو جائے۔ دوسرے کفر کا اگر ان کار کر دے خواہ شہادت ثبوت موجود ہو تو ان کار معتبر ہوگا۔

علماء نے یہاں تک کہا کہ نشہ کی حالت میں بھی اگر رسول ﷺ کو برا کہنے کے جرم کا ارتکاب کیا ہو تب بھی اس کو معاف نہیں کیا جائے گا، ضرور قتل کیا جائے گا۔"

تفسیر مظھری اردو مترجم، ج:۹، ص:۴۲۸۔

۴...... مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام رحمہم اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو تکلیف اور ایذاء دینے میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کا اسم گرامی بغیر صلوٰۃ وسلام کے لیا جائے، چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر روح البیان" میں فرماتے ہیں کہ:

"ومن الأذية أن لا يذكر اسمه الشريف بالتعظيم والصلوة والتسليم" روح البیان، ج:۷، ص:۲۳۸۔

ترجمہ: یہ بھی اذیت ہے کہ آپ ﷺ کا اسم شریف تعظیم اور صلوۃ وسلام کے بغیر لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ مفسر مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان پر کروڑہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے، کیا ہی عمدہ جملہ ارشاد فرمایا ہے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت رکھنے والوں کے لئے مفسر موصوف کا یہ مذکورہ فرمان وہ انمول تحفہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

۵...... ﴿ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ سورۃ التوبۃ، الآیۃ:۱۳۔

ترجمہ: کیا نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جو توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انھوں نے پہلے چھیڑ کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہئے تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

قریش نے قسمیں اور معاہدے توڑ دیئے تھے کیونکہ خلاف عہد خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی مدد کی، اور ہجرت سے پہلے پیغمبر k کو وطن مقدس (مکہ معظمہ) سے نکالنے کی تجاویز سوچیں، اور وہ ہی نکلنے کا سبب بنے۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ (توبہ/۴۰) مکہ میں بے قصور مسلمانوں پر بیٹھے بٹھائے مظالم کی ابتدا کی، جب ابوسفیان کا تجارتی قافلہ بچ نکلا تو از راہِ نخوت و رعونت بدر کے میدان میں مسلمانوں سے جنگ کی چھیڑ کرنے کے لئے گئے، اور صلح حدیبیہ کے بعد بھی اپنی جانب سے عہد شکنی کی ابتدا کی، کہ مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابلہ پر بنو بکر کی پیٹھ ٹھونکتے رہے، اور اسلحہ وغیرہ سے ان کی امداد کرتے رہے، آخر کار مسلمان ان سے لڑے اور مکہ معظمہ کو مشرکین کے قبضہ سے پاک کیا۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا الآیۃ سے غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو کوئی قوم اس طرح کے احوال رکھتی ہو اس سے جنگ کرنے میں مسلمانوں کو کسی وقت کچھ تامل نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ان کی طاقت و جمعیت اور ساز و سامان کا خوف ہو تو مؤمنین کو سب سے بڑھ کر خدا کا خوف ہونا چاہئے۔ خدا کا ڈر جب دل میں آجائے تو پھر سب ڈر نکل جاتے ہیں ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے اور اس کے قہر و غضب سے لرزاں و ترساں رہے کیونکہ نفع و ضرر سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی مخلوق ادنیٰ سے ادنیٰ نفع و ضرر پہنچانے پر بدون اس کی مشیت کے قادر نہیں۔

تفسیر عثمانی، ج:۱، ص:۳۹۸۔

فائدہ:

اسی آیت کریمہ سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے توہین رسالت کے مرتکب کیلئے سزائے موت پر استدلال فرمایا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

فعجل همهم باخراج الرسول من المحضضات على قتالهم

وماذاك إلالمافيه من الأذى وسبه أغلظ من الهم بإخراجه بدليل أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عفاعام الفتح عن الذين هموا بإخراجه ولم يعف عمن سبه"   الصارم المسلول،ص:۲۳۔

ترجمہ: مشرکین نے جو آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے جلاوطن کرنے کا قصد کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قصد کو ان کے ساتھ قتال کے اسباب میں سے ایک سبب قرار دیا اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کے اس فعل سے آپ ﷺ کو ایذا پہنچی تھی، اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا آپ ﷺ کو جلاوطن کرنے کے قصد سے زیادہ قبیح اور شنیع ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان لوگوں کو تو معاف فرمایا جنھوں نے آپ ﷺ کو جلاوطن کرنے کا قصد کیا تھا، لیکن ان کو معاف نہیں فرمایا جنھوں نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی۔

نکتہ:

لہٰذا جب حضور ﷺ کو جلاوطن کرنے کا قصد کرنا ان کے ساتھ قتال کا موجب ہے تو آپ کی شان میں گستاخی کرنا تو بطریق اولیٰ قتال کا موجب ہوگا، کیونکہ جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ گستاخی کرنا زیادہ قبیح اور بڑا جرم ہے بمقابلہ نکالنے کا ارادہ کرنے کے، تو ایک ادنیٰ جرم کی وجہ سے قتال پر براءیختہ کیا جا رہا ہے تو بڑے جرم کی وجہ سے تو قتال کا حکم مزید مؤکد ہوگا۔

اسی طرح مذکورہ آیت مبارکہ سے تمسک کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز صاحب فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت میں کفار کے رسول اکرم ﷺ کے جلاوطن کرنے کے ارادے کو ان کے ساتھ جنگ کا محرک اور موجب قرار دیا ہے اس لئے کہ اس سے رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے، مگر آپ کو گالی دینا جلاوطن کرنے کے ارادے سے بھی زیادہ شدید ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا تھا، فتح مکہ کے روز ان کو رسول کریم ﷺ نے معاف کر دیا تھا مگر گالی دینے والوں کو معاف نہیں کیا تھا۔"   توہین رسالت کی شرعی سزا، ص:۳۶۔

9 ...... ﴿وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ سورة التوبة،الآية:٦١۔

ترجمہ: اور بعضے ان میں بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے، تو کہہ کان ہے تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمان کی بات کا اور رحمت ہے ایمان والوں کے حق میں تم میں سے جو لوگ بدگوئی کرتے اللہ کے رسول کی ان کے لئے عذاب ہے دردناک۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

منافقین آپس میں بیٹھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے متعلق بدگوئی کرتے، جب کوئی کہتا کہ ہماری یہ باتیں پیغمبر تک پہنچ جائیں گی تو کہتے کیا پروا ہے، ان کے سامنے ہم جھوٹی تاویلیں کر کے اپنی برأت کا یقین دلا دیں گے، کیونکہ وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فوراً تسلیم کر لیتے ہیں ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں۔ بات یہ تھی کہ حضرت ﷺ اپنے حیاو وقار اور کریم النفسی سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے، تب بھی نہ پکڑتے، خلق عظیم کی بناء پر مسامحت اور تغافل برتتے وہ بے وقوف جانتے کہ آپ نے سمجھا ہی نہیں۔ حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اگر وہ کان ہی ہیں تو تمہارے بھلے کے واسطے ہیں، نبی کی یہ خو تمہارے حق میں بہتر ہے، نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی اس چشم پوشی اور خلق عظیم پر کسی وقت مطلع ہو کر تمہیں ہدایت ہو جائے۔ تمہاری جھوٹی باتوں پر نبی ﷺ کا سکوت اس لئے نہیں کہ انہیں واقعی تمہارا یقین آ جاتا ہے، یقین تو ان کو اللہ پر ہے اور ایمانداروں کی بات پر۔ ہاں تم میں سے جو دعوائے ایمان رکھتے ہیں ان کے حق میں آپ کی خاموشی و اغماض ایک طرح کی رحمت ہے کہ فی الحال منہ توڑ تکذیب کر کے ان کو رسوا نہیں کیا جاتا، باقی منافقین کی حرکات شنیعہ خدا سے پوشیدہ نہیں۔ رسول کی پیٹھ پیچھے جو بدگوئی کرتے ہیں یا "ھُوَ اُذُن" کہہ کر آپ کو ایذاء پہنچاتے ہیں، اس پر سزائے سخت کے منتظر رہیں۔

فائدہ:

مذکورہ آیت مبارکہ سے حضرات مفسرینِ کرام ﷭ نے یہ استدلال فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو اذیت دینے والا کافر اور دردناک عذاب کا مستحق ہے۔اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ گستاخی کرنے والا بھی اذیت دینے والا ہوتا ہے، چنانچہ امام تقی الدین السبکی ﷫ اپنی مایہ ناز تصنیف ''السیف المسلول علیٰ من سب الرسول ''میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''إن الساب مؤذ والمؤذی محاد والمحادمکبوت أذل مغلوب''۔

السیف المسلول علی من سب الرسول ،ص:۱۰٦۔

ترجمہ: بے شک گستاخی کرنے والا موذی (تکلیف دینے والا) ہے،اور موذی مخالفت کرنے والا ہوتا ہے،اور جو مخالفت کرنے والا ہو،وہ خوار،ذلیل اور مغلوب ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول مؤذی ہونے کی وجہ سے کافر اور دردناک عذاب کا مستحق ہے، مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ہم چند حضرات مفسرین کرام ﷭ کی عبارتیں نقل کرتے ہیں، جنہوں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو اذیت دینے والا کافر، ملعون اور دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب ﷫ فرماتے ہیں کہ:

''تو اللہ نے فرمایا کہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ کے نبی کو اذیت پہنچاتے ہیں یعنی یہ کہ آپ انصاف نہیں کرتے اور ہمیں ہمارا حق نہیں دیتے، اللہ کے نبی کو اذیت پہنچانا تو کفر کی بات ہے نبی کو ناراض کرنا اللہ کو ناراض کرنا ہے،اس قسم کی باتیں کافر اور منافق لوگ ہی کرسکتے ہیں''۔

معالم العرفان فی دروس القرآن، ج:۹،ص:۴۲٦۔

اسی طرح مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ ﷫ فرماتے ہیں کہ:

''فیکون المؤذی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافرا عدو اللہ ورسولہ محاربا باللہ ورسولہ۔''

الصارم المسلول،ص:۲۹۔

ترجمہ: آپ ﷺ کو ایذا دینے والا کافر، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ لڑنے والا ہوگا۔

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مشہور مفسر اور محقق عالم الشیخ محمد الامین الشنقیطی المالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر "أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب ألیم صرح فی ھذہ الآیة الکریمة بأن من یؤذی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم له العذاب الألیم وذکر فی الأحزاب أنه ملعون فی الدنیا والأخرة وأن له العذاب المھین۔" أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن، ج:۲، ص:۱٤٥۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے اور سورۂ احزاب میں فرمایا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہے اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نکتہ:

أضواء البیان کی عبارت سے معلوم ہوا کہ: جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائے اس کے لئے دردناک اور رسوا کن عذاب ہے اور وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہے، جبکہ امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عذاب مھین" یعنی رسوا کن عذاب صرف کفار ہی کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ "السیف المسلول علیٰ من سب الرسول" فرماتے ہیں کہ:

"والأذی فی حقه وحق رسوله کفر لأن العذاب المھین إنما یکون للکفار۔" السیف المسلول: ص ۱۰٥۔

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذیت دینا کفر ہے کیونکہ رسوائی کا عذاب صرف کفار کیلئے ہوتا ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا عبارت میں بھی ایذا پہنچانے والے کیلئے عذاب مھین کا ذکر ہے

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مفسر موصوف کے ہاں بھی ایذا دینے والا کافر ہے، **کما هو مذهب الجمهور۔**

علامہ عبدالرحمٰن السعدی رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"والذين يؤذون رسول الله بالقول أو الفعل لهم عذاب أليم في الدنيا والأخرة ومن العذاب الأليم أنه يتحتم قتل مؤذيه وشاتمه۔"

تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، ج:۱، ص:۳٤۱۔

ترجمہ: جولوگ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں قولاً ہو یا فعلاً ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور دردناک عذاب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو ایذا پہنچانے والے اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کیلئے قتل ہونا متعین ہے۔ ''اسے ہر حال میں قتل کیا جائے''۔

امام ابوبکر الجزائری رحمۃ اللہ علیہ ''أیسر التفاسیر'' میں مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

" توعد الله تعالىٰ من يؤذي رسوله بالعذاب الأليم دليل على كفر من يؤذي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔"

أيسر التفاسير، ج:۲، ص:۸۷۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے والے کو دردناک عذاب سے ڈرانا اس بات کی دلیل ہے کہ ایذا پہنچانے والا کافر ہے۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''جامع البیان فی تاویل القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

"قال أبو جعفر يقول تعالىٰ ذكره لهؤلاء المنافقين الذين يعيبون رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ويقولون هو أذن وأمثالهم من مكذبيه والقائلين فيه الهجر والباطل عذاب من الله موجع لهم في نار جهنم۔" جامع البيان في تاويل القرآن، ج:١٤، ص:٣٢٨۔

ترجمہ: امام ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے لئے

جو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر عیب لگاتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں "هُوَ اُذُنٌ" اور ان جیسے اور تکذیب کرنے والوں اور توہین و گستاخی کرنے والوں کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو جہنم کی آگ میں ان کے لئے سخت دردناک ہوگا۔

10 ...... ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴾

سورة التوبة،الآية: ٦٥، ٦٦۔

ترجمہ: اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے، اور دل لگی، تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ تم تو کافر ہو گئے، اظہار ایمان کے پیچھے اگر ہم معاف کر دیں گے تم میں سے بعضوں کو تو البتہ عذاب بھی دیں گے، بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے۔

تفسیر:

"تبوک" میں جاتے وقت بعض منافقین نے از راہِ تمسخر کہا: "اس شخص محمد ﷺ کو دیکھو کہ شام کے محلات اور روم کے شہروں کو فتح کر لینے کا خواب دیکھتا ہے۔ انہوں نے رومیوں کی جنگ کو عربوں کی باہمی جنگ پر قیاس کر رکھا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کل ہم سب رومیوں کے سامنے رسیوں میں بندھے ہوئے کھڑے ہوں گے۔ یہ ہمارے قراء (صحابہ رضی اللہ عنہم) پیٹو، جھوٹے اور نامردے کیا روم کی باقاعدہ فوجوں سے جنگ کریں گے" وغیر ذالك من الهفوات۔ اس قسم کے مقولے جو مسلمانوں کو روم سے مرعوب و ہیبت زدہ کرنے اور شکستہ خاطر بنانے کے لئے کہہ رہے تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نقل ہوئے۔ آپ نے بلا کر باز پرس کی تو کہنے لگے کہ حضرت: ہم کہیں سچ مچ ایسا اعتقاد تھوڑا ہی رکھتے ہیں محض خوش وقتی و دل لگی کے طور پر کچھ کہہ رہے تھے کہ باتوں میں بآسانی سفر کٹ جائے۔ تفسیر عثمانی، ج:۱، ص:۲۱۶۔

فائدہ:

ان آیاتِ مبارکہ سے مندرجہ ذیل احکام ثابت ہوتے ہیں:

۱......اللہ تعالیٰ کے احکامات یا جناب نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرنا کفر ہے، چنانچہ علامہ عماد الدین بن محمد الطبر ی الشافعی رحمہ اللہ "احکام القرآن" میں مذکورہ آیات میں سے پہلے آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ودل أن الاستهزاء بآيات الله تعالىٰ كفر۔"

أحكام القرآن، ج:۳، ص:۷٤۔

ترجمہ: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ استہزا کرنا کفر ہے۔

اسی طرح امام المفسرین حضرت امام رازی رحمہ اللہ "تفسیر کبیر" میں مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"أنه تعالىٰ بين أن ذلك الاستهزاء كان كفرا، والعقل يقتضي أن الإقدام على الكفر لأجل اللعب غير جائز، فثبت أن قولهم: ﴿إنما كنانخوض ونلعب﴾ ماكان عذراحقيقيافي الإقدام على ذلك الاستهزاء، فلمالم يكن ذلك عذرافي نفسه، نهاهم الله عن أن يعتذروابه، لأن المنع عن الكلام الباطل واجب۔"

التفسير الكبير، ج:۱، ص:۲۲۵٤۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ استہزا کرنا کفر ہے، اور عقل دل لگی کے لئے اقدام علی الکفر کے ناجائز ہونے کا تقاضا کرتی ہے، پس یہ بات ثابت ہوئی کہ ان منافقین کا یہ کہنا کہ: "ہم تو محض بات چیت اور دل لگی کرر ہے تھے" یہ اس استہزا کے لئے عذر نہیں بن سکتا، اور جب یہ عذر نہیں بن سکتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عذر پیش کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ غلط بات سے منع کرنا واجب ہے۔

مشہور حنفی فقیہ ومفسّر حضرت امام ابوبکر الجصاص رازی رحمہ اللہ "احکام القرآن" میں

تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ودل أيضاعلى أن الاستهزاء بآيات الله أوبشيء من شرائع دينه كفر فاعله۔" احکام القرآن ،ج:۳،ص:۲۰۷۔

ترجمہ: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات یا دینی احکام میں سے کسی حکم کے ساتھ استہزا کرنا فاعل کے حق میں کفر ہے۔

اسی طرح مفسر علام حضرت علامہ محمد بن صالح العثمین مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے "تفسیر القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وفي هذه الآية دليل على أن كل من استهان بأمر الرسول عليه الصلوة والسلام فإن عمله حابط لأن الاستهانة بالرسول عليه الصلوة والسلام ردة۔" تفسیر القرآن للعثمین،ج:۷،ص:۱۰۔

ترجمہ: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو بھی شخص نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں اہانت اور گستاخی کا مرتکب ہوگا تو اس کے اعمال ضائع ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرنا دین سے مرتد ہونا ہے۔

۲......مذکورہ آیت کریمہ سے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ استدلال بھی فرمایا ہے کہ احکامات شرعیہ کا استخفاف، آیات الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور سرکار دو جہاں ﷺ کی توہین ایسا قبیح ترین کفر ہے کہ جس طرح سے بھی ہو، خواہ ہنسی مذاق اور محض دل لگی کے لئے ہو یا قصداً اور ارادۃً ہو، ہر حالت میں خرمنِ ایمان کو خاکستر کرنے والا ہے۔ چنانچہ مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"یعنی کیا دل لگی اور خوش وقتی کا موقع و محل یہ ہے کہ اللہ و رسول اور ان کے احکام کے ساتھ ٹھٹھا کیا جائے؟ خدا اور سول کا استہزا اور احکام الٰہیہ کا استخفاف تو وہ چیز ہے کہ اگر محض زبان سے دل لگی کے طور پر کیا جائے وہ بھی کفر عظیم ہے، چہ جائے کہ منافقین کی طرح ازراہِ شرارت و بد باطنی ایسی حرکت سرزد ہو۔" تفسیر عثمانی،ج:۱،ص:۲۱۶۔

اسی طرح امام ابوبکر الجزائری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"کفر من استهزأ بالله أو اٰياته أو رسوله لايقبل اعتذار من كفر بأى وجه وإنما التوبة أو السيف فيقتل كفراً۔"

أيسر التفاسير، ج:۲، ص:۸۸۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ، یا اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے ساتھ استہزا کرنا کفر ہے اور اس کفر میں کوئی معذور نہیں سمجھا جائے گا، خواہ کوئی بھی وجہ ہو، اور اس کے لئے صرف توبہ یا تلوار، اور اس استہزا کرنے والے کو کفر کی وجہ قتل کیا جائے گا۔

اسی طرح امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کلمہ کفر جس حالت میں بھی کہا جائے وہ بہر حال کافر بنانے والا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"فاطلع الله نبيه على ذلك فأخبر أن هذا القول كفر منهم على أى وجه قالوه من جد وهزل فدل على استواء حكم الجاد والهازل فى إظهار كلمة الكفر۔" احکام القرآن، ج:۴، ص:۳۴۹۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر مطلع فرمادیا کہ: ان منافقوں کا یہ کہنا کفر ہے خواہ وہ شعوری طور پر کہیں یا ہنسی مذاق میں کہیں، پس یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کلمہ کفر کے اظہار میں شعور والے اور ہنسی مذاق والے سب برابر ہیں۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وهذا نص فى أن الاستهزاء بالله وبأياته وبرسوله كفر فالسب المقصود بطريق الأولىٰ وقد دلت هذه الآية على أن كل من تنقص برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جادا أو هازلا فقد كفر"۔

الصارم المسلول، ص:۳۳۔

ترجمہ: یہ آیات اس بات پر نص ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حکموں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزا کرنا کفر ہے، پس جو گستاخی قصداً کی جائے تو وہ تو بطریق اولیٰ کفر ہوگی اور یہ آیت اس بات پر بھی قطعی دلالت کرتی ہے کہ جو کوئی بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

شانِ اقدس کی تنقیص کرے گا خواہ وہ شعوری طور سے کرے یا ہنسی مذاق میں کرے ہر حال میں وہ کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح مذکورہ آیات کی تفسیر میں حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"﴿قد کفرتم بعد ایمانکم﴾ تم نے اظہارِ ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے، مفسرین محدثین اور فقہاء فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے کسی حکم یا اس کے رسول کے ساتھ تمسخر کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، خواہ اس نے ایسی بات سنجیدگی سے کی ہو یا محض دل لگی سے۔" معالم العرفان فی دروس القرآن، ج:۹، ص:۴۳۱۔

11 ......﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ سورة التوبة، الآية: ۷٤۔

ترجمہ: قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک کہا ہے انھوں نے لفظ کفر کا، اور منکر ہو گئے مسلمان ہو کر، اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے، سو اگر توبہ کر لیں، تو بھلا ان کے حق میں، اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا ان کو اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

یعنی حضور ﷺ کی دعا سے خدا نے انہیں دولت مند کر دیا، قرضوں کے بار سے سبکدوش ہوئے، مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی وجہ سے غنائم میں حصہ ملتا رہا، حضور ﷺ کی برکت سے پیداوار اچھی ہوئی، ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ خدا اور رسول کے

ساتھ دغابازی کرنے لگے اور ہر طرح پیغمبر اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی۔اب بھی اگر توبہ کر کے شرارتوں اور احسان فراموشیوں سے باز آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے ورنہ خدا دنیا و آخرت میں وہ سزا دے گا جس سے بچانے والا روئے زمین پر کوئی نہ ملے گا۔

تفسیر عثمانی، ج:۱،ص:۴۱۹۔

فائدہ:

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفسرین عظام ﷭ نے لکھا ہے کہ " کَلِمَةُ الْکُفْرِ " سے مراد حضور ﷺ کی توہین اور گستاخی ہے، چنانچہ امام قرطبی ﷫ فرماتے ہیں:

"قال القشیری کلمة الکفر سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم أو الطعن فی الإسلام ۔" تفسیر قرطبی ۸/۲۰۶۔

ترجمہ: امام قشیری ﷫ نے فرمایا ہے کہ کلمہ کفر سے مراد آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا ہے یا دین اسلام میں عیب نکالنا ہے۔

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے علامہ محمد بن احمد الخطیب الشربینی ﷫ تفسیر "السراج المنیر" میں فرماتے ہیں کہ:

"ولقد قالوا کلمة الکفر وھی سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔" تفسیر السراج المنیر۔

ترجمہ: اور تحقیق انھوں نے کلمہ کفر کہا اور وہ کلمہ کفر آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔

نکتہ:

امام قرطبی ﷫ اور خطیب شربینی ﷫ دونوں بزرگ یہ فرماتے ہیں کہ: کلمہ کفر سے مراد آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا ہے گویا دونوں بزرگ اس بات کے قائل ہیں کہ جو بھی شخص آپ ﷺ کی گستاخی کرے تو وہ کافر ہے، اور ایسے کافر کا حکم ہم پہلے "الشفاء" کے حوالے ذکر کر چکے ہیں کہ: "وحکمہ الکافر القتل" (الشفاء، ج:۲،ص:۱۳۶)

اسی طرح یہی بات علامہ خازن ﷫ نے بھی تحریر فرمائی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"أی أظهروا كلمة الكفر بعد إسلامهم وتلك الكلمة هی سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و سلم ۔" تفسیر الخازن، ج:۳،ص:۳۱۰۔

ترجمہ: انھوں نے کلمہ کفر کو ظاہر کیا اسلام ظاہر کرنے کے بعد، اور کلمہ کفر سے مراد آپ ﷺ کی گستاخی ہے۔

حضرت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر "معالم التنزیل" میں یہی بات تحریر فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"أی أظهروا الكفر بعد إظهار الإيمان والإسلام وقيل هی سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم۔" معالم التنزیل، ج:٤۔ص:٧٥۔

ترجمہ: انھوں نے کفر کو ظاہر کیا، ایمان اور اسلام ظاہر کرنے کے بعد اور کہا گیا ہے کہ کلمہ کفر سے مراد آپ ﷺ کی گستاخی ہے۔

فائدہ:

اس آیت مذکورہ کو یہاں لانے سے ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ گستاخی رسول کو مفسرین نے کلمہ کفر میں شمار کیا ہے، باقی یہ بات کہ "فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ" سے گستاخ رسول کی توبہ کی قبولیت اور سزائے موت سے بری ہوجانے پر استدلال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کو ہم ان شاء اللہ باب پنجم میں مستقل فصلیں قائم کرکے ذکر کریں گے۔

12 ...... ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

سورة المحادلة، الآیة:٢٢۔

ترجمہ: تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ

ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگر چہ باپ بیٹے ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں ان کو یہ درجے ملتے ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہ ہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی، اسی سلسلہ میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ ''احد'' میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہو گئے، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید ابن عمیر کو، عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ ابن الحارث رضی اللہ عنہ نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو مخلص مسلمان تھے، عرض کیا کہ یا رسول اللہ: اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں؟ آپ نے منع فرما دیا۔

فرضی اللہ تعالیٰ عنهم ورضوا عنه ورزقنا الله حبهم واتباعهم وأماتنا عليه۔ آمین

تفسیر عثمانی، ج:۲،ص:۱۱۵۸۔

علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ نے ''أسباب النزول'' میں مذکورہ آیت کریمہ کے شانِ نزول میں ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''قال ابن جريج حدثت أن أباقحافة سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه و سلم فصكه أبوبكر رضي الله تعالىٰ عنه صكة شديدة سقط منها ثم ذكر ذلك للنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال أو فعلته؟ قال: نعم! قال فلا تعد إليه فقال أبوبكر رضي الله تعالىٰ عنه والله لو كان السيف قريبا مني لقتلته فأنزل الله تبارك وتعالىٰ الآية۔''

أسباب النزول، ج:۱،ص:۲۷۷۔

ترجمہ: امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ ابوقحافہ (حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ جو جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد محترم تھے اور بعد میں مشرف باسلام ہو گئے تھے رضی اللہ عنہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی (ایمان لانے سے پہلے) تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انھیں اتنے زور سے طمانچہ مارا کہ خود گر گئے، پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا واقعی تم نے ایسا کیا ہے؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوبارہ ایسا نہ کرنا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ کی قسم اگر اس وقت تلوار میرے پاس ہوتی تو میں خواہ مخواہ اسے قتل کر دیتا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے کے قائل تھے۔

فائدہ:

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ گستاخ رسول کے کافر ہونے پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فإذا كان من يوآد المحآد ليس بمؤمن فكيف بالمحآد نفسه؟"

الصارم المسلول، ص: ۳۰۔

ترجمہ: کہ جب وہ آدمی مومن نہیں ہو سکتا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے سے دوستی رکھتا ہے، تو خود مخالفت کرنے والے کا کیا حال ہوگا؟

نکتہ:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا مومن نہیں ہو سکتا، اور امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"أن الساب مؤذی والموذی المحآد۔" السیف المسلول، ص: ۱۰۶۔

ترجمہ: کہ گستاخی کرنے والا ایذا دینے والا ہے، اور موذی مخالفت کرنے والا ہے۔

لہٰذا جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق مخالفت کرنے والا کافر ہے، اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق توہین کرنے والا مخالفت کرنے والا ہے، تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ توہین کرنے والا کافر ہے۔

اسی طرح مذکورہ بالا آیت کریمہ سے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ استدلال فرمایا ہے کہ جس دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہو وہاں ایمان جمع نہیں ہو سکتا، چنانچہ وہ ''تفسیر کبیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

”والمعنى أنه لايجتمع الإيمان مع وداد أعداء الله و ذلك لأن من أحب أحدا امتنع أن يحب مع ذلك عدوه ۔“

ترجمہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں کی محبت اور ایمان دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ جب ایک آدمی کسی سے محبت کرتا ہے تو پھر اس کے دشمن کے ساتھ محبت نہیں کر سکتا۔

نکتہ:

اور یہ بات ظاہر ہے کہ توہین رسالت کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کرنی ہے، اور جب اللہ کے دشمنوں کے ساتھ محبت کرنے والا مومن نہیں ہو سکتا تو خود جو بد بخت توہین رسالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دشمن بن جاتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا؟ صاف ظاہر ہے۔

13 ...... ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ سورة الانفال ،الآية:١٣۔

ترجمہ: یہ اس واسطے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔“ (تفسیر عثمانی)

فائدہ:

اس آیت مبارکہ اور اس سے پہلی والی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''الصارم المسلول'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فجعل إلقاء الرعب في قلوبهم والأمر بقتلهم لأجل مشاقتهم لله ورسوله يستوجب ذلك والموذى للنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مشاق لله ورسوله كما تقدم فيستحق ذلك۔"

الصارم المسلول،ص: ۳۰۔

ترجمہ: ان مشرکین کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بھی ڈالا اور ان کے قتل کرنے کا حکم بھی دیا پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جوکوئی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا وہ اس کا مستحق ہوگا اور جیسے کہ پہلے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والا ہے، لہٰذا وہ بھی قتل کا مستحق ہوگا۔

باب دوم

﴿گستاخ رسول احادیث مبارکہ کے آئینہ میں﴾

باب اول میں قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سردارِ دو جہاں ﷺ کی شانِ اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی وہ قبیح ترین جرم ہے جس کا مرتکب نہ صرف یہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، بلکہ اس کے ناپاک وجود سے اس زمین کو پاک کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جمہور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توہینِ رسالت کے مجرم کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔ اور اگر وہ مسلمان ہو تو اس جرم عظیم کے ارتکاب کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج، اور اگر ذمی ہو تو اس کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔

اس باب میں ان شاء اللہ ستره احادیث مبارکہ اور حضرات محدثین عظام رحمہم اللہ کے تقریباً سینتیس اقوال سے اس بات کو ثابت کیا جائے گا۔

1 ......﴿امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے "سنن أبي داوٗد" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ذکر فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"ان اعمی کانت له أم ولد تشتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وتقع فیه، فینهاها فلا تنتهی ویزجرها فلا تنزجر، قال فلما کانت ذات لیلة، جعلت تقع فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، وتشتمه، فأخذ المغول، فوضعه فی بطنها واتکأ علیها فقتلها، فوقع بین رجلیها طفل فلطخت ماهناك بالدم، فلما أصبح ذکر ذلك للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فجمع الناس فقال أنشد اللہ رجلا فعل مافعل لی علیه حق إلا قام، قال فقام الأعمی یتخطی الناس وهو

يتزلزل حتى قعد بين يدى النبى صلى اللّٰہ تعالىٰ عليه وسلم، فقال : يارسول اللّٰہ أنا صاحبها، كانت تشتمك وتقع فيك، فأنهاها فلا تنتهى، وأزجرها فلا تنزجر، ولى منها ابنان مثل اللؤلؤتين وكانت بى رفيقة، فلما كان البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك، فأخذت المغول فوضعته فى بطنها واتكأت عليها حتى قتلتها، فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ألا اشهدوا إن دمها هدر۔"﴾

سنن أبي داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب البنى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص:١٥٤١، رقم الحديث: ٤٣٦١۔

ترجمہ: ایک اندھے شخص کی ایک باندی تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، اورآپ ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی، وہ نابینا اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی، اوروہ اسے ڈانٹتا مگر اس پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا۔(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ ایک دفعہ پھر اس نے رات کو آپ ﷺ کے خلاف زبان درازی شروع کی اور گستاخی کرنے لگی، تو اس نابینا نے ایک پھالہ (خنجر) لیا اور اس باندی کے پیٹ میں پیوست کردیا اور اسے خوب دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی اس عورت کے دونوں پاؤں کے درمیان لڑکا گرا، اور وہ خون سے لتھڑ گئی۔صبح جب اس بات کا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:"میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا اور اس پر میرا حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔"(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ وہ نابینا لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھا اس حال میں کہ وہ لڑکھڑا رہا تھا، اور حضور ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! میں اس کا قاتل ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی، میں اس کو روکتا مگر وہ باز نہ آتی، اور میں اس کو ڈانٹتا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا، میرے اس سے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، اور وہ میری رفیقہ حیات تھی، پچھلی رات وہ دوبارہ آپ کے خلاف بکواس کرنے لگی، اور زبان درازی شروع کی میں نے پھالہ (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا، اور خوب دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔یہ بات سن کر آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا کہ: ”تم گواہ رہو کہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ سے حضرات محدثینِ عظام رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱...... اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیونکہ نابینا صحابی نے اس عورت کو صرف اسی وجہ سے قتل کیا کہ وہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی کرتی تھی، اور پھر جب جناب نبی کریم ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ اس عورت کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا ہے کہ وہ توہین رسالت کی مرتکب اور حضور ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتی تھی تو آپ ﷺ نے اس کے خون کو ہدر فرمادیا۔ اگر اس کا قتل کرنا جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس نابینا صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ کا فیصلہ فرماتے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس کے خون کو ہدر فرمادیا، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ توہین رسالت وہ قبیح جرم ہے کہ جو شخص اس کا مرتکب ہو جائے تو وہ مباح الدم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

” فلولم يكن قتلها جائزا لبين النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم له أن قتلها كان محرما، وأن دمها كان معصوما، ولأوجب عليها الكفارة بقتل المعصوم والدية إن لم تكن مملوكة لها، فلما قال: ”اشهدوا أن دمها كان هدرا۔“ والهدر الذى لايضمن بقود ولا دية ولا كفارة علم أنه كان مباحا مع كونها ذمية، فعلم أن السب أباح دمها لاسيما والنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إنما أهدر دمها عقب إخباره بأنها قتلت لأجل السب، فعلم أنه الموجب ذلك۔“

الصارم المسلول، ص:۵۹۔

ترجمہ: اگر اس عورت کو قتل کرنا جائز نہ ہوتا تو رسول کریم ﷺ ضرور فرمادیتے کہ اس کو قتل کرنا حرام تھا، اور اس کا خون معصوم تھا، اور معصوم کو قتل کرنے کی وجہ سے اس

نابینا پر کفارہ کو واجب قرار دیتے، اور اگر وہ اس لونڈی نہ ہوتی، تو اس پر دیت کو واجب قرار دیتے، پس جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون ہدر ہے، اور ہدر وہ ہوتا ہے جس کا نہ قصاص ہو، نہ دیت ہو اور نہ کفارہ، تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہونے کے باوجود مباح الدم تھی، گویا آپ ﷺ کی شان میں گستاخی نے اس کے خون کو مباح کر دیا تھا، اور بالخصوص آپ ﷺ نے اس کے خون کو اس وقت ہدر قرار دیا جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اس کو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا ہے، پس معلوم ہوا کہ اس قتل کا موجب بھی توہینِ رسالت تھا۔

۲...... اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ذمی توہینِ رسالت کا ارتکاب کرے تو اس جرم عظیم کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ختم اور وہ قتل کا مستحق بن جائے گا، چنانچہ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث پاک کی تشریح میں علامہ سندھی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وفيه دليل على أن الذمي إذا لم يكف لسانه عن الله ورسوله فلاذمة له، فيحل قتله۔" عون المعبود، ج:۱۲، ص:۱۱۔

ترجمہ: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ذمی آدمی جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی سے باز نہ آئے تو اس کا معاہدہ ختم اور اس کا قتل جائز ہو جاتا ہے۔

نکتہ:

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ کی بات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی ذمی بارگاہِ رسالت میں توہین کا ارتکاب کرے گا تو اس کا معاہدہ ختم اور قتل جائز ہو جاتا ہے، اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جو حکم ذمی کا ہے وہی حکم مسلمان کا بھی ہے، چنانچہ خود علامہ موصوف مزید بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وقد قيل أنه لاخلاف في أن سابه من المسلمين يجب قتله۔"

عون المعبود، ج:۱۲، ص:۱۱۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ

کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ولاأعلم أحدامن المسلمين اختلف في وجوب قتله إذاكان مسلماـ" الشفاء،ج:٢،ص:١٣٤،السيف المسلول،ص:٩٧۔

ترجمہ: شاتم رسول کے (جب وہ مسلمان ہو) قتل کے واجب ہونے میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۳......اس روایت سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گستاخ رسول سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا، بلکہ اس پر قابو پاتے ہی اسے فوراً بغیر مطالبہ توبہ کے قتل کیا جائے گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اس نابینا صحابی نے اُس گستاخ عورت کو قتل کرتے وقت اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا، اور یہ صحابی کا ایسا فعل ہے جو کہ تقریر نبی کے ساتھ مؤید ہے (کیونکہ بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون ہدر فرمایا اور اس صحابی رضی اللہ عنہ سے کوئی تعرض نہیں فرمایا) جو کہ بالاتفاق حجت ہے۔

۴......اس روایت سے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ استدلال بھی فرمایا ہے کہ گستاخ رسول کی سزائے موت بطور حد کے ہے، لہٰذا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر وہ خود توبہ کر بھی لے تب بھی اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہو سکتی، کیونکہ حدود توبہ سے معاف نہیں ہوا کرتے۔ چنانچہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "نیل الأوطار" میں مذکورہ روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وفي حديث ابن عباس رضي اللہ تعالىٰ عنه وحديث الشعبي رحمة اللہ عليه دليل على أنه يقتل من شتم النبي صلى اللہ تعالىٰ عليه و سلم،وقد نقل ابن المنذر رحمة اللہ عليه الاتفاق على أن من سب النبي صلى اللہ تعالىٰ عليه وسلم صريحاوجب قتله۔ونقل أبوبكر الفارسي رحمة اللہ عليه أحدأئمة الشافعية في "كتاب الإجماع" أن من سب النبي صلى اللہ تعالىٰ عليه وسلم بماهوقذف صريح كفرباتفاق العلماء، فلوتاب لم يسقط عنه القتل لأنه حد

قذفه القتل، وحد القذف لايسقط بالتوبة۔"

نيل الأوطار، كتاب حد الشارب الخمر، باب من صرح بسب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ج:۷، ص:۱۱٤۔

ترجمہ: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حدیث شعبی رحمۃ اللہ علیہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی توہین کرے اسے قتل کیا جائے۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص صراحتاً نبی ﷺ کو گالی دے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ ابوبکر فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے جو أئمہ شافعیہ میں سے ہیں، "کتاب الاجماع" میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی توہین کرے تو وہ تمام أئمہ کے نزدیک کافر ہے اور اگر وہ توبہ بھی کر لے، تب بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہو سکتی، کیونکہ قذف کی حد قتل ہے ، اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۵......اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی بندہ عدالت تک پہنچنے سے قبل ہی اس گستاخ پر قابو پالے اور اسے قتل کرے تو شرعاً وہ اس قتل کرنے کی وجہ سے مجرم نہیں ہے۔

2......﴿عن علي رضي الله تعالىٰ عنه أن يهودية كانت تشتم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وتقع فيه، فخنقها رجل، حتى ماتت، فأبطل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دمها۔﴾

سنن أبي داود، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص:۱۰٤۱، رقم الحديث:٤۳٦۲۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتی، اور آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلا دبا دیا، یہاں تک کہ وہ مرگئی، نبی ﷺ نے اس کا خون باطل (رائیگاں) قرار دیا۔

فائدہ:

یہ روایت بھی صراحتاً اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کرنا ہی متعین ہے۔ بعض حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اسی نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کے واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ جنہوں نے توہینِ رسالت کی مرتکب اپنی ام ولد باندی کو قتل کیا تھا

جسے ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ: نہیں، بلکہ یہ ایک الگ واقعہ ہے، لیکن بہر حال اسے ایک ہی واقعہ شمار کیا جائے یا دو الگ الگ واقعات، دونوں صورتوں میں یہ روایت گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر نص ہے، اور حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس روایت سے اسی بات پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وھذا الحدیث نص فی جواز قتلھا لأجل شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودلیل علی قتل الرجل الذمی وقتل المسلم والمسلمۃ إذا سابطریق الأولیٰ۔" الصارم المسلول، ص:۵۳۔

ترجمہ: یہ حدیث پاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی عورت کے قتل کے جواز پر نص ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی ذمی مرد یا کوئی مسلمان مرد وعورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اسے بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔

اسی طرح محدثِ کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے "بذل المجہود" میں فرماتے ہیں کہ:

"ولذا افتی أکثرھم (أی الحنفیۃ) بقتل من أکثر سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اھل الذمۃ وإن أسلم بعد أخذہ۔"

بذل المجہود، ج:۲، ص:۱۲۵۔

ترجمہ: اکثر احناف نے اس ذمی کے قتل کا فتوی دیا ہے جو کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو، اگر چہ وہ گرفتاری کے بعد مسلمان بھی ہو جائے، تب بھی اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

نکتہ:

فقہاء کا اختلاف صرف ذمی کے بارے میں ہے کہ آیا جب کوئی ذمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائیگا یا نہیں؟ علامہ سہارنپوری رحمہ اللہ نے احناف کا مذہب ذکر فرمایا ہے کہ عندالاحناف ایسے ذمی کو قتل کیا جائیگا۔ باقی اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ یہ جرم کرے تو فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسے قتل کرنا واجب ہے۔ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

3 ......﴿قال عمرو سمعت جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه يقول: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من لكعب بن الأشرف؟ فإنه قد آذى الله ورسوله، فقام محمد بن مسلمة، فقال: يا رسول الله! أتحب أن أقتله؟ قال نعم! قال فاذن لي أن أقول شيئا، قال قل! فأتاه محمد بن مسلمة، فقال: إن هذا الرجل قد سألنا صدقة، وإنه قد عنانا، وإني قد أتيتك أستسلفك، قال: وأيضا والله! لتملنه، قد إنا قد اتبعناه، فلا نحب أن ندعه حتى ننظر إلى أي شيء يصير شأنه، وقد أردنا أن تسلفنا وسقا أو وسقين، وحدثنا عمرو غير مرة، فلم يذكر وسقا أو وسقين، فقلت له فيه وسقا أو وسقين؟ فقال: أرى فيه وسقا أو وسقين، فقال: نعم! ارهنوني! قالوا أي شيء تريد؟ قال ارهنوني نساء كم، قالوا: كيف نرهنك نساء نا؟ وأنت أجمل العرب، قال فارهنوني أبناء كم، قالوا كيف نرهنك أبناء نا؟ فيسب أحدهم فيقال رهن بوسق أو وسقين، هذا عار علينا، ولكنا نرهنك اللأمة، قال سفيان يعني السلاح- فواعده أن يأتيه فجاء ه ليلا، ومعه أبو نائلة وهو أخو كعب من الرضاعة، فدعاهم إلى الحصن، فنزل إليهم، فقالت له امرأته أين تخرج هذه الساعة؟ فقال: إنما هو محمد بن مسلمة وأخي أبو نائلة، وقال غير عمرو قالت: أسمع صوتا يقطر منه الدم، قال إنما هو أخي محمد بن مسلمة ورضيعي أبو نائلة، إن الكريم لو دعي إلى طعنة بليل لأجاب، قال: ويدخل محمد بن مسلمة معه رجلين، قيل: لسفيان سماهم عمرو؟ قال سمى بعضهم، قال عمرو: جاء معه برجلين، وقال غير عمرو: أبو عبس بن جبر، والحارث بن أوس، وعباد بن بشر، قال عمرو جاء معه برجلين، فقال: إذا ما جاء فإني قائل: بشعره، فأشمه،

فإذا رأيتموني استمكنت من رأسه فدونكم فاضربوه، وقال:مرة ثم أشمكم،فنزل إليهم متوشحا،وهوينفح منه ريح الطيب، فقال :ما رأيتك اليوم ريحا،أي أطيب!وقال غيرعمرو قال جندي أعطرنساء العرب،وأكمل العرب،قال عمروفقال أتاذن لي أن أشم رأسك؟ قال نعم !فشمه،ثم أشم أصحابه،ثم قال :أتأذن لي؟قال نعم!فلما استمكن منه ، قال:دونكم فقتلوه،ثم أتوا النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فأخبروه۔﴾

صحيح بخاری، کتاب المغازی،باب قتل كعب بن الأشرف،ص: ٣٣٠،رقم الحديث:٤٠٣٧۔

ترجمہ: عمرو کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:''کون کعب بن اشرف کا ذمہ لیتا ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے۔''محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:یارسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!انھوں نے عرض کیا کہ پھر مجھے کچھ تعریضی کلمات کہنے کی اجازت عطا فرمائیں،آپ ﷺ نے فرمایا کہ:''اجازت ہے۔''پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس گئے،اور کہا کہ یہ شخص (حضور ﷺ) ہم سے صدقہ طلب کرر ہے ہیں اور انھوں نے ہمیں تھکا دیا ہے،اور میں آپ کے پاس قرض لینے کے لئے آیا ہوں ،کعب کہنے لگا کہ:بخدا آپ لوگ اس نبی سے ضرور تھک جائیں گے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہم نے ان کی تابعداری کی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں ، یہاں تک کہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا انجام کار کیا ہوتا ہے،ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک وسق یا دو وسق غلہ بطور ادھار دے دیں،(سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمرو نے یہ حدیث مجھے کئی دفعہ سنائی،مگر ایک وسق یا دو وسق کا ذکر نہیں کیا میں نے پوچھا کہ کیا اس میں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے؟ تو فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے)کعب کہنے لگا کہ جی ہاں میں دیتا ہوں مگر تم مجھے رہن دو،محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ کون سی چیز تو رہن چاہتا ہے،وہ کہنے

لگا مجھے اپنی عورتیں بطور رہن کے دے دو، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کہنے لگے ہم تجھے اپنی عورتیں کیسے رہن میں دے سکتے ہیں؟ تو تو عربوں میں سب سے زیادہ حسین ہے وہ کہنے لگا پھر مجھے اپنے بیٹے رہن میں دیدو انھوں نے جواب دیا ہم کیسے اپنے بیٹے تجھے رہن دیدیں، یہ تو ان کے لئے عار کی بات ہے کل ان کو گالی دی جائے گی کہ ایک وسق یا دو وسق کے بدلے رہن رکھے گئے تھے، ہاں ہم تیرے پاس اپنے ہتھیار رہن میں رکھ سکتے ہیں، سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "لامہ" سے مراد ہتھیار ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے وعدہ کیا کہ وہ رات کو آئے گا، وہ رات کو آئے، اور ان کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے، جو کعب کے رضاعی بھائی تھے، کعب نے انھیں قلعہ کی طرف بلایا اور وہ قلعے سے اتر کر ان کے پاس آ گیا، اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اس وقت کدھر جارہے ہو اس نے کہا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرے بھائی ابونائلہ ہیں، عمرو کے علاوہ باقی راوی یہ بھی کہتے ہیں کہ: اس کی بیوی نے یہ بھی کہا کہ: میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے خون ٹپک رہا ہے، کعب نے بیوی کو جواب دیا وہ تو صرف محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) اور میرے رضاعی بھائی ابونائلہ ہیں کریم تو وہ ہوتا ہے کہ اگر رات کو اسے نیزہ بازی کی طرف بلایا جائے تو وہ آگے بڑھتا ہے اور لازماً جواب دیتا ہے، راوی کہتا ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دو مردوں کے ساتھ آئے تھے، سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا عمرو نے ان کے نام لئے تھے؟ تو کہنے لگا کہ بعض کے لئے تھے، عمرو نے کہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ دو مردوں کو لائے تھے، اور کہا جب وہ آ گئے، عمرو کے علاوہ باقی راوی کہتے ہیں کہ وہ دو آدمی ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر تھے، عمرو کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو ساتھی تھے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا کہ: جب وہ آئے گا تو میں اس کے بالوں کی بات کروں گا، اور میں اسے سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کے سر پر قابو پالیا ہے تو تم اسے پکڑ کر قتل کردو، ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ: وہ خوشبو میں تمھیں سونگھاؤں گا، اب وہ قلعہ سے اتر کر ان کے پاس آ گیا، اس نے خوب خوشبو لگائی ہوئی تھی، خوشبو کی مہکیں بکھر رہی تھیں، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، کہ میں نے آج تک ایسی اچھی خوشبو نہیں دیکھی، عمرو کے علاوہ باقی راوی کہتے ہیں کہ:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: میرے سامنے سب عربوں کا سردار اور عرب کا کامل ترین شخص کھڑا ہے، عمرو نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب سے کہنے لگے کہ: کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دے گا؟ اس نے کہا جی ہاں! اجازت ہے، انھوں نے اس کے سر کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھائی، (اپنے ہاتھوں سے لگی ہوئی خوشبو) پھر کعب سے کہا کہ آیا ایک دفعہ پھر آپ اجازت دیں گے، اس نے کہا ہاں اجازت ہے، جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس پر قابو پا لیا تو ساتھیوں سے کہا کہ کام کرلو، تو انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آ کر بیان کیا۔

فائدہ:

اس روایت سے بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کو قتل کیا جائے گا کیونکہ کعب بن اشرف کا سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ بد بخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زبان درازی اور سب وشتم کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ مباح الدم ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے قتل کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ: "کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگا دے فانہ قد آذی اللہ ورسولہ کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے"۔ حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ نے بھی مذکورہ روایت کی تشریح میں یہی لکھا ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے گستاخ کا خون مباح اور اس کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی ذمی اس جرم عظیم کا ارتکاب کرے تو اس کا بھی عہد ذمہ ختم اور قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے، چنانچہ مذکورہ روایت کی تشریح میں شارح بخاری علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"إن قتل ابن الأشرف هو من باب أن من آذى الله ورسوله قد حل دمه ولا أمان له يعتصم به، فقتله جائز على كل حال، لأن الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إنما قتله بوحي من الله وإذن في قتله، فصار ذلك أصلاً في جواز قتل من كان لله ولرسوله حربا۔"

شرح الصحيح للبخاري، كتاب الجهاد، ج:٥، ص:١٨٨۔

ترجمہ: کعب ابن اشرف کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کواذیت دی تھی، جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہوگیا تھا، اور اسے کوئی امان حاصل نہ رہا، جسکی وجہ سے وہ محفوظ رہتا تو اس کوقتل کرنا ہر حال میں جائز تھا، کیونکہ آپ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق قتل کرایا، لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کرنا جائز ہے۔

نکتہ:

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ ابن اشرف کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کواذیت دی تھی، اور یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا آپ کو اذیت دینا ہے جس کی تصریح حضرات فقہاء ومحدثین نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:"الساب مؤذوالمؤذی کافر"کہ گستاخی کرنے والا موذی ہے، اوراذیت دینے والا کافر ہے۔لہٰذا جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا وہ قتل کا مستحق ہوگا۔

اسی طرح مذکورہ روایت کی تشریح کرتے ہوئے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"قوله :من لكعب بن الأشرف؟جوازقتل من سب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولوكان ذاعهد خلافالأبى حنيفة كذاقال،وليس متفقاعليه عند الحنفية"

فتح الباری،باب الرهن مركوب ومحلوب،ج:٥،ص:١٤٣۔

ترجمہ: آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ کون کعب بن اشرف کا ذمہ لیتا ہے؟ گستاخ رسول کے قتل کا جواز ہے، اگرچہ وہ ذمی کیوں نہ ہو، برخلاف امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے (کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ذمی کوقتل نہیں کیا جائیگا) لیکن یہ قول احناف کا متفق علیہ نہیں ہے۔

نکتہ:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جن کا علم وفضل اور تفقہ فی الحدیث روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، وہ

بھی مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے لئے قتل کی سزا کے جواز کو ثابت کر رہے ہیں، باقی حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اگر توہین رسالت کرنے والا ذمی ہو تو اسے قتل نہیں کیا جائیگا تو خود حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ قول احناف کا متفق علیہ نہیں ہے۔ چنانچہ فقہاءِ احناف کے بہت سے جلیل القدر حضرات جن میں علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساطین علم شامل ہیں، ان کا قول یہ ہے کہ ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اور اس توہین رسالت کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ باقی اس مسئلہ کی مزید وضاحت آگے مستقل عنوان کے تحت تفصیل سے آئے گی۔ ان شاء اللہ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ واقعہ سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"قال السهيلي رحمة الله عليه في قوله من لكعب بن الأشرف فإنه قد آذى الله ورسوله، جواز قتل من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وإن كان ذاعهد خلافا لأبي حنيفة فإنه لايرى بقتل الذمي في مثل هذا، قلت من أين يفهم من الحديث جواز قتل الذمي بالسب؟ أقول هذا بحثاً ولكن أنا معه في جواز قتل الساب مطلقاً"

عمدة القاري، كتاب الرهن في الحضر، باب الرهن مركوب ومحلوب، ج:١٩، ص:٤٣٨۔

ترجمہ: علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "من لكعب بن الأشرف فإنه قد آذى الله ورسوله" (کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگادے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے) میں گستاخ رسول کے قتل کرنے کا جواز ہے اگر چہ وہ ذمی کیوں نہ ہو برخلاف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ گستاخی کی وجہ سے ذمی کے قتل کے قائل نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ سے یہ بات کہاں سے سمجھی کہ گستاخی کی وجہ سے ذمی کو قتل کیا جائے گا، یہ ایک مستقل بحث ہے البتہ میں علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بات سے متفق ہوں کہ مطلقاً گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس مذکورہ بالا روایت کوذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

”فإنه جعل مطلق أذى الله تعالىٰ ورسوله موجبالقتل رجل معاهد ومعلوم أن سب الله وسب رسوله أذى لله ولرسوله۔“

الصارم المسلول،ص:٦٣۔

ترجمہ:جب کوئی معاہدآدمی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کواذیت دے تو آپ ﷺ نے علی الاطلاق اس کے اس اذیت دینے کواس کے قتل کاموجب قرار دیا ہے۔اور یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کوسب وشتم کرنا اللہ اور اس کے رسول کواذیت دینا ہے۔لہٰذا سب وشتم کرنے والے کوبھی قتل کیا جائے گا۔

4 ......**﴿عن أبی برزة رضی الله عنه قال :كنت عند أبی بكررضی الله تعالىٰ عنه فتغيظ علی رجل فاشتد عليه،فقلت:أتأ ذن لی يا خليفة رسول الله !أضرب عنقه؟ قال :فأذهبت كلمتی غضبه، فقام فدخل ، فأرسل إلی فقال ماالذی قلت آنفا؟قلت:ائذن لی أضرب عنقه، قال :أكنت فاعلا لوأمرتك ؟ قلت :نعم!قال :لا! والله! ماكانت لبشر بعد محمد صلی الله تعالىٰ عليه وسلم۔“﴾**

سنن أبی داؤد، كتاب الحدود،باب الحكم فيمن سب النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم،ص:١٥٤١،رقم الحديث:٤٣٦٣۔

ترجمہ:حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ انھیں ایک شخص پر بہت سخت غصہ آیامیں نے عرض کیایاخلیفۃ رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اڑادوں،حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس بات سے آپ کاغصہ ٹھنڈاہوگیا،پھروہاں سے اٹھے اوراندر تشریف لے گئےاور مجھے بلایا،اورفرمایا کہ ابھی ابھی آپ نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: میں نے عرض کیا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ اس شخص کی گردن اڑادوں آپ نے فرمایا: کہ اگر میں تمھیں اجازت دے دیتا تو آپ ایسا کرتے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں!

آپ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! یہ صرف محمد ﷺ کا حق ہے، آپ کے بعد کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں۔

فائدہ:

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی نظریہ تھا کہ گستاخِ رسول کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ جب حضرت ابو برزۃ رضی اللہ عنہ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تھی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انہیں منع فرمایا کہ یہ صرف نبی کریم ﷺ کا حق ہے، یعنی صرف نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کے گستاخ کا یہ حکم نہیں۔ حضرات محدثینِ کرام رحمہم اللہ نے بھی اس روایت سے اسی بات پر استدلال فرمایا ہے کہ توہینِ رسالت کے مرتکب کی سزا صرف اور صرف موت ہے، چنانچہ مذکورہ روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وقد استدل به على جواز قتل ساب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جماعة من العلماء منهم أبو داؤد وإسماعيل بن إسحاق القاضي وأبو بكر عبدالعزيز والقاضي أبو يعلىٰ وغيرهم من العلماء رحمهم الله تعالىٰ، وذلك لأن أبابرزة لما رأى الرجل قد شتم أبابكر رضي الله تعالىٰ عنه وأغلظ له حتى تغيظ أبو بكر رضي الله تعالىٰ عنه استأذنه في أن يقتله بذلك، وأخبره أنه لو أمره لقتله، فقال أبو بكر رضي الله تعالىٰ عنه ليس هذا لأحد بعد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔" الصارم المسلول، ص:۷۷۔

ترجمہ: علماء کی ایک جماعت نے جن میں امام ابوداود، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابوبکر عبدالعزیز اور قاضی ابویعلیٰ رحمہم اللہ جیسے حضرات شامل ہیں اس روایت سے گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت

ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو دیکھا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گالی دے رہا تھا، جسکی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غصہ ہو گئے، تو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی، اور بتایا کہ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اسے قتل کروں گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جاتا ہے۔

پھر آگے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ حکم کافر اور مسلمان دونوں کا ہے، یعنی گستاخی کرنے والا کافر ہو یا مسلمان بہر صورت دونوں کو ہی قتل کیا جائے گا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وهذا الحديث يفيد أن سبه في الجملة يبيح القتل ويستدل بعمومه على قتل الكافر والمسلم۔" الصارم المسلول، ص: ۷۷۔

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا گستاخ کے قتل کو مباح کرتا ہے اور اس حدیث کے عموم سے مسلمان اور کافر دونوں کے قتل کا استدلال کیا جائے گا۔

اسی طرح مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے خارج از اسلام ہونے پر استدلال کرتے ہوئے علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "المحلیٰ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فبين أبو بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه أنه لا يقتل من شتمه، ولكن يقتل من شتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وقد علمنا أن دم المسلمين حرام، إلا بما أباحه الله تعالىٰ به، ولم يبحه الله تعالىٰ قط إلا فى الكفر بعد الإيمان أو زنى المحصن، أو قود بنفس مؤمنة، أو فى المحاربة وقطع الطريق أو فى المدافعة عن الظلمة أو فى الممانعة من حق، أو فى حد فى الخمر ثلاث مرات ثم شربها الرابعة فقط۔ وقد علمنا أن من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فبيقين ندرى أنه لم يزن ولا شرب خمرا ولا قصد ظلم

مسلم ولاقطع طریقافلم یبق إلاأنه عند أبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه کافر۔"

المحلی بالآثار لابن الحزم،مسائل التعزیر ومالاحد فیه، باب حکم من سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أو اللّٰہ تعالیٰ، ج:۱۱،ص:۴۰۹۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کی وضاحت کردی کہ اسے گالی دینے کی وجہ سے کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کا خون بہانا حرام ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے مباح ٹھہرایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مباح نہیں کیا ہے مگر ایمان لانے کے بعد کفر کرنے کی صورت میں، یا شادی شدہ آدمی کے زنا کرنے کی صورت میں، یا کسی مومن نفس کے قصاص کی صورت میں، یا لڑائی اور ڈاکہ کی صورت میں، یا ظلم سے دفاع کرنے کی صورت میں، یا حق کو روکنے کی صورت میں، یا تین مرتبہ شراب پینے کے بعد چوتھی مرتبہ شراب پینے کی صورت میں، (یعنی ان مذکورہ صورتوں میں خون بہانا اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے۔) اور یہ بات بھی ہمیں یقین سے معلوم ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا نہ زنا کرتا ہے، نہ شراب پیتا ہے، نہ کسی مسلمان پر ظلم کا قصد کرتا ہے اور نہ ہی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ (یعنی وہ یہ مذکورہ کام نہیں کرتا جن کی وجہ سے اس کا خون مباح ہو جائے) لہٰذا یہی بات رہ گئی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں کافر ہے۔ (یعنی گستاخی کرنے سے وہ کافر ہو گیا اور اس کفر بعد الایمان کی وجہ سے اس کا خون مباح ہو گیا۔

5 ......﴿عن علی بن أبی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یقول :قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم :من سب نبیاقتل ، ومن سب أصحابه جلد۔﴾

السیف المسلول،ص:۱۱۸۔

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص نبی کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا، اور جو شخص نبی کے صحابہ کو برا بھلا کہے اسے کوڑے لگائے جائیں گے''۔

فائدہ:

مذکورہ روایت اس بات میں بالکل صریح ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے، اگر چہ اس روایت کو محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے، لیکن ہمارا استدلال صرف اس پر موقوف نہیں، بلکہ ہم نے صرف اسے تائیداً ذکر کیا ہے، اور اس کے موید ہونے سے ان کار نہیں ہوسکتا، چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "الصارم المسلول" میں ایک جگہ علامہ واقدی رحمہ اللہ کی روایت بطورِ تائید ذکر فرمائی ہے، جو کہ بالاتفاق ضعیف فی الحدیث ہے، اور پھر فرمایا ہے کہ:
"إنما ذكرناه للتقوية والتوكيد وهذا مما يحصل ممن هو دون الواقدی رحمة الله عليه" (کہ ہم نے واقدی رحمہ اللہ کی روایت کو صرف تقویت اور تاکید کے لئے ذکر کیا ہے، اور یہ کام (یعنی ضعیف روایت کو بطورِ تائید وتقویت ذکر کرنا) ان لوگوں کی روایات سے بھی لیا جاسکتا ہے جو واقدی رحمہ اللہ سے بھی زیادہ ضعیف ہوں۔)

الصارم المسلول، ص: ۸۰۔

جب علامہ واقدی کی روایت مؤید بن سکتی ہے تو ہماری ذکر کردہ روایت تو بطریق اولیٰ مؤید بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔وھو المطلوب

6 ......﴿ابن عدی رحمہ اللہ نے "الکامل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسماء بنت مروان کا قصہ ذکر فرمایا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

هجت امرأة من خطمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال من لی بها؟ فقال رجل من قومها أنا یارسول الله! فنهض فقتلها، فأخبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فقال: لا ینتطح فیها عنزان۔﴾ الکامل لابن عدی، ج:٦، ص:٢١٥٦۔

ترجمہ: قبیلہ خطمہ کی ایک عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "کون ہے جو اس عورت سے میرا بدلہ لے؟ اس عورت کے قبیلہ والوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: یارسول اللہ! میں آپ کا بدلہ لوں گا، پس وہ اٹھا اور اس عورت کو قتل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: لاینتطح فیھا عنزانمعنی ”یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس میں نزاع واختلاف کی کوئی گنجائش نہیں“

دوسرے مقامات پر یہ روایت تفصیل سے آئی ہے، اور وہاں یہ صراحت ہے کہ یہ آدمی جس نے عورت کو قتل کیا تھا، حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ تھے، اور یہ بھی صراحت آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر مسرت کا اظہار فرمایا تھا، چنانچہ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مغازی میں یہ روایت ذکر کی ہے اور اس میں ہے کہ جب حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے اس عورت کو قتل کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ: ”إذا أحببتم أن تنظروا إلى رجل نصر اللہ ورسوله بالغيب فانظروا إلى عمير بن عدي۔“ (اگر تم ایسے آدمی کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے غائبانہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کی طرف دیکھو۔)

فائدہ:

یہ روایت بھی ہمارے مدعا پر صراحت سے دلالت کرتی ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس گستاخ عورت کی طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہ مبذول کروا کر ارشاد فرمایا کہ: ”من لی بها؟“ کون ہے جو عورت سے میرا بدلہ لے؟ اور پھر جب حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ خوشی کا اظہار فرمایا، بلکہ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار کا لقب دیا، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ گستاخ رسول قتل کا مستحق ہے، بلکہ اسے موت کی نیند سلانے والا بھی بڑا ہی سعادت اور خوش نصیب ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی اس واقعے سے یہی حکم ثابت کیا ہے کہ توہینِ رسالت کے مجرم کی سزا موت ہے، چنانچہ اسی مذکورہ روایت کو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”الصارم المسلول“ میں ذکر کیا ہے، اور انھوں نے اس روایت پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، چنانچہ وہ ایک جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”وجه الدلالة أن هذه المرأة لم تقتل إلا لمجرد أذى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهجوه، وهذا بين في قول ابن عباس رضي

اللہ تعالیٰ عنہ ہجت امرأۃ من خطمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، فقال :من لی بہا؟ فعلم أن ماندب إلیہا لأجل ہجوہا۔"

الصارم المسلول،ص: ۸۰۔

ترجمہ:مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے لئے سزائے موت پر وجہ دلالت یہ ہے کہ اس عورت کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ:وہ آپ ﷺ کو اذیت دیتی تھی ، اور آپ ﷺ کے خلاف بدگوئی کرتی تھی،اور یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف ظاہر ہے،جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:قبیلہ خطمہ کی ایک عورت نے آپ ﷺ کے خلاف بدگوئی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس سے میرا بدلہ لے لے؟ تو اس سے یہ معلوم ہوگئی کہ آپ ﷺ نے اس کی بدگوئی کی وجہ سے اس کی طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متوجہ کیا۔

اسی طرح مشہور فقیہ اور محدّث امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''کتاب الاموال'' میں مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کیا جائیگا، کیونکہ اس یہودی عورت کو صرف اس بناء پر قتل کیا گیا کہ وہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتی تھی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"وکذلک کانت قصۃ عصماء الیہودیۃ إنما قتلت لشتمہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔" کتاب الأموال ،ج:۲،ص:۱۹٤۔

ترجمہ:اور اسی طرح عصماء یہودیہ کا قصہ بھی ہے،جس کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔

7 ......﴿عن أبی إسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی أبی رافع الیہودی رجالا من الأنصار،فأمر علیہم عبداللہ بن عتیک،وکان أبورافع یؤذی رسول اللہ ویعین علیہ،وکان فی حصن لہ بأرض الحجاز،فلمادنوا منہ وقدغربت الشمس وراح الناس بسرحہم، فقال عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :لأصحابہ،اجلسوا مکانکم،فإنی

منطلق ومتلطف للبواب، لعلى أن أدخل، فاقبل حتى دنامن الباب، ثم تقنع بثوبه كأنه يقضى حاجة، وقد دخل الناس،فهتف به البواب ياعبدالله!إن كنت تريد أن تدخل فادخل فإنى أريد أن أغلق الباب،فدخلت فكمنت،فلمادخل الناس أغلق الباب،ثم علق الأغاليق على ود،قال فقمت إلى الأقاليد فأخذتها ، ففتحت الباب وكان أبورافع يسمر عنده، وكان فى علالى له، فلماذهب عنه أهل سمره صعدت إليه، فجعلت كلما فتحت بابا أغلقت على من داخل،قلت إن القوم نذروا بى لم يخلصوا إلى حتى أقتله ، فانتهيت إليه،فإذا هوفى بيت مظلم،وسط عياله،لاأدرى اين هومن البيت،فقلت ياأبارافع!فقال:من هذا؟ فاهويت نحوالصوت،فاضربه ضربة بالسيف ، وأنا دهش ، فما أغنيت شيئا،وصاح،فخرجت من البيت،فامكث غيربعيد،ثم دخلت إليه ، فقلت ماهذا الصوت ؟ يا أبارافع!فقال: لأمك الويل!إن رجلافى البيت ضربنى قبل بالسيف ، قال فأضربه ضربة أثخنته ولم أقتله،ثم وضعت ضبيب السيف فى بطنه حتى أخذ من ظهره، فعرفت أنى قتلته،فجعلت أفتح الأبواب بابا باباحتى انتهيت إلى درجة له، فوضعت رجلى وأناأرى أنى قدانتهيت إلى الأرض فوقعت فى ليلة مقمرة، فانكسرت ساقى ، فعصبتها بعمامة،ثم انطلقت حتى جلست على الباب،فقلت لاأخرج الليلة حتى أعلم أقتلته؟ فلماصاح الديك،قام الناعى على السور، فقال :أنعىٰ أبارافع،تاجرأهل الحجاز،فانطلقت إلى أصحابى، فقلت :النجاء، فقدقتل الله أبارافع،فانتهيت إلى النبى صلى الله عليه وسلم فحدثته فقال: لى،ابسط رجلك،فبسطت رجلى،فمسحها،فكأنهالم

أشتکھا قط۔﴾

صحیح البخاری، کتاب المغازی،باب قتل أبی رافع،ص: ۳۳۰،رقم الحدیث:۴۰۳۹۔

ترجمہ:ابواسحاق حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے ابورافع یہودی کی طرف انصار کے کچھ لوگوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک (رضی اللہ عنہ) کوان پر امیر مقرر فرمایا،ابورافع آپ ﷺ کواذیت دیتا اور آپ ﷺ کے خلاف آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا،اوروہ حجاز کی سرزمین پر اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا،جب یہ صحابہ اس کے قریب ہو گئے تو سورج غروب ہو چکا تھا،اورلوگ شام کوواپس آرہے تھے،حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھواور میں چلتا ہوں اورقلعہ کے دربان کے لئے کوئی حیلہ کرتا ہوں شاید کہ میں قلعہ میں اندرداخل ہوسکوں تو آپ آگے بڑھے، یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے، اوراپنے اوپر کپڑے(چادر) کو لپیٹا، (اور یوں بیٹھ گئے) گویا قضائے حاجت کررہے ہیں،اورلوگ داخل ہو چکے تھے،دربان نے آپ کوآواز دی کہ:اے اللہ کے بندے!اگرتواندرداخل ہونا چاہتا ہے توداخل ہوجا میں دروازہ بند کرنے والا ہوں، پس میں داخل ہوااورچھپ گیا پھر جب لوگ سارے داخل ہو گئے تودربان نے دروازہ بند کیا اورچابیاں ایک کیل کے ساتھ لٹکادیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا چابیاں لیں اوردروازہ کھولا اورابورافع کے پاس رات کوقصہ گوئی ہوتی تھی،اوروہ بالائی منزل میں تھا،پس جب اس کے پاس سے قصہ گوئی کرنے والے رخصت ہو گئے تو میں اس کی طرف چڑھا،میں جوبھی دروازہ کھولتا اس کواندر کی طرف سے اپنے پیچھے بند کردیتا تھا میں نے دل میں کہا اگر یہ لوگ مجھ پر مطلع بھی ہو گئے،تو مجھ تک ان کے پہنچنے سے پہلے ہی میں اس کوقتل کرسکوں،جب میں اس تک پہنچ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے گھر والوں کے درمیان سویا ہوا تھا،اور یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کمرے میں کہاں ہے؟ میں نے آواز دی کہ اے ابورافع!وہ کہنے لگا کہ کون ہے؟ پس میں اس کی آواز کی طرف گیا اور تلوار سے اس کوایک ضرب لگائی، میں حیران تھا کہ کوئی کام نہ کرسکا،اس نے ایک چیخ

ماری، تو میں کمرے سے نکل گیا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد دوبارہ داخل ہو گیا اور خیر خواہانہ انداز میں کہا کہ اے ابورافع یہ آواز کیسی تھی؟ وہ کہنے لگا کہ تیری ماں کے لئے ہلاکت ہو! ابھی کچھ دیر پہلے کمرے میں مجھے کسی نے تلوار سے مارا ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار کا دوسرا وار کیا، یہاں تک کہ میں نے اس کو خون آلود کیا، لیکن قتل نہ کر سکا، پھر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ میں گھونپ دی یہاں تک کہ اس کی کمر کو کاٹتے ہوئے نکل گئی، پس میں نے جان لیا کہ میں اس کو قتل کر چکا ہوں، میں ایک ایک دروازہ کھولتا گیا یہاں تک کہ میں سیڑھی پر پہنچ گیا، میں نے سمجھا شاید میں زمین تک پہنچ چکا ہوں، میں چاندنی رات میں گر گیا، اور میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میں نے ٹوٹے ہوئے پاؤں کو عمامہ سے باندھا، پھر میں چلا یہاں تک کہ قلعہ کے دروازے پر بیٹھ گیا، اور میں نے کہا کہ رات کو نہیں جاؤں گا جب تک کہ صبح خود اس کی موت کی آواز نہ سنوں، جب صبح ہو گئی اور مرغ نے آذان دی، تو موت کا پیغام سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ: میں ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں جو کہ اہل حجاز کا تاجر تھا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، اور ان سے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو ہلاک کر دیا پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا، اور آپ کے سامنے سارا واقعہ عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنا پاؤں پھیلاؤ! میں نے پاؤں پھیلایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے مسح فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت کی وجہ سے ایسا ٹھیک ہو گیا گویا اس میں کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

فائدہ:

مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بہر حال ابورافع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا پا کر ہمیشہ کے لئے جہنم میں گیا۔" توہین رسالت، ص:۳۱۔

اسی طرح اس روایت کو حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الصارم المسلول" میں ذکر کرنے کے بعد اس پر کافی مفصل و مدلل گفتگو فرمائی ہے جس سے کئی سارے احکامات کا

استنباط ہوتا ہے، ذیل میں اس سے چند اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں:

سب سے پہلے امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کے لئے عنوان ہی ایسا اختیار کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گستاخِ رسول کو قتل کیا جائے گا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"وممن ذكر أنه قتل لأجل أذى النبي صلى الله عليه وسلم أبورافع بن أبي الحقيق اليهودي۔" الصارم المسلول، ص:١١٦۔

ترجمہ: اور ان لوگوں میں سے ایک ابو رافع بن ابی الحقیق یہودی بھی ہے، جس کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا تھا۔

اور ہم پہلے ہی امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں کہ: الساب مؤذ والمؤذی کافر کہ گستاخی کرنے والا اذیت دینے والا ہے اور اذیت دینے والا کافر ہے۔

السيف المسلول، ص:١٠٦۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس کافر کو قتل کرنے کا ارادہ فرماتے تھے جو توہینِ رسالت کا مرتکب ہوتا تھا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"فهذه الأحاديث كلها تدل على أن من كان يسب النبي صلى الله عليه وسلم ويؤذيه من الكفار فإنه كان يقصد قتله، ويحض عليه لأجل ذلك، وكذلك أصحابه بأمره يفعلون ذلك۔"

الصارم المسلول، ص:١١٨۔

ترجمہ: یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار میں سے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قتل کا ارادہ فرماتے اور اس توہینِ رسالت اور اذیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس کے قتل کی ترغیب دیتے، اور اسی طرح آپ کے صحابہ بھی آپ کے حکم سے یہ کام کر جاتے تھے۔

مزید گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گستاخِ رسول کے قتل کا سبب صرف توہینِ رسالت ہے، کیونکہ جب کوئی حربی کافر اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے قتل کرنا متعین ہے، اب دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسے اس وجہ سے قتل کیا جاتا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے اور دوسری یہ کہ اسے اس وجہ سے قتل کیا جائے گا کہ وہ حربی کافر ہے، لیکن ان

میں سے دوسری صورت تو باطل ہے لہٰذا پہلی ہی صورت متعین ہے کہ گستاخ رسول کو توہین رسالت ہی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا، اور جب حربی کو قتل کرنا متعین ہے تو ذمی اور مسلمان کو تو بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"فإذا تقرر بماذكرناه من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيرة أصحابه وغير ذلك أن الساب للرسول يتعين قتله، فنقول إنما يكون تعيين قتله لكونه كافرا حربيا، أو للسب المضموم إلى ذلك والأول باطل، لأن الأحاديث نص في أنه لم يقتل لمجرد كونه كافرا حربيا، بل عامتها قد نص فيه على أن موجب قتله إنما هو السب، فنقول إذا تعين قتل الحربي لأجل أنه سب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكذلك المسلم والذمي أولىٰ۔"

الصارم المسلول، ص: ۱۲۷۔

ترجمہ: جب ماقبل میں ہمارے ذکر کردہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مطہرہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے قتل ہونا متعین ہے، تو اب ہم کہتے ہیں کہ اس گستاخ رسول کے لئے اس قتل کا متعین ہونا یا تو اس وجہ سے ہے کہ وہ حربی کافر ہے، یا اس وجہ سے کہ اس نے حربی کافر ہونے کے ساتھ ساتھ توہین رسالت کا بھی ارتکاب کیا ہے پہلی صورت یعنی گستاخ کو صرف اس وجہ سے قتل کیا جائے کہ وہ حربی کافر ہے یہ تو باطل ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں صراحت آئی ہے کہ صرف حربی کافر ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، بلکہ تمام احادیث اس بات پر صریح ہیں کہ اس کے قتل کا موجب صرف توہین رسالت ہے، اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جب گستاخی کرنے کی وجہ سے ایک حربی کافر کے لئے قتل ہونا متعین ہے تو اگر اس فعل قبیح کا ارتکاب کوئی ذمی یا العیاذ باللہ کوئی مسلمان کرے تو اسے تو بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔

آخر میں امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں کہ:

"وقد ثبت بالسنة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يأمر بقتل

السابِّ لأجل السب فقط" الصارم المسلول، ص:۱۲۷۔

ترجمہ: اور تحقیق یہ بات سنت مطہرہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ گستاخ رسول کے قتل کا حکم صرف اس کی گستاخی کرنے کی وجہ سے دیتے تھے۔

8 ...... ﴿قال الواقدی: حدثنا سعید بن محمد بن عمارة بن غزية وحدثناه أبو مصعب إسماعيل بن مصعب بن إسماعيل بن زيد بن ثابت عن أشياخه قالا إن شيخا من بني عمرو بن عوف يقال له: أبو عفك، وكان شيخا كبيرا قد بلغ عشرين ومأة سنة حين قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة وكان يحرض على عداوة النبي صلى الله عليه وسلم ولم يدخل في الإسلام فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى بدر ظفره الله بما ظفره، فحسده وبغىٰ فقال: وذكر قصيدة تتضمن هجو النبي صلى الله عليه وسلم وذم من اتبعه أعظم ما فيها قوله:

فيسلبهم أمرهم راكب
حراما حلالا لشتى معا

قال سالم بن عمير علي نذر أن أقتل أبا عفك أو أموت دونه فأمهل فطلب له غرة حتى كانت ليلة صائفة فنام أبو عفك بالفناء في الصيف في بني عمرو بن عوف، فأقبل سالم بن عمير فوضع السيف على كبده حتى خش من الفراش، وصاح عدو الله فثاب إليه أناس ممن هم على قوله، فادخلوه منزله، وقبروه وقالوا من قتله؟ والله لو نعلم من قتله لقتلناه﴾

المغازی للعلامة الواقدی رحمة الله علیه، ج:۱، ص:۱۷٤۔

ترجمہ: بنو عمرو بن عوف میں ابوعفک نامی ایک بوڑھا تھا، اور وہ بہت عمر رسیدہ ہو چکا تھا، جس وقت حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس برس

تک پہنچ چکی تھی، اس نے اسلام قبول نہیں کیا، اور لوگوں کو آپ ﷺ کی دشمنی پر ابھارتا تھا، جب آپ ﷺ بدر کو تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کامیابی اور کامرانی سے سرفراز فرمایا تو اس ابوعفک کو اس سے بہت حسد ہوا، اور وہ سرکشی کرنے لگا، اور اس نے بدنام زمانہ قصیدہ کی صورت میں انتہائی بدگو ہفوات بکیں، اس کا یہ قصیدہ آپ ﷺ کی توہین اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت پر مشتمل تھا، اس قصیدہ میں اس نے جو سب سے قبیح بات کی ہے وہ یہ ہے:

فیسلبھم أمر ھم راکب

حراما حلالا لشتی معا

''ان کا معاملہ ایک ایسے سوار کے ہاتھ میں ہے کہ جس کے ساتھ حرامی وحلالی سب جمع ہیں''

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے نذر مانتا ہوں کہ میں ابوعفک کو قتل کروں گا یا خود مر جاؤں گا، پھر وہ موقع کی تلاش میں رہنے لگے یہاں تک کہ ایک رات گرمی تھی، اور ابوعفک گرمی میں قبیلہ بنوعمرو بن عوف میں گھر کے صحن میں سویا ہوا تھا حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کے بدبخت کے جگر پر تلوار رکھ کر اس کو اتنے زور سے دبایا کہ تلوار مخصوص آواز دیتی ہوئی بستر سے پار ہوگئی۔ اور یہ اللہ کا دشمن ایک زوردار چیخ مارتے ہوئے جہنم رسید ہوا، اس کے حمایتی اس کی طرف دوڑتے ہوئے بڑھے، اور اسے گھر لے جا کر دفن کیا اور کہا اسے کس نے قتل کیا ہے؟ بخدا اگر ہمیں اس کے قاتل کا پتہ معلوم ہو جائے تو ہم اسے ضرور قتل کر ڈالیں گے۔

فائدہ:

اس روایت سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی نظریہ تھا کہ گستاخ رسول کو قتل ہی کیا جائے گا، لیکن اس واقعہ سے جو ایک خاص بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ابوعفک کے قتل کی نذر مانی تھی، جس سے مندرجہ ذیل دو اہم نکات ثابت ہوتے ہیں:

ا...... گستاخ رسول کو قتل کرنا جائز ہے، کیونکہ اگر جائز نہ ہوتا تو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی نذر نہ مانتے، کیونکہ ناجائز کام کی نذر ماننا شرعاً درست نہیں ہوتا۔

۲...... گستاخ رسول کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ عبادت بھی ہے، کیونکہ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق نذر عبادت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ غیر اللہ کی نذر ماننا جائز نہیں، کیونکہ عبادت صرف اللہ ہی کی ہے نہ کہ غیر اللہ کی بھی، لہٰذا جب حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے ابوعفک ملعون کے قتل کی نذر مانی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخِ رسول کو قتل کرنا عبادت ہے۔ بالخصوص جب کہ اس فعل کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر بھی حاصل ہے۔" اور یہ بات فن مصطلح الحدیث میں اپنی جگہ ثابت شدہ ہے کہ تقریر نبی مستقل حجت ہے۔"

امام تیمیہ رحمہ اللہ "الصارم المسلول" میں مذکورہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"وهذا فيه دلالة واضحة على أن المعاهد إذا أظهر السب ينقض عهده ويقتل غيلة لكن هو من رواية أهل المغازی، وهو يصلح أن يكون مؤيدا مؤكدا بلاتردد۔"

الصارم المسلول، ص: ۸۵۔

ترجمہ: اور مذکورہ روایت میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ معاہد جب توہین رسالت کرتا ہے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے موقع پاتے ہی قتل کیا جائے گا، اگرچہ یہ روایت اہل مغازی کی ہے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ موید و موکد بن سکتی ہے۔

نکتہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں ایک شبہہ کا ازالہ بھی فرمایا ہے کہ مذکورہ روایت امام واقدی نے ذکر کی ہے جو محدثین کے ہاں ضعیف ہے، اور ضعیف روایت سے استدلال نہیں ہو سکتا، اس شبہہ کا ازالہ کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے یہ روایت صرف تائید اً ذکر کی ہے، اور ضعیف روایت بلاتردد موید بن سکتی ہے، اور یاد رہے کہ اصل مدعی کو ہم بھی آیات مبارکہ اور صحیح روایات سے ثابت کر چکے ہیں، اور امام واقدی رحمہ اللہ کی روایات ہم نے بھی بطور تائید ذکر کی ہیں۔ لہٰذا واقدی رحمہ اللہ کو لے کر ہم پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

9 ...... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے واقدی رحمہ اللہ کے حوالہ سے انس بن زنیم الدیلی کا واقعہ تحریر فرمایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

حديث أنس بن زنيم الديلى وهومشهورعندأهل السيرة،وذكره ابن إسحاق والواقدى وغيرهماقال الواقدى بحدثنى عبدالله بن عمروبن زهيرعن محجن بن وهب قال :كان آخرماكان بين خزاعة وبين كنانة أن أنس بن زنيم الديلى هجارسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، فسمعه غلام من خزاعة ، فوقع به فشجه فخرج إلى قومه،فأراهم شجته فثارالشرمع ماكان بينهم وماتطلب بنوبكرمن خزاعة من دمائها۔قال الواقدى رحمة الله عليه بحدثنى حزام بن هشام الكعبى عن أبيه قال :وخرج عمروبن سالم الخزاعى فى أربعين راكبامن خزاعة يستنصرون رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ويخبرونه بالذى أصابهم وذكرقصة فيهاإنشاد القصيدة التى أولها:

ألـلهـم إنـى نـا شـد مـحـمـد ا

قال :فلما فرغ الركب قالوا يارسول الله!إن أنس بن زنيم الديلى قدهجاك،فندررسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دمه،فبلغ ذلك أنس بن زنيم الديلى فقدم معتذراإلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ممابلغه عنه،فقال وذكرقصيدة فيهامدح لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أولها:

أنـت الـذى تهـدى مـعـد بـأ مـره

قال الواقدى رحمة الله عليه أنشدنيهاحزام، وبلغت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قصيدته هذه،واعتذاره وكلمه نوفل بن معاوية الديلى فقال يارسول الله!أ نت أولى الناس بالعفو،ومن منالم يعادك ولم يؤذك؟ ونحن فى جاهلية لاندرى مانأخذ وماندع حتى هدانالله بك ،وأنقذنابك من الهلك وقد كذب عليه الركب

وأكثروا عندك فقال :دع الركب عنك! فإنالم نجد بتهامة أحدا من ذی رحم قريب ولابعيد كان أبر من خزاعة،فأسكت نوفل بن معاوية ، فلما سكت قال رسول اللهﷺ قدعفوت عنه۔قال نوفل فداك أبی وأمی۔﴾

الصارم المسلول ،ص:٨٦۔

ترجمہ:اوران میں سے ایک انس بن زنیم کی حدیث بھی ہے، جوکہ علمائے سیر کے ہاں مشہور ہے،محمد بن اسحاق رحمہ اللہ اورواقدی رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیاہے،واقدی کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمرو بن زہیر نے محجن بن وہب کی روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خزاعہ اور کنانہ کے درمیان جو آخری واقعہ پیش آیاوہ یہ ہے کہ انس بن زنیم دیلی نے نبی کریم ﷺ کے خلاف زبان درازی کی جس کوقبیلہ خزاعہ کے ایک لڑکے نے سنا،اس لڑکے نے انس بن زنیم پرحملہ کیااوراس کا سرزخمی کردیا،وہ اپنے قبیلہ والوں کے پاس گیااوران کواپنازخم دکھایاپس دونوں قبیلوں کے درمیان فساد کا آغاز ہوا جبکہ پہلے ہی سے ان کے درمیان لڑائی چل رہی تھی،اور بنوبکر، بنوخزاعہ سے اپنے خون کا مطالبہ کرر ہے تھے،واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حزام بن ہشام نے اپنے والد کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی بنوخزاعہ کے چالیس سواروں کوساتھ لے کرنبی کریم ﷺ کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے نکلا،انھوں نے اس پیش آمدہ واقعہ کا تذکرہ کیااوروہ قصیدہ کہاجس کا پہلامصرہ یہ ہے:

اللهم إنی نا شد محمد ا

اور جب قافلہ والے فارغ ہوئے توانھوں نے کہا کہ:یارسول اللہ! انس بن زنیم نے آپ کی ہجوکی ہے،حضور ﷺ نے اس کے خون کو ہدرقرار دیا، جب انس بن زنیم کومعلوم ہواتووہ معذرت کرنے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ کی شان میں وہ مدحیہ قصیدہ کہاجس کا پہلامصرہ یہ ہے:

أنت الذی تهدی معد بأ مره

امام واقدی کہتے ہیں کہ حزام نے یہ قصیدہ مجھے سنایارسول کریم ﷺ کے پاس وہ قصیدہ

بھی پہنچا اور اس نے جو معذرت چاہی تھی وہ بھی پہنچی، اور نوفل بن معاویہ دیلی نے اس کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کی، چنانچہ نوفل حضور ﷺ سے کہنے لگا: یارسول اللہ! آپ سب لوگوں سے زیادہ معاف کرنے کے اہل ہیں، ہم میں سے کون ہے؟ جس نے آپ کی عداوت نہ رکھی ہو، اور آپ کو ستایا نہ ہو، دور جاہلیت میں ہمیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کیا لیں اور کیا نہ لیں، حتیٰ کہ آپ کے ذریعے سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا اور آپ کی وجہ سے ہمیں ہلاکت سے چھڑایا، قافلہ والوں نے انس بن زنیم پر جھوٹ باندھا ہے اور آپ کے پاس مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: قافلہ والوں کا ذکر چھوڑیئے، ہم نے تہامہ کی سرزمین والوں میں سے کسی دور و نزدیک کے رشتہ دار کو نہیں دیکھا جو خزاعہ سے زیادہ اطاعت شعار ہو، آپ ﷺ نے نوفل کو خاموش کرایا، جب وہ خاموش ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں نے اسے معاف کیا'' نوفل کہنے لگا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

فائدہ:

مذکورہ واقعہ سے شاتم رسول کے لئے سزائے موت پر استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"فوجه الدلالة أن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان قد صالح قریشا وهادنهم عام الحدیبیة عشر سنین ودخلت خزاعة فی عقده و کان أکثرهم مسلمین وکانوا عیبة نصح لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مسلمهم وکافرهم، ودخلت بنوبکر فی عهد قریش ، فصار هؤلاء کلهم معاهدین وهذا مماتواتر به النقل، ولم یختلف فیه أهل العلم۔

ثم إن هذا الرجل المعاهد هجا النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی ماقیل عنه، فشجه بعض خزاعة ثم أخبروا النبی صلی الله تعالیٰ علیه و سلم أنه هجاه یقصدون بذلك إغراء ه ببنی بکر فندر رسول

الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دمه أى أهدره، ولم يندر دم غيره، فلولا أنهم علموا أن هجاء النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من المعاهد ممايوجب الانتقام منه لم يفعلوا ذلك ۔ ثم إن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ندر دمه لذلك مع أن هجاء ہ كان حال العهد وهذا نص فى أن المعاهد الهاجى يباح دمه۔

ثم إنه لماقدم أسلم فى شعره ولهذا عدوه من أصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وقوله: "تعلم رسول الله"۔ "تعلّم رسول الله" "نبئ رسول الله" دليل على أسلم قبل ذلك أوهذا وحده إسلام منه، فإن الوثنى إذا قال: "محمد رسول الله" حكم بإسلامه، ومع هذا فقد أنكر أن يكون هجاالنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ورد شهادة أولئك بأنهم أعداء له لمابين القبيلتين من الدماء والحرب فلولم يكن مافعله مبيحالدمه لمااحتاج إلى شىء من ذلك۔

ثم إنه بعد إسلامه واعتذاره وتكذيب المخبرين ومدحه لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إنماطلب العفومن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من إهداردمه والعفوإنمايكون مع جوازالعقوبة على الذنب فعلم أن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان له أن يعاقبه بعد مجيئه مسلمامعتذرا، وإنماعفىٰ عنه حلماكرما۔"

الصارم المسلول، ص:٨٦-٨٧۔

ترجمہ: وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حدیبیہ والے سال دس برس کے لئے قریش کے ساتھ مصالحت کی تھی، قبیلہ خزاعہ آپ ﷺ کا حلیف بن گیا تھا ان کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے تھے، اور یہ سب کے سب خواہ کافر ہو یا مسلمان، حضور ﷺ کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ بنو بکر قریش مکہ کے حلیف بن گئے تھے، اور یہ سب لوگ آپ ﷺ کے معاہد بن گئے تھے۔ یہ بات نقل متواتر سے ثابت ہے اور اہل علم کے ہاں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں۔

پھر انس بن زنیم کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اس نے معاہد ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی ہجو کی ہے، خزاعہ کے ایک آدمی نے اس کے سر پر چوٹ ماری اور حضور ﷺ کو بتایا کہ اس نے آپ کی ہجو کی ہے، اس سے ان کا مقصد آپ ﷺ کو بنو بکر کے خلاف بھڑکانا تھا، حضور ﷺ نے اس کے خون کو ہدر قرار دیا اور اس کے علاوہ باقی کسی کے خون کو ہدر قرار نہیں دیا، اگر انھیں یہ بات معلوم نہ ہوتی کہ جب کوئی معاہد توہین رسالت کرتا ہے تو اس سے انتقام لینا واجب ہو جاتا ہے، تو وہ ایسا نہ کرتے، پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے خون کو ہدر قرار دیا، حالانکہ اس نے معاہد ہونے کی حالت میں ہجو کی تھی، لہٰذا یہ اس سلسلے میں نص ہے کہ گستاخی کی وجہ سے گستاخ کا خون مباح ہو جاتا ہے اگر چہ وہ معاہد ہی کیوں نہ ہو، اس کے بعد جب وہ حاضر ہوا تو اس نے اپنے اشعار میں اسلام لانے کا اظہار کیا اسی وجہ سے آپ کا شمار صحابہ میں کیا گیا ہے، اس کے اشعار کے یہ الفاظ "تعلم رسول الله" اور "نبئ رسول الله" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ پہلے اسلام لا چکا تھا، یا اس کا یہ کہنا اس کا اسلام لانا ہے، اس لئے کہ بت پرست جب محمد رسول اللہ کہے تو اسے مسلمان تصور کیا جائے گا، اس نے ہجو گوئی سے انکار بھی کیا، اور ان لوگوں کی شہادت کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ وہ اس کے دشمن تھے، اس لئے کہ دونوں قبیلوں کے درمیان عرصہ دراز سے جنگ وجدال جاری تھا، اگر وہ اپنی اس حرکت سے مباح الدم نہ ہوتا تو اسے اس بات کی ضرورت نہ تھی (یعنی اگر وہ اس کی طرف منسوب ہجو گوئی کی وجہ سے مباح الدم نہ ہو چکا ہوتا تو اسے اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی) پھر اس نے اسلام لانے، معذرت خواہی، مخبرین کی تردید اور حضور ﷺ کی مدح گوئی کے بعد اپنے خون کے ہدر ہونے کے سلسلے میں حضور ﷺ سے معافی طلب کی حالانکہ معافی تب دی جاتی ہے جب جرم کی سزا دینے کا جواز موجود ہو، اس سے معلوم ہوا کہ اسلام لانے اور معذرت خواہی کے بعد بھی آپ ﷺ اسے سزا دے سکتے تھے، مگر آپ ﷺ نے تحمل اور بردباری کے پیش نظر اس پر کرم نوازی فرمائی، اور اسے معاف کر دیا۔

نکتہ:

جب اس نے عذر خواہی کی اور معافی مانگی تو آپ ﷺ نے تحمل اور بردباری کے پیش نظر اس پر کرم نوازی فرمائی، اور اسے معاف فرمایا جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت میں مشیر الفاظ "حلماً کرماً" موجود ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد گستاخ رسول کو معاف کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں، آپ کی حیات میں تو آپ کو یہ حق حاصل تھا کہ اگر چاہیں تو معاف فرما سکتے تھے، لیکن آپ ﷺ کے بعد اب کسی کو یہ حق حاصل نہیں، بلکہ اب توہین رسالت کے مجرم کے لئے موت ہی متعین ہے، چاہے وہ عذر کرے یا نہ کرے چنانچہ خود امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قد كان له أن يعفو عن من سبه وليس للأمة أن تعفو عن من سبه، كما قد كان يعفو عن من سبه من المسلمين مع أنه لا خلاف بين المسلمين في وجوب قتل من سبه من المسلمين۔" الصارم المسلول، ص: ۱۸۰۔

ترجمہ: آپ ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ جو کافر آپ کی گستاخی کرتا تو آپ اگر چاہتے تو اسے معاف کر سکتے تھے، لیکن امت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ گستاخ رسول کو معاف کرے، جیسے کہ آپ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر کوئی مسلمان آپ کی گستاخی کرتا تو آپ اسے معاف کر سکتے تھے، باوجود اس کے کہ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کرے تو اسے قتل کرنا واجب ہے۔

10 ...... ﴿عن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: لما كان يوم فتح مكة آمن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم يعني الناس إلا أربعة نفر وامرأتين وسماهم، وابن أبي سرح، فذكر الحديث قال: وأما ابن أبي سرح فإنه اختبأ عند عثمان بن عفان، فلما دعى رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الناس إلى البيعة جاء به حتى أوقفه على رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فقال يا نبي الله! بايع

عبدالله، فرفع رأسه فنظر إليه ثلاثا، كل ذلك يأبى فبايعه بعد ثلاث، ثم أقبل على أصحابه فقال: "أما كان فيكم رجل رشيد" يقوم إلى هذا حيث رآني كففت يدى عن بيعته فيقتله، فقالوا ماندرى يارسول الله مافي نفسك؟ ألا أومأت إلينا بعينك؟ قال: إنه لاينبغي لنبى أن تكون له خائنة الأعين۔﴾

سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام، ص:١٤٢٢، رقم الحديث:٢٦٨٣۔

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو امان دے دیا مگر چار آدمیوں اور دو عورتوں کو امان نہیں ملا اور ان کے نام بھی لئے، اور ابن ابی سرح کا نام بھی لیا، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، اور کہا کہ یا نبی اللہ! عبداللہ کو بیعت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا اور ہر دفعہ بیعت کے اظہار سے اعراض فرمایا، تیسری دفعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیعت کر دیا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا کہ جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ کو بیعت سے روک رہا ہوں تو وہ آدمی آگے بڑھتا اور اسے قتل کر دیتا، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے یارسول اللہ! ہمیں آپ کے ارادے کا پتہ نہیں چلا، آپ ہماری طرف آنکھ سے اشارہ ہی فرمادیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا: کسی نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

فائدہ:

عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ کو ذکر کر کے اس سے گستاخ رسول کے لئے سزائے موت پر استدلال کرتے ہوئے حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"فوجه الدلالة أن عبدالله بن سعد بن أبى سرح افترى على النبى

صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم أنه كان يتمم له الوحي ويكتب له مايريدفيوافقه عليه،وأنه يصرفه حيث شاء، ويغيرماأمره به من الوحي،فيقره على ذلك،وزعم أنه سينزل مثل ماأنزل الله إذ كان قدأوحي إليه في زعمه كماأوحي إلى رسول الله صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم، وهذاالطعن على رسول الله صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم وعلى كتابه،والافتراء عليه بما يوجب الريب في نبوته قدرزائد على مجرد الكفربه والردة في الدين وهومن أنواع السب۔“

الصارم المسلول،ص:۹۲۔

ترجمہ:وجہ استدلال یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح نے حضور ﷺ پر جھوٹ باندھا کہ وہ آپ ﷺ کے لئے وحی کا اتمام کرتا ہے،اور آپ ﷺ کے لئے جو چاہتا ہے وہ لکھ لیتا ہے۔اور حضور ﷺ اس کی اس پر موافقت بھی فرماتے ہیں اور جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے،اور جس وحی کے لکھنے کا حضور ﷺ حکم فرماتے ہیں وہ اسے تبدیل کرتا ہے، اور پھر حضور ﷺ اس کے اس تغیر کو برقرار بھی رہنے دیتے ہیں اور وہ خیال کرنے لگا کہ وہ بھی عنقریب ایسا ہی کلام نازل کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں، کیونکہ اس کا گمان یہ تھا کہ اسے بھی وحی کی جاتی ہے،جیسا کہ حضور ﷺ کی طرف وحی کی جاتی ہے، اور اس کا یہ سارا کلام اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب پر طعنہ زنی تھی ، اور آپ ﷺ پر ایسا افترا کرنا جو آپ کی نبوت میں شک پیدا کرے یہ صرف کفر اور دین سے مرتد ہونے سے زیادہ جرم اور گستاخیوں کی قسموں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی گستاخی ہے۔

اسی طرح امام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ ''السیف المسلول'' میں مذکورہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

”وهؤلاء الذين أهدر النبي صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم دمهم، منهم من كان مسلمافارتدكابن أبي سرح،وانضاف إلى ردته ماحصل منه في حق النبي صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم فلذلك أهدرالنبي صلى

الله‌تعالیٰ علیه وسلم دمه حتی جاء به عثمان رضی الله‌تعالیٰ عنه واستحی النبی صلی الله‌تعالیٰ علیه وسلم فبایعه،وهوبلاشك دلیل علی قتل الساب قبل التوبة،أمابعد التوبة فسنتكلم علیه۔"

السیف المسلول،ص:۱۱۱۔

ترجمہ:اور یہ لوگ جن کا خون آپ ﷺ نے ہدر فرمایا،ان میں سے بعض وہ تھے جو اسلام لانے کے بعد دوبارہ مرتد ہو گئے جیسے ابن ابی سرح،اوراس کے مرتد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بڑا جرم یہ تھا کہ یہ آپ ﷺ کے خلاف بدگوئی کرتا تھا،اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کا خون ہدر فرمایا،یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے،تو آپ ﷺ نے حیا کی وجہ سے اسے بیعت کرلیا،اور یہ واقعہ بغیر کسی شک و شبہ کے گستاخِ رسول کے قتل کرنے پر دلیل ہے اگر وہ توبہ نہ کرے،اور اگر وہ توبہ کرے تو اس پر ہم عنقریب گفتگو کریں گے۔

نکتہ:

ابوداؤد کی مذکورہ روایت میں ابن ابی سرح کا قصہ مختصراً ذکر ہے،جبکہ دوسری روایات میں اس کی پوری تفصیل مذکورہ ہے،جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح مسلمان ہو گیا تھا، اور آپ ﷺ نے اسے کاتب وحی مقرر فرمایا تھا،پھر اس کے بعد یہ دوبارہ مرتد ہو گیا،اور مکہ مکرمہ چلا گیا،اور وہ وہاں جا کر حضور ﷺ کے خلاف بدگوئی کرنے لگا،چنانچہ یہ بدگوئی و بہتان تراشی کرتے ہوئے کہتا تھا کہ حضور (ﷺ) مجھے حکم دیتے کہ فلاں آیت کو اس طرح لکھو تو میں دوسرے الفاظ میں لکھنے کی اجازت چاہتا تو آپ اجازت دے دیتے،اور مشرکین سے کہتا تھا کہ اللہ کی قسم میں جس طرح چاہتا حضور (ﷺ) کو ادھر پھیر دیتا،وہ مجھے املاء کرواتے تھے،تو میں کہتا کہ یوں ہونا چاہئے،تو آپ کہتے کہ ٹھیک ہے،اور بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ:

"إنی لأكتب ماشئت هذا الذی كتبت یوحی إلی كمایوحی إلی محمدوإن محمدا إذا كان یتعلم منی فإنی سأنزل مثل ماأنزل الله"

الصارم المسلول ، ص : ۹۵ ۔

'' کہ میں جو چاہتا ہوں وہ لکھتا ہوں اور اس کی میری طرف وحی کی جاتی ہے، جس طرح کہ محمد کی طرف وحی کی جاتی ہے، اور جب محمد مجھ سے سیکھتا ہے تو عنقریب میں بھی ایسا کلام نازل کروں گا جس طرح کہ اللہ نے نازل کیا ہے۔''

اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ ابن ابی سرح کی طرف سے حضور ﷺ پر افتراء پردازی اور کذب بیانی تھی، چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وکذالك قوله "إنی لأصرفه کیف شئت،إنه لیأمرنی أن أکتب له الشیء فأقول له أو کذاأو کذا فیقول نعم" فریة ظاهرة ،فإن النبی صلی الله علیه وسلم کان لا یکتبه إلاماأنزله الله،ولایأمره أن یکتب قرآناً إلا ما أوحاه الله إلیه ،ولا ینصرف له کیف شاء ،بل ینصرف کما یشاء الله ۔" الصارم المسلول،ص:۹٤۔

ترجمہ: اسی طرح ابن ابی سرح کا یہ قول کہ "میں جس طرح چاہتا تو آپ ﷺ کو ادھر پھیر دیتا، آپ ﷺ مجھے حکم دیتے کہ میں آپ کے لئے وحی لکھوں تو میں کہتا کہ کیا اس کو یوں یوں کر کے لکھوں تو آپ ﷺ فرماتے کہ ہاں" تو ابن ابی سرح کا یہ قول آپ ﷺ پر صریح جھوٹ ہے کیونکہ آپ ﷺ صرف اسی چیز کو لکھواتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہوتی، اور ابن ابی سرح کو بھی صرف اسی قرآن کے لکھنے کا حکم دیتے جس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو وحی کی جاتی تھی، اور ابن ابی سرح کو اس کی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مرضی کے مطابق پھیر دیتے تھے۔

باقی اس کی مزید تفصیل میں اس وجہ سے نہیں جاتے کہ فی الحال یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔)

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا، مگر چند اشخاص ایسے تھے کہ جن کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

"اقتلوهم وإن وجدتموهم متعلقین بأستار الکعبة"

کہ تم ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو، اگر چہ یہ تمہیں غلاف کعبہ سے چمٹے ہوئے بھی ملیں (یعنی وہاں بھی ان کو نہ چھوڑو بلکہ قتل کرو) ان میں عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن

صحابہ اور عبداللہ بن ابی سرح بھی شامل تھے، عبداللہ بن ابی سرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے، فتح مکہ کے دن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گئے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا خون ہدر فرمایا ہے، آپ میری سفارش کریں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی بیعت کرلیں میں توبہ کرچکا ہوں تاکہ میری جان بخشی ہو جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کرنے لگے کہ: یارسول اللہ! اس کی ماں نے مجھے دودھ پلایا ہے اور مجھے اپنی گود میں پالا ہے۔ آپ اسے بیعت فرمالیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا اور تین مرتبہ بیعت فرمانے سے اعراض کیا بالآخر تیسری مرتبہ کے بعد حضرت عثمان کے اصرار پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کرلیا، اور پھر صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ: ''تم میں سے کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا کہ جب میں نے اس کو بیعت کرنے سے اعراض کیا تو اسی وقت اس کو قتل کر دیتا، اور علامہ واقدی نے اپنے ''مغازی'' میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مامنعکم أن یقوم رجل منکم إلی هذاالکلب فیقتله"

کہ کس چیز نے تمہیں روکا؟ کہ تم میں سے کوئی اٹھتا اور اس کتے کو قتل کردیتا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں آپ کی چاہت کا پتہ نہیں چلا، آپ ہماری طرف آنکھ سے اشارہ ہی کردیتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نبی کی آنکھ خائن نہیں ہوسکتی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح سچائی سے اسلام لے آئے۔ (اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ہی اسلام لاچکے تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''الصارم المسلول''، ص: ۹۴۔) اور سچے دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور پکے مسلمان ہوگئے رضی اللہ عنہ۔ بعد میں ان سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مصر وغیرہ کے والی اور حاکم بھی رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں افریقہ کی فتح کا سہرا انھیں کے سر رہا، اور مال غنیمت جب تقسیم ہوا تو ایک ایک شخص کے حصہ میں تین ہزار دینار آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بالکل الگ رہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں عسقلان میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کا واقعہ بھی بڑا عجیب لکھا ہے، ایک روز صبح کو اٹھے اور یہ دعا فرمائی: ''اللھم اجعل

آخـرعـمـلـي الـصـبـح" کہ اے اللہ میرا آخری عمل صبح ہی کو کر دے، اس کے بعد وضو کیا اور نماز پڑھائی، دائیں طرف سلام پھیر کر بائیں طرف سلام پھیرنا چاہتے تھے کہ روح عالم بالا کو پرواز کر گئی، رضی اللہ عنہ

الإصابة،الصارم المسلول،توهين رسالت كى شرعى سزا، بتغييرمن المؤلف۔

11 ......فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا، مگر چند بدنصیب ایسے تھے جن کو اس دن بھی معافی نہ ملی، اوران کا سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ توہین رسالت کے مرتکب تھے، چنانچہ ان کے بارے میں دربارِ رسالت سے یہ حکم صادر ہوا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کیا جائے، ان میں سے ایک ابن خطل بھی تھا، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"عن أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دخل عام الفتح وعلى رأسه المغفر، فلما نزعه جاءه رجل، فقال :إن ابن خطل متعلق بأستار الكعبة، فقال :اقتلوه۔"

صحيح البخاری، كتاب جزاء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام، ص: ١٤٥، رقم الحديث: ١٨٤٦۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود (آہنی ٹوپی) تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے غلاف سے لپٹا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اسے قتل کرو۔

فائدہ:

ابن خطل کا واقعہ اہل سیر ومغازی کے ہاں مشہور ہے، کہ یہ پہلے مسلمان تھا بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جاملا یہاں ہم پورا قصہ لکھنے کی بجائے صرف اس کا وہ جرم لکھتے ہیں جس کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"أن جرمه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم استعمله على الصدقة وأصحبه رجلا يخدمه فغضب على رفيقه لكونه لم يصنع

له طعاما أمره بصنعته فقتله، ثم خاف أن يقتل فارتد، استاق إبل الصدقة، وأنه كان يقول الشعر يهجو به رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، و يأمر جاريته أن تغنيا به فهذا له جرائم مبيحة للدم، قتل النفس، والردة، والهجا۔" الصارم المسلول، ص:١٠٦۔

ترجمہ: اس کا جرم یہ تھا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا اور اس کی خدمت کے لئے ایک آدمی اس کے ساتھ کیا، راستے میں یہ اپنے مصاحب پر غصہ ہوا کیونکہ اس نے اس کے لئے کھانا تیار نہیں کیا تھا، جبکہ اس نے اسے حکم دیا تھا، لہٰذا اس نے اسے قتل کر دیا، پھر قصاصاً قتل ہو جانے کے خوف سے مرتد ہو گیا، اور زکوۃ کے اونٹ بھی لے کر مشرکین مکہ سے جا ملا، یہ آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا، اور اپنی باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا حکم دیا کرتا تھا، پس اس کے تین ایسے جرم تھے جو اس کے خون کو مباح کرنے والے تھے، ایک خونِ ناحق، دوسرا مرتد ہونا، تیسرا آپ ﷺ کی ہجو کرنا۔

لیکن ان مذکورہ تینوں جرائم میں سے اسے صرف تیسرے جرم (آپ ﷺ کی ہجو کرنے) کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ چنانچہ خود امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"فمن احتج بقصته يقول لم يقتل لقتل النفس لأن أكثر مايجب على من قتل ثم ارتد أن يقتل قودا، والمقتول من خزاعة له أولياء، فكان حكمه لو قتل قودا أن يسلم إلى أولياء المقتول فإما أن يقتلوا أو يعفوا أو يأخذوا الدية ولم يقتل لمجرد الردة لأن المرتد يستتاب، وإذا استنظر أنظر، وهذا ابن خطل قد فر إلى البيت عائذا به طالبا للأمان تاركا للقتال ملقيا للسلاح حتى ينظر في أمره، وقد أمر النبي صلى الله عليه وسلم بعد علمه بذلك كله أن يقتل وليس هذا سنة من يقتل من مجرد الردة، فثبت أن هذا التغليظ في قتله إنما كان لأجل السب والهجاء۔" الصارم المسلول، ص:١٠٦۔

ترجمہ: اور جو حضرات ابن خطل کے قصہ سے استدلال کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ

اسے صرف قتل نفس کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، کیونکہ جو آدمی قتل کر کے مرتد ہو جائے تو اس کی زیادہ سے زیادہ سزا یہ ہے کہ اسے قصاص میں قتل کیا جائے، اور یہاں ابن خطل کے واقعے میں مقتول کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا، اور اس کے اولیاء موجود تھے، تو اگر ابن خطل کو قصاص میں قتل کیا جاتا تو اس کا حکم یہ تھا کہ اسے اولیاء مقتول کے حوالہ کیا جاتا پھر وہ یا اسے قتل کر دیتے یا معاف کر دیتے یا دیت لے لیتے۔ اسی طرح اسے صرف مرتد ہونے کی وجہ سے بھی قتل نہیں کیا گیا، کیونکہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور اگر وہ مہلت مانگے تو اسے مہلت دی جاتی ہے، اور یہ ابن خطل ہے، جو بیت اللہ کی طرف بھاگا ہے، بیت اللہ کی پناہ مانگتا ہے، امن طلب کرتا ہے، لڑائی کو چھوڑے ہوئے ہے، اسلحہ کو اتار چکا ہے تاکہ اس کے معاملے میں غور کیا جائے پھر بھی حضور ﷺ نے یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا، حالانکہ جسے ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ نہیں ہوتا، پس ثابت ہوا کہ اس کے قتل میں اس درجہ سختی کا سبب صرف گستاخی رسول اور آپ ﷺ کی ہجو کرنی تھی۔

اسی طرح امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ ''السیف المسلول'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وقتله لو كان قصاصا لسلم إلى أولياء المقتول، ولو كان ردة لأستتيب فلم يكن إلا للسب۔" السیف المسلول، ص:۱۱٤۔

ترجمہ: اگر ابن خطل کا قتل کیا جانا قصاص کی وجہ سے ہوتا تو وہ اولیاء مقتول کے حوالے کیا جاتا، اور اگر مرتد ہونے کی وجہ سے ہوتا تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا، بہر طور پر اس کا قتل صرف گستاخی ہی کی وجہ سے تھا۔

مذکورہ واقعہ سے گستاخ رسول کے لئے بطور حد سزائے موت کے متعین ہونے پر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وقد استدل بقصة ابن خطل طائفة من الفقهاء على أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من المسلمين يقتل وإن أسلم حدا۔"

الصارم المسلول، ص:۱۰۷۔

ترجمہ: ابن خطل کے واقعے سے فقہاء کرام کی ایک جماعت نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا

جائے گا (اور اس توہین کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائیگا۔) اگرچہ وہ بعد میں مسلمان بھی ہو جائے، کیونکہ یہ قتل بطور حد کے ہے۔

اسی طرح علامہ ابن بطال رحمہ اللہ ابن خطل کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وكذلك فعل فى ابن خطل يوم فتح مكة حين تعوذ بالكعبة من القتل، فأمر بقتله دون سائر الكفار، لأنه كان يكثر من سبه، وقد أمر بقتل قينتين كانتا تغنيان بسبه وانتقم لنفسه لأنه من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد كفر، ومن كفر فقد آذى الله ورسوله، وكذلك قال من لكعب بن الأشرف فإنه قد آذى الله ورسوله، فانتقم منه لذلك۔"

شرح صحيح البخارى لابن بطال، كتاب الحدود، ج:٨، ص:٤٠٦۔

ترجمہ: اور اسی طرح فتح مکہ کے دن ابن خطل کو قتل کیا جس وقت اس نے کعبہ کی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا نہ کہ اور کفار کے قتل کا، کیونکہ یہ کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتا تھا، اسی طرح دو باندیوں کے قتل کا بھی حکم دیا، کیونکہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر گایا کرتی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی انتقام لے لیا، کیونکہ جو آپ کی گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جس نے کفر کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف یہودی کے بارے میں فرمایا: کون ہے جو اسے ٹھکانے لگا دے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے، اور اس وجہ سے اس سے انتقام لیا۔

12 ......﴿قال موسى بن عقبة فى مغازيه عن الزهرى وأمرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكفوا أيديهم فلا يقاتلوا أحدا إلا من قاتلهم وأمر بقتل أربعة نفر، قال وأمر بقتل قينتين لابن خطل تغنيان بهجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال وقتلت إحدى القينتين وكمنت الأخرىٰ حتى استؤمن لها۔﴾

الصارم المسلول، ص:٩٩۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مغازی میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قتال کرنے سے منع فرمایا، صرف ان لوگوں سے قتال کی اجازت دی تھی، جو خود قتال کرنے میں پہل کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور ابن خطل کی دو گانے والی باندیوں کے قتل کا حکم دیا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوئی میں گایا کرتی تھیں، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دو باندیوں میں سے ایک کو قتل کیا گیا، اور دوسری کہیں چھپ گئی یہاں تک کہ اس کے لئے امان طلب کیا گیا۔

فائدہ:

ابن خطل کی ان دو باندیوں کے قتل کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا تھا کہ وہ توہین رسالت کی مرتکب تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوئی میں گایا کرتی تھیں، یہی وہ سبب تھا کہ جس نے ان کے خون کو مباح کیا ورنہ صرف کفر کی وجہ سے عورت کو کسی بھی صورت میں قتل نہیں کیا جاتا، چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: **فوجه الدلالة أن تعمد قتل المرأة لمجرد الكفر الأصلي لايجوز بالإجماع۔** ''اس واقعہ سے گستاخ رسول کے قتل پر استدلال اس طرح ہے کہ صرف کفر اصلی کی وجہ سے بالاجماع عورت کو قصداً قتل نہیں کیا جاسکتا۔'' (الصارم المسلول، ص: ۱۰۱)

اور جب یہاں پر ان باندیوں کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ قتل کا سبب کفر نہیں بلکہ توہین رسالت ہے۔

اسی طرح امام موصوف اس واقعہ پر تفصیلی گفتگو اور اس سے استدلالات کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

هؤلاء النسوة كن معصومات بالأنوثة ثم إن النبي صلى الله عليه و سلم أمر بقتلهن لمجرد كونهن كن يهجينه وهن في دار حرب، فعلم أن من هجاه وسبه جاز قتله بكل حال۔ الصارم المسلول، ص: ۱۰۳۔

ترجمہ: یہ مذکورہ عورتیں (جنکے قتل کا حکم دیا گیا) عورت ہونے کی وجہ سے معصوم الدم تھیں، پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس وجہ سے ان کے قتل کا حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی توہین اور ہجوگوئی کرتی تھیں، حالانکہ وہ دارالحرب میں تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی آپ ﷺ کی گستاخی اور ہجوگوئی کرے اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا (چاہے وہ مرد ہو یا عورت، دارالحرب میں ہو یا دارالاسلام میں مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی)''

13 ......﴿عبدالرزاق عن جريج عن رجل عن عكرمة مولى ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم سبه رجل فقال من يكفينى عدوى فقال الزبير أنا، فبارزه، فقتله الزبير فأعطاه النبى صلى الله عليه وسلم سلبه۔﴾

المصنف للامام عبدالرزاق، كتاب الجهاد، باب من سب النبى صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبى، رقم الحديث: ٩٧٠٤۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کون ہے جو ہمارے اس دشمن کی خبر لے گا؟ حضرت زبیر فرمانے لگے کہ میں حاضر ہوں، پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم واصل کردیا، تو اس کا سلب آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔

14 ......﴿عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل قال أخبرنى عروة بن محمد عن رجل أو قال ألفين أن امرأة كانت تسب النبى صلى الله عليه وسلم، فقال النبى صلى الله عليه وسلم من يكفينى عدوى؟ فخرج إليها خالد بن الوليد فقتلها۔﴾

المصنف للامام عبدالرزاق، كتاب الجهاد، باب من سب النبى صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبى برقم الحديث: ٩٧٠٥۔

ترجمہ: ایک بدنصیب عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے اس دشمن کو ٹھکانے لگادے، تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس عورت کی طرف نکلے اور اسے قتل کردیا۔

15 ......﴿عبدالرزاق قال وأخبرنى أبى عن أيوب بن يحيىٰ خرج إلى عدن فرفع إليه رجل من النصارى سب النبى صلى الله عليه وسلم فاستشار فيه، فأشار عليه عبدالرحمن بن يزيد الصنعانى أن يقتله فقتله وروى له فى ذلك حديثا قال وكان قد لقى عمرو سمع

منه علما كثيرا قال فكتب في ذلك أيوب إلى عبدالملك أو إلى الوليد بن عبدالملك ،فكتب يحسن ذلك۔﴾

المصنف للامام عبدالرزاق، كتاب الجهاد،باب من سب النبي صلى اللّٰه‌عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي ،رقم الحديث:٩٧٠٥۔

ترجمہ:ایوب بن یحیٰ سے روایت ہے کہ وہ عدن کی طرف گئے توان کے پاس ایک ایسے نصرانی آدمی کا فیصلہ لایا گیا جوآپ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا،توانھوں نے اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن یزید صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں مشورہ دیا کہ اسے قتل کردیں، چنانچہ اسے قتل کیا گیااور حضرت عبدالرحمٰن نے اس کے بارے میں حدیث بھی روایت فرمائی،راوی کہتے ہیں کہ یہ عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے،اورانھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت سارا علم سیکھا، پھرایوب بن یحیٰ نے یہ پوراواقعہ عبدالملک یاولید بن عبدالملک (راوی کاشک ہے) کی طرف لکھ کر بھیجا،تواس نے جواباخط لکھ کراس قضیہ کی تحسین کی۔

16 ......﴿حدثنا إسحاق بن عيسىٰ قال حدثنا هشيم عن حصين بن عبدالرحمٰن أن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنه مر براهب فقيل إن هذا سب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ، فقال لو سمعته لضربت عنقه،إنا لم نعطهم العهد على أن يسبوا نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم۔﴾

مسند الحارث، كتاب الحدود والديات،باب فيمن سب النبي صلى اللّٰه‌عليه وسلم۔

ترجمہ:حضرت حصین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک راہب کے پاس سے گذرہوا،تو آپ سے کہا گیا کہ اس راہب نے حضور ﷺ کے خلاف زبان درازی کی ہے،تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اگر میں اسے سنتا تو اس کی گردن اڑادیتا، کیونکہ ہم نے ان کو عہد اس لئے نہیں دیا کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کی گستاخی کریں۔

باب سوم

﴿ گستاخ رسول اجماع امت کی روشنی میں ﴾

امت مسلمہ کے تمام ادوار میں عہد نبوی ﷺ سے لے کر عہد صحابہ تک اور پھر تابعین، تبع تابعین اور بعد کے سارے ادوار میں امت مسلمہ کا اس پر اجماع رہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی و گستاخی، اہانت و تنقیص اور سب وشتم کا مرتکب نہ صرف اپنے اس عمل سے کافر ہو جائے گا بلکہ اسے قتل کرنا امت مسلمہ پر واجب ہے۔ اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے، جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الصارم المسلول" میں اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ "ردالمحتار" میں صراحت فرمائی ہے ہم اس مسئلہ کو باب اول میں قرآن کریم آیات اور مفسرین کے اقوال باب دوم میں احادیث مبارکہ اور محدثین کرام کے فرامین سے ثابت کر چکے ہیں اور ان شاء اللہ آگے باب چہارم میں حضرات فقہاء کرام کے اقوال سے بھی یہ بات ثابت کی جائے گی، یہاں پر سارے حوالہ جات کا تذکرہ محض تکرار کا سبب ہے، تاہم اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ذیل میں مزید چند اقوال قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں:

1 ......امام ابوبکر بن المنذر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"واجمع عوام أهل العلم على أن حد من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم القتل وممن قاله مالك والليث وأحمد وإسحاق وهو مذهب الشافعي رحمة الله عليه۔" الصارم المسلول، ص:۱۲۔

ترجمہ: سب اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے، جن ائمہ کرام نے یہ فتویٰ دیا ہے ان میں سے امام مالک امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں، اور یہی مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

2 ...... امام ابن سحنون مالکی رحمہ اللہ کا قول:

"أجمع العلماء أن شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب اللہ وحکمه عندالأمة القتل۔"

الشفاء، ج:۲، ص:۱۳٤۔

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا اور آپ ﷺ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے اور باتفاقِ امت اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

3 ...... امام أبوسلیمان الخطابی رحمہ اللہ کا فرمان:

"لاأعلم أحدامن المسلمین اختلف فی وجوب قتله إذا کان مسلما" الشفاء، ج:۲، ص:۱۳٤۔

ترجمہ: میں مسلمانوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی نہیں جانتا جس نے گستاخِ رسول کے لئے سزائے موت کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان ہو۔

4 ...... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فیصلہ:

"وتحریر القول فیه أن الساب إن کان مسلمافإنه یکفر ویقتل بغیر خلاف وهو مذهب أئمة الأربعة وغیرهم۔"

الصارم المسلول، ص:۱۲۔

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہینِ رسالت کا ارتکاب کرے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اسے قتل کیا جائیگا اور یہی ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کرام کا مذہب ہے۔

5 ...... امام ابن عتاب مالکی رحمہ اللہ کا فرمان:

"الکتاب والسنة موجبان أن من قصد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بأذی أونقص معرضاأومصرحاوإن قل فقتله واجب۔"

السیف المسلول، ص:۱۰۲۔

ترجمہ: قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی ایذاء کا ارادہ کرے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے خواہ صراحۃً کرے یا اشارۃً اگرچہ وہ قلیل

ہی کیوں نہ ہو تو ایسے شخص کو قتل کرنا واجب ہے۔

6 ......قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

”اجتمعت الأمة علی قتل متنقصه من المسلمین وسابه۔“

الشفاء،ص:۲،ص:۱۳۰۔

ترجمہ: پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مسلمان (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کی تنقیص یا گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائیگا۔

7 ......قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فرمان:

”ولا نعلم خلافا فی استباحة دمه بین علماء الأمصار وسلف الأمة۔“

الشفاء،ج:۲،ص:۱۳٤

ترجمہ: ہمیں نہیں معلوم کہ علمائے متقدمین ومتاخرین میں سے کسی نے گستاخ رسول کے مباح الدم ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

8 ......امام دار الہجرۃ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

”من سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أو غیره من النبیین من مسلم أو کافر قتل ولم یستتب۔“ السیف المسلول،ص:۱۰۱۔

ترجمہ: جو شخص حضور ﷺ یا دیگر انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا خواہ گستاخی کرنے والا کافر ہو یا مسلمان اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائیگا۔

9 ......امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

”من شتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قتل وذلك أنه إذا شتم فقد ارتد عن الإسلام ولا یشتم مسلم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم۔“ السیف المسلول،ص:۱۰۲۔

ترجمہ: جو شخص نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گستاخی کرنے کی وجہ سے گستاخ (اگر پہلے مسلمان تھا) مرتد ہو جائیگا (اور مرتد کی سزا موت ہوتی ہے) کیونکہ کوئی مسلمان حضور ﷺ کی گستاخی نہیں کرتا۔

10 ......اِمام اَبوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

”ولاخلاف بين المسلمين أن من قصد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بذلك وهو ممن ينتحل الإسلام أنه مرتد يستحق القتل۔“

أحكام القرآن، ج:۳، ص:۱۲۸۔

ترجمہ: مسلمانوں کے مابین اس مسئلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی اور اہانت کا ارادہ کیا حالانکہ وہ خود کو مسلمان بھی کہلواتا ہے تو ایسا شخص مرتد اور مستحق قتل ہے۔

11 ......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

”والحاصل أنه لاشك ولاشبهة في كفر شاتم النبي وفي استباحة قتله وهو المنقول عن الأئمة الأربعة۔“

ردالمحتار، ج:۳، ص:۳۲۱۔

ترجمہ: خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کافر اور مباح الدم ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔

باب چہارم

﴿گستاخِ رسول فقہاء کرام کی نظر میں﴾

باب اول میں قرآن کریم کی آیاتِ مقدسہ اور حضرات مفسرین کرام کے اقوال، باب دوم میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کے فرامین اور حضرات محدثین عظام کے اقوال اور باب سوم میں اجماع امت سے ہم یہ ثابت کر کے چلے آرہے ہیں کہ گستاخِ رسول دائرۂ دین سے خارج اور مستحق قتل ہے۔ اب اس باب میں حضرات فقہاء کرام کے اقوال کو پیش کیا جائے گا جس سے یہ ثابت ہوگا کہ توہین رسالت ایسا سنگین جرم ہے کہ جو کسی بھی صورت میں قابل معافی نہیں، اور اس کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔

1 ......فتح القدیر کا حوالہ:

كل من أبغض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بقلبه كان مرتدا، فالساب بطريق أولىٰ، ثم يقتل حدا عندنا، فلا تعمل توبته في إسقاط القتل، قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك، ونقل عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه، ولا فرق بين أن يجيء تائبا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات، فإن الإنكار فيها توبة، فلا تعمل الشهادة معه، حتى قالوا يقتل وإن سب سكران ولا يعفى عنه، ولا بد في تقييده بما إذا كان سكره بسبب محظور باشره مختارا بلا إكراه وإلا فهو كالمجنون، وقال الخطابي ولا أعلم أحدا خالف في وجوب قتله۔

فتح القدير، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص:٢٩٠۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو دل سے آپ ﷺ کے ساتھ بغض رکھے، وہ مرتد ہے، تو گستاخی

کرنے والا بطریق اولیٰ مرتد اور خارج از اسلام ہوگا، پھر ہمارے احناف کے ہاں اس گستاخ کو حداً قتل کیا جائے گا، لہٰذا توبہ کرنے کی وجہ سے اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہو سکتی، فقہاء نے لکھا ہے کہ یہی اہل کوفہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔ باقی وہ خود توبہ کر کے آئے یا اس کے خلاف گواہی دی جائے دونوں صورتیں برابر ہیں بخلاف دیگر مکفرات کے کہ ان میں جرم سے ان کار توبہ کی صورت بن جاتی ہے، اور اس کے ہوتے ہوئے گواہی پر عمل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی نشہ کی حالت میں بھی گستاخی کا ارتکاب کرے گا تو اسے بھی قتل کیا جائے گا اور کوئی معافی نہیں ملے گی۔ البتہ نشہ کی حالت میں یہ قید لگانا ضروری ہے کہ اس کو جو نشہ چڑھا ہے وہ ایسی چیز سے آیا ہو جو شرعاً ممنوع ہو اور اس نے بغیر کسی کے مجبور کرنے کے خود اپنی مرضی سے اسے اپنایا ہو، کیونکہ اگر یہ قیود نہ پائی جائیں تو پھر وہ مجنون کے حکم میں ہوگا۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی فقیہ ایسا معلوم نہیں کہ جس نے گستاخ رسول کے لئے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

فائدہ:

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مقام اور محدثانہ حیثیت کسی سے مخفی نہیں اور ان کی "فتح القدیر" کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جو قبولیت نصیب ہوئی ہے اس سے بھی اہل علم بخوبی واقف ہیں، چنانچہ آج "فتح القدیر" صرف ایک شرح ہی نہیں بلکہ فقہ حنفی کا ایک مستقل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ "فتح القدیر" کی اس مذکورہ عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱...... جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی معمولی سی بھی گستاخی کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۲...... حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

۳...... عندالاحناف توہین رسالت کے مرتکب کی سزا صرف اور صرف موت ہے

۴...... اہل کوفہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

۵...... گستاخ رسول کو یہ سزا بطور حد کے دی جائے گی، لہٰذا اگر کوئی گستاخ توبہ کرے تو اس کے

اس توبہ کی وجہ سے اس کی سزائے موت معاف نہیں ہو سکتی، کیونکہ حدود توبہ سے معاف نہیں ہوا کرتیں، البتہ عند اللہ اس کے عذاب سے بچنے کی امید کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس نے سچے دل سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی ہو، لیکن اس دنیا میں اسے بہر حال قتل ہونا ہی متعین ہے۔

2 ......البحر الرائق کا حوالہ:

"أنه لافرق بين ردة وردةمـن أنـه إذا أسلم ويستثنى منه مسائل: الأولىٰ: الردة بسببه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال في فتح القدير كل من أبغض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق أولىٰ ثم يقتل حدا عندنا فلاتقبل توبته في إسقاط القتل قالواهذا مذهب أهل الكوفة ومالك۔"

البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:۱۳، ص:۴۹۶۔

ترجمہ: ہر قسم کا ارتداد برابر ہے کہ اگر مرتد مہلت کے تین دنوں میں اسلام کی طرف راغب ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا جائیگا، اور وہ سزائے موت سے بچ جائیگا، البتہ اس عمومی حکم سے چند مسائل مستثنیٰ ہیں، ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی بد بخت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہو جائے۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ جو آدمی آپ ﷺ کو دل سے مبغوض سمجھتا ہے تو وہ مرتد ہے، گستاخی کرنے والا تو بطریق اولیٰ مرتد ہوگا۔ پھر ہمارے احناف کے ہاں اسے حداً قتل کیا جائے گا، لہٰذا اگر وہ توبہ کرے تو اس توبہ کی وجہ سے اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہو سکتی فقہاء نے کہا ہے کہ یہی مذہب اہل کوفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

فائدہ:

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مرتد کے لئے عام قاعدہ تو یہی ہے کہ اسے تین دن تک کی مہلت دی جاتی ہے اس دوران اس کے شکوک شبہات کا ازالہ کیا جاتا ہے پھر اگر وہ اس دوران دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کے توبہ کرنے وجہ سے اس کی سزائے موت ختم ہو جاتی ہے، اور اگر وہ اس دوران اپنے ارتداد پر برقرار رہے تو تین دن بعد اسے قتل کیا جائے گا، لیکن اس عمومی قاعدہ اور قانون سے چند مسائل مستثنیٰ ہیں، یعنی چند

صورتیں ارتداد کی ایسی ہیں کہ ان میں مرتد اگر توبہ بھی کر لے تب بھی اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہوسکتی، اور اسے ہر حال میں قتل کیا جاتا ہے، ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی آقائے دوجہاں ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوجائے، تو اب یہ ارتداد کی وہ صورت ہے کہ جس میں اگر یہ توبہ کربھی لے تب بھی اسے قتل کیا جائے گا، اور اس دنیاوی معاملات میں توبہ کرنے کی وجہ سے اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہوسکتی، پھر علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے اپنے اس موقف پر فتح القدیر سے دلیل پیش کی ہے جسکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گستاخ رسول کے لئے سزائے موت بطور حد کے ہے، اور حدود توبہ سے معاف نہیں ہوتیں۔

3 ......البحر الرائق کا دوسرا حوالہ:

"وقد صرح في الخلاصة والبزازية بأن الرافضي إذا سب الشيخين و طعن فيهما كفر وإن فضل عليا عليهما فمبتدع۔"

البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص:٤٩٨۔

ترجمہ: خلاصہ اور فتاویٰ بزازیہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ اگر کوئی رافضی حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کو سب وشتم کرے اور ان دونوں حضرات پر طعنہ زنی کرے تو وہ کافر ہوجائیگا اور اگر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان حضرات پر فضیلت دے تو بدعتی ہوگا۔

4 ......الجوہرۃ النیرۃ کا حوالہ:

"ومن سب الشيخين أوطعن فيهما كفر ويجب قتله ثم إن رجع وتاب وجدد الإسلام هل تقبل توبته أم لا؟ قال الصدر الشهيد: لاتقبل توبته وإسلامه وبه أخذ الفقيه أبو الليث السمرقندي رحمة الله عليه وأبو نصر الدبوسي رحمة الله عليه وهو المختار للفتوىٰ۔"

الجوهرة النيرة، كتاب السير، باب أسلم وعليه جزية، ج:٦، ص:١٣٩۔

ترجمہ: جو آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالی دے یا ان دونوں حضرات کے بارے میں طعنہ زنی کرے تو وہ کافر ہوجائے گا اور اس کا قتل

کرنا واجب ہوگا، پھر اگر وہ رجوع کرے اور توبہ کر کے نئے سرے سے اسلام قبول کرے تو آیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ (یعنی آیا اس توبہ کرنے کی وجہ سے وہ دنیاوی سزا سے بچ جائے گا یا نہیں) تو امام صدرالشہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس کی توبہ اور اس کا اسلام لانا قبول نہیں، بلکہ اسے قتل ہی کیا جائیگا اور اسی قول کو فقیہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابونصر دبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنایا ہے اور یہی قول اس لائق ہے کہ اس پر فتویٰ دیا جائے۔

فائدہ:

البحرالرائق اور جوہرۂ نیرہ کے ان مذکورہ بالا دونوں حوالوں میں یہ صراحت آئی ہے کہ اگر کوئی شخص اور بقول علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی رافضی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو سب وشتم کرے اور گالی دے یا ان دونوں مبارک ہستیوں کے بارے میں طعنہ زنی کرے تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اس کا قتل کرنا واجب ہے پھر اگر وہ توبہ کرے اور از سر نو اسلام قبول کرے تو بقول امام صدرالشہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس کی اس توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ صاحب جوہرہ کہتے ہیں کہ فقیہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابونصر دبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صدرالشہید کے قول کو لیا ہے، کہ اس کی توبہ قابل قبول نہیں، اور اس کو قتل کرنا ہی متعین ہے۔ تو جب حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا یہ حکم ہے تو پھر کائنات کی وہ مقدس ترین کامل واکمل ہستی، آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے طفیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو یہ مقام اور یہ رتبہ نصیب ہوا تو جو بدبخت ان آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو وہ بطریق اولیٰ کافر اور واجب القتل ہو جائیگا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

5 ......الاشباہ والنظائر کا حوالہ:

"إنما هو فى مرتد تقبل توبته فى الدنيا، أما من لاتقبل توبته فإنه يقتل كالردة بسب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والشيخين كماقدمناه۔" الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، ج: ص: ۲۱۵۔

ترجمہ: مذکورہ کلام اس مرتد کے بارے میں تھا جس کی توبہ مقبول ہے، بہرحال وہ جسکی

توبہ قبول نہیں تو اسے قتل کر دیا جائیگا، جیسے اس شخص کا ارتداد جو نبی کریم ﷺ یا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو سب وشتم کرتا ہو، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

6 ......ألاشباہ والنظائر کا دوسرا حوالہ:

"ویکفر إذا شک فی صدق النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم أوسبہ أونقصہ أوصغرہ۔" الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، ج: ص:۲۱۵۔

ترجمہ: اور اس شخص کی تکفیر کی جائے جو آپ ﷺ کی سچائی میں شک کرے یا آپ کی گستاخی کرے یا آپ کی تنقیص کرے یا آپ کی تحقیر کرے۔

7 ......ألاشباہ والنظائر کا تیسرا حوالہ:

"لاتصح ردالسکران إلاالردۃ بسب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فإنہ یقتل ولایعفی عنہ کذا فی البزازیۃ۔"

الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، باب الردۃ، ص:۱۸۹۔

ترجمہ: نشہ سے مست آدمی کا ارتداد درست نہیں ہوتا (یعنی اسے مرتد نہیں کہا جا سکتا اور اس پر مرتد کے احکامات جاری نہیں ہو سکتے) ہاں جو سکران آپ ﷺ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا (یعنی یہ اس سے مستثنیٰ ہے) اور اسے معاف نہیں کیا جائیگا۔ فتاویٰ بزازیہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

8 ......ألاشباہ والنظائر کا چوتھا حوالہ:

"کل کافرتاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیاوالآخرۃ إلاجماعۃ .... الکافربسب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وسب الشیخین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ أوأحدھما۔"

الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، باب الردۃ، ص:۱۸۹۔

ترجمہ: ہر کافر جو توبہ کرتا ہے اس کی توبہ دنیا اور آخرت میں قبول ہوگی، لیکن ایک جماعت ایسی ہے کہ جن کی توبہ قبول نہیں، ان میں سے ایک وہ کافر بھی ہے جو آپ ﷺ یا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو سب وشتم کرنے اور گالیاں دینے کی وجہ سے کافر ہوا۔

فائدہ:

الاشباہ والنظائر کے مذکورہ بالا چار حوالوں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱......جو شخص آپ ﷺ کی گستاخی کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

۲......اسی طرح جو شخص حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے یا برا بھلا کہے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

۳......ایسے کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی، لہٰذا اس دنیا میں اسے ہر حال میں قتل کیا جائیگا، کیونکہ یہ سزائے موت بطور حد کے ہے اور حدود توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔

۴......جو شخص آپ ﷺ کی کسی بھی طرح سے معمولی سی بھی تخفیف یا تنقیص کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

۵......نشہ کی حالت میں اگر کوئی شخص کلمہ کفر کہے تو اس پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوتے، البتہ اس سے وہ آدمی مستثنیٰ ہے جو نشہ کی حالت میں سرکار دو جہاں ﷺ کی گستاخی کرے، کیونکہ ایسے آدمی پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے، اسے قتل کیا جائے گا، اور اسے معافی نہیں ملے گی۔

9 ......فتاویٰ قاضی خان کا حوالہ:

" وإذا عاب الرجل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی شیء کان کافرا، وکذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم شعیر فقد کفر۔ وعن أبی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بشعرة من شعراته الکریمة فقد کفر، وذکر فی الأصل أن شتم النبی کفر۔"

فتاویٰ قاضی خان ج:٤، ص:٨٨٢۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی بھی چیز میں آپ ﷺ کا عیب نکالے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اسی طرح بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے موئے مبارک کو شعیر (تصغیر کے ساتھ برائے تخفیف یا تنقیص) کہہ دے تو وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ امام ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کے مقدس بالوں میں سے کسی

ایک بال میں بھی عیب نکالے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور مبسوط میں ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کفر ہے۔

فائدہ:

قاضی خان کا یہ مذکورہ حوالہ لوحِ دل پر نقش کرنے کے قابل ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک کی توہین کفر ہے، تو پھر جو بد بخت اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی تنقیص کرتا ہے، آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں عیب جوئی کا متلاشی رہتا ہے وہ تو بطریق اولیٰ کافر اور واجب القتل ہے۔

10 ......درمختار کا حوالہ:

"وفی الأشباه لاتصح ردة السکران إلاالردة بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فإنه یقبل ولایعفی عنه۔"

الدرالمختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۲۔

ترجمہ: اشباہ میں ہے کہ نشے والے آدمی کا ارتداد درست نہیں ہوتا مگر جو ارتداد آپ ﷺ کی گستاخی کی وجہ سے ہو، تو وہ تسلیم ہوتا ہے، اور پھر اسے معاف نہیں کیا جاتا۔

11 ......درمختار کا دوسرا حوالہ:

"وجزم به فی الأشباه وأقره المصنف قائلا وهذا یقوی القول بعدم قبول توبة ساب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وهوالذی ینبغی التعویل علیه فی الافتاء والقضاء رعایة لجانب حضرة المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔"

الدرالمختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۲۱۔

ترجمہ: اشباہ میں اسی قول پر جزم کیا گیا ہے اور مصنف نے بھی اس کو یہ کہتے ہوئے برقرار رکھا ہے کہ یہ قول تقویت دیتا ہے اس قول کو کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی، افتاء اور قضاء (فتویٰ دینے کے لئے اور عدالت میں فیصلہ کرنے کے لئے) اسی قول پر اعتماد کرنا مناسب ہے، کیونکہ اس میں

سرور کونین ﷺ کی جانب کی رعایت ہوتی ہے۔

فائدہ:

درمختار کے مذکورہ بالا دو حوالوں سے مندرجہ ذیل احکام ثابت ہوتے ہیں:

۱...... نشے کی حالت میں اگر کوئی آدمی کلمہ کفر کہتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ کافر نہیں ہوتا، ہاں جو بدبخت اس حالت میں حضور ﷺ کی توہین کرتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔

۲...... جو شخص توہین رسالت کا ارتکاب کرے اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

۳...... حضور ﷺ کی شانِ اقدس کے مناسب یہ ہے کہ قاضی حضرات عدالتوں میں فیصلہ کرتے وقت اور مفتیانِ کرام فتویٰ دیتے وقت اسی قول کو اختیار کریں کہ گستاخِ رسول کی توبہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

12 ...... تبیین الحقائق کا حوالہ:

"قوله(لأنه ينقض الإيمان)يعني على تقدير أنه لو كان مسلما كان سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ينقض إيمانه ـ"

تبيين الحقائق ، كتاب السير، باب العشر و الخراج و الجزية، ج:۹، ص:٤٥٩ـ

ترجمہ: ماتن کا یہ قول کہ گستاخی اس کے ایمان کو ختم کرتی ہے، یہ اس صورت میں ہے کہ گستاخی کرنے والا مسلمان ہو، تو اس گستاخی کی وجہ سے اس کا ایمان ختم ہو جائیگا۔

13 ...... درمختار کا تیسرا حوالہ:

"(وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا) جماعة من تكررت ردته على مامر و(الكافر بسب نبي) من الأنبياء فإنه يقتل حدا، ولاتقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالىٰ قبلت لأنه حق الله تعالىٰ والأول حق عبد لايزول بالتوبة ومن شك في عذابه وكفره كفر وتمامه في الدرر في فصل الجزية۔)

الدر المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۷ـ

ترجمہ: ہر وہ مسلمان جو ارتداد اختیار کرتا ہے تو اس کی توبہ مقبول ہوتی ہے مگر ایک جماعت ایسی ہے کہ ان کی توبہ قابل قبول نہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو بار بار ارتداد اختیار

کرتے ہیں، اوراسی طرح وہ آدمی جوانبیاء کرام میں سے کسی نبی کی گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہو جائے (یعنی اس کی توبہ بھی قابل قبول نہیں) پس اسے بطور حد قتل کیا جائیگا اوراس کی توبہ کسی بھی صورت میں مقبول نہیں ہے، اوراگر وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور پھر توبہ کرے تو اس صورت میں اس کی توبہ مقبول ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ خالص اللہ کا حق ہے، اور پہلی صورت میں وہ بندے کا حق ہے، جو کہ توبہ سے زائل نہیں ہو سکتا، اور جو شخص ایسے گستاخ کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے، تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اوراس کی پوری تفصیل درر کے فصل الجزیۃ میں مذکور ہے۔

14 ......درمختار کا چوتھا حوالہ:

"ومن نقص مقام الرسالة بقوله بأن سبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو بفعله بأن بغضه بقلبه قتل حدا، كمامر التصريح به ـ"

الدرالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۸۔

ترجمہ: اور جو شخص اپنے کسی قول سے مقام رسالت کی تنقیص کرے، اس طور سے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرے، یا اپنے کسی فعل سے جیسے دل سے آپ ﷺ سے بغض رکھے تو اسے حداً قتل کیا جائے، جیسا کہ اس کی صراحت گزر چکی ہے۔

15 ......فتاویٰ شامی کا پہلا حوالہ:

"والحاصل أنه لاشك ولاشبهة فى كفر شاتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وفى استباحة قتله وهو المنقول عن الأئمة الأربعة ـ"

ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۲۱۔

ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گستاخ کے کفر میں اوراس کے قتل کے مباح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور یہی مذہب ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔

16 ......فتاویٰ شامی کا دوسرا حوالہ:

"فإنه يقتل حدا، يعنى أن جزاءه القتل على وجه كونه حدا ولذاعطف عليه قوله ولاتقبل توبته لأن الحد لايسقط بالتوبة فهو عطف تفسير وأفاد أنه حكم الدنيا أما عندالله تعالىٰ فهى مقبولة

کمافی البحر۔" ردالمحتار، کتاب الجھاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: پس اس گستاخ کو حداً قتل کیا جائیگا یعنی اس کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے اسی وجہ سے اس پر مصنف کے اس قول کا عطف کیا ہے کہ ولاتقبل توبتہ کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہے، کیونکہ حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتے پس یہ عطف تفسیری ہے، اور یہ گستاخ کا دنیوی حکم ہے (کہ دنیا میں توبہ قبول نہیں اور اسے قتل ہی کرنا متعین ہے کیونکہ یہ حد ہے اور حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتا) اور بہرحال (آخرت میں) اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی توبہ قبول ہوگی (اگر سچے دل سے کی ہو) جیسا کہ بحر میں ہے۔

فائدہ:

علامہ شامی رحمہ اللہ کا تفقہا ظھر من الشمس ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی "ردالمحتار" کو علماء کے ہاں جو قبولیت نصیب ہوئی ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں، ہم نے ان کے فتاویٰ شامی سے جو دو حوالے اور علامہ حصکفی رحمہ اللہ کے درمختار سے جو دو حوالے نقل کئے ہیں ان سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱......توہین رسالت کی وجہ سے جو بدبخت مرتد ہو جاتا ہے اس کی توبہ بالکل قبول نہیں ہوتی جیسا کہ علامہ موصوف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ولاتقبل توبته مطلقاً۔"

۲......گستاخ رسول کو قتل کرنا بطور حد کے ہے، جیسا کہ علامہ موصوف رحمہ اللہ کی عبارت "فانه يقتل حداً" سے معلوم ہوتا ہے۔

۳......حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں، اس کی طرف علامہ شامی رحمہ اللہ نے "لأن الحد لايسقط بالتوبة" کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

۴......گستاخ رسول کے کافر اور معذب ہونے میں جو آدمی شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی طرف علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی عبارت "ومن شك فى عذابه و كفره كفر" کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

۵......گستاخ رسول کا یہ حکم ائمہ اربعہ کے ہاں متفق علیہ ہے۔ یہ بات علامہ شامی کی عبارت "وهوالمنقول عن الأئمة الأربعة" سے ثابت ہوتی ہے۔

۶......گستاخ رسول کی توبہ کے قبول نہ ہونے کا تعلق دنیوی احکامات کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ

کے ہاں اس کی توبہ قبول ہوگی بشرطیکہ اس نے خلوص نیت سے توبہ کی ہو، دنیوی احکامات کا مطلب یہ ہے کہ توبہ کی وجہ سے اس سے سزائے موت ساقط نہیں ہوگی، کیونکہ یہ حد ہے اور حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں، ہاں! اخروی احکامات میں مقبول ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا۔ اس بات کی طرف علامہ موصوف رحمہ اللہ نے اپنی عبارت "وأفاد أنه حكم الدنيا أما عندالله تعالىٰ فهى مقبولة كمافى البحر" میں اشارہ کیا ہے۔

17 ......فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ:

"سمعت بعضامنهم يقول إذا لم يعرف الرجل أن محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم آخرالأنبياء عليهم وعلى نبيناالسلام فليس بمسلم كذا فى اليتيمة۔قال أبوحفص الكبير كل من أراد بقلبه بغض نبى كفر۔"

الفتاویٰ الهندية، كتاب السير، مطلب فى موجبات الكفر، أنواع منهامايتعلق بالإيمان والإسلام، ج:۲، ص:۲۸۵۔

ترجمہ: میں نے ایک عالم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کسی شخص کو یہ پتہ نہ ہو کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے یتیمہ نامی کتاب میں اسی طرح مذکورہ ہے، ابوحفص کبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص کے دل میں کسی نبی سے بغض ہو تو وہ کافر ہے۔

18 ......فتاویٰ خیریہ کا حوالہ:

"إلاإذا سب الرسول صلى اللهعليه وسلم أوواحدا من الأنبياء عليهم الصلوة السلام فإنه يقتل حدا، ولاتوبة له أصلاسواء كان بعد القدرة عليه أو الشهادة أوجاء تائبامن قبل نفسه كالمتزندق فإنه حد وجب فلايسقط بالتوبة ولايتصورفيه خلاف لأحد، لأنه حق تعلق به حق العبد فلايسقط بالتوبة كسائرحقوق الآدميين ،وكحدالقذف لايزول بالتوبة۔"

فتاوى خيرية لعلامة خيرالرملى رحمة اللهعليه، ج:۱، ص:۱۰۲۔

ترجمہ: ہاں جب حضور ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی گستاخی کرے تو اسے حداً قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ بالکل قابل قبول نہیں، خواہ اسے پکڑ لیا جائے اور شہادت بھی مل جائے، یا خود تائب ہو کر آ جائے، یہ زندیق کی طرح ہے، اور یہ واجب شدہ حد ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتی، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا حق ہے جس کے ساتھ بندہ کا حق متعلق ہو گیا ہے، لہٰذا یہ توبہ سے ساقط نہیں ہوگا، جس طرح کہ انسانوں کے دیگر حقوق توبہ سے ساقط نہیں ہوتے، اور جس طرح کہ حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

19 ......فتاویٰ خیریۃ کا دوسرا حوالہ:

"قلنا إذا شتمه عليه الصلوة والسلام سكران لايعفى ويقتل حدا، وهذا مذهب أبى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه والإمام الأعظم والثورى وأهل الكوفة والمشهور من مذهب مالك وأصحابه۔ قال الخطابى رحمة الله عليه لا أعلم أحدا من المسلمين اختلف فى وجوب قتله إذا كان مسلما۔ وقال السحنون المالكى رحمة الله عليه أجمع العلماء على أن شاتمه كافر، وحكمه القتل، ومن شك فى عذابه وكفره كفر۔ قال الله تعالىٰ: ﴿ملعونين اينما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتيلا سنة الله﴾ (الاحزاب الآية ۶۱۔) وروى عبدالله بن موسى بن جعفر عن على بن موسى عن أبيه عن جده عن محمد بن على بن الحسين وعن حسين بن على عن أبيه أنه صلى الله عليه وسلم قال من سب نبيا فاقتلوه، ومن سب أصحابى فاضربوه، وأمر صلى الله تعالىٰ عليه و سلم بقتل كعب بن الأشرف بلا انذار، وكان يؤذيه صلى الله تعالىٰ عليه و سلم وكذا أمر بقتل أبى رافع اليهودى، وكذا أمر بقتل ابن خطل بهذا وكان متعلقا بأستار الكعبة ودلائل المسئلة تعرف فى كتاب الصارم

المسلول علی شاتم الرسول انتهی۔وفی الأشباه :كل كافرتاب فتوبته مقبولة فی الدنیاوالآخرة إلاجماعة الكافربسب نبی وبسب الشیخین أوأحدهماوبالسحر والزندقة الی آخرمافیه، والمسئلة مقررة مشهورة فی الكتب غنیة عن الإطناب والحاصل فیهاوجوب قتل مثل هذا الشقی المتهورفی حق مثل هذا النبی الجلیل ،وإن كان قدتاب وجدد الإسلام واللّٰه أعلم ۔

فتاوی خیریة لعلامة خیرالرملی رحمة اللّٰه علیه، ج:١،ص:١٠٢۔

ترجمہ: ہم کہتے ہیں جب کوئی مدہوش (شراب وغیرہ سے مست) آپ ﷺ کو گالی دے تو اسے معاف نہیں کیا جائے گا، اور حداً قتل کیا جائیگا، یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اوران کے رفقاء کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کسی ایک مسلمان کو بھی نہیں جانتا جس نے گستاخ رسول کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو، اگر وہ مسلمان ہو۔ علامہ سحنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امت کے سب علماء کا اجماع ہے کہ گستاخ رسول کافر ہے، اوراس کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، اور جو اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ان پر پھٹکار برسائی گئی، جہاں بھی مل جائیں پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں) عبداللہ بن موسی بن جعفر نے علی بن موسی سے انھوں نے اپنے باپ سے بذریعہ اپنے دادا کے انھوں نے محمد بن علی بن حسین سے اوراسی طرح حسین بن علی رضی اللہ عنہما (دوسری سند) سے روایت کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: جو شخص کسی نبی کی گستاخی کرے اسے قتل کرو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے مارو اور آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کو بغیر تنبیہ کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور وہ آپ ﷺ کو اذیت دیتا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح گستاخی کے جرم میں آپ ﷺ نے ابن خطل کے قتل کا حکم دیا حالانکہ وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا تھا۔ مسئلہ کے دلائل ''الصارم المسلول'' سے معلوم کئے جاسکتے ہیں کتاب الاشباہ میں

ہے کہ ہر کافر جو توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مگر ایسے کافروں کی توبہ مقبول نہیں جو کسی نبی، شیخین، یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دیکر کافر ہو جائے۔ اسی طرح جادوگر اور زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں۔ کتاب میں آخر تک اور بھی مذکور ہے۔ یہ مسئلہ کتابوں میں مشہور ہے لمبی بحثوں کی ضرورت نہیں، خلاصہ کلام یہ کہ ایسے بد بخت اور جرمی کا قتل واجب ہے جو ایسے جلیل المرتبت نبی کے حق میں بکواس کرتا ہے اگر چہ وہ توبہ بھی کرے اور تجدید اسلام بھی کرے۔

فائدہ:

فتاویٰ خیریہ کے مندرجہ بالا دو حوالوں سے مندرجہ ذیل احکامات ثابت ہوتے ہیں:

۱...... جو شخص حضور ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اس کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

۲...... گستاخِ رسول کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے، لہٰذا اگر وہ توبہ کرے تو اس توبہ کی وجہ سے اُس کی سزائے موت ختم نہیں ہوسکتی۔

۳...... نشہ کی حالت میں بھی اگر کوئی شخص توہینِ رسالت کا ارتکاب کرے گا، تو اسے بھی معافی نہیں ملے گی بلکہ اسے بھی حداً قتل کیا جائے گا۔

۴...... بقول علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس نے گستاخ رسول کے (اگر وہ مسلمان ہو) قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو۔

۵...... علامہ سحنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امت کے سب علماء کا اجماع ہے کہ گستاخِ رسول کافر ہے، اور اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، اور جو اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

۶...... نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی نبی کی گستاخی کرے اسے قتل کرو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے مارو۔ اسی گستاخی کے جرم میں آپ ﷺ نے کعب بن اشرف، ابورافع یہودی اور ابن خطل کے قتل کا حکم دیا۔

20...... مجمع الأنهر کا حوالہ:

"وأما إذا سبه عليه والصلوة والسلام أو واحدا من الأنبياء مسلم و

لو سکران وأنه یقتل حدا، ولاتوبۃله أصلا تنجیه من القتل سواء بعد القدرة علیه والشهادة أو جاء تائبامن قبل نفسه کالزندیق لأنه حد وجب فلا یسقط بالتوبة ولایتصور خلافه لأنه حد تعلق به حق العبد وفی البزازیة من شك فی عذابه وکفره فقد کفر بخلاف ماإذا سب الله تعالیٰ ثم تاب لأنه حق الله تعالیٰ۔"

محمع الأنهر، کتاب السیر،فصل فی بیان أحکام الجزیة ،ج:٤،ص:٣٦٥۔

ترجمہ: اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ یا دیگر انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگر چہ وہ حالت نشہ میں کیوں نہ ہو تو اسے حداً قتل کیا جائیگا، اور کسی بھی صورت میں اس کی توبہ قبول نہیں، کہ توبہ کی وجہ سے وہ قتل ہو جانے سے بچ سکے، برابر ہے کہ وہ گرفتاری اور شہادت کے بعد توبہ کرے یا خود بخود تائب ہو کر آ جائے (دونوں صورتوں میں اسے قتل سے نجات نہیں مل سکتی) جیسا کہ زندیق کا یہی حکم ہوتا ہے، کیونکہ اس کی یہ سزائے موت بطورِ حداس پر واجب ہو چکی ہے، لہٰذا یہ توبہ سے ساقط نہیں اور اس کے خلاف کا تو تصور ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ ایک ایسی حد ہے کہ جس کے ساتھ بندہ کا حق متعلق ہو چکا ہے، اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جو شخص گستاخِ رسول کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے، بخلاف اس صورت کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور پھر توبہ کرے، کیونکہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

21 ......درر الحکام شرح غرر الاحکام کا حوالہ:

"وأما إذا سبه أو واحدا من الأنبیاء صلوات الله علیهم أجمعین مسلم فإنه یقتل حداولاتوبة له أصلا،سواء بعدالقدرة علیه والشهادة أو جاء تائبامن قبل نفسه کالزندیق لأنه حدوجب فلایسقط بالتوبة ولا یتصور خلاف لأحد لأنه حق تعلق به حق العبد فلایسقط بالتوبة کسائرحقوق الآدمیین وکحد القذف لایزول بالتوبة بخلاف ماإذا سب الله تعالیٰ ثم تاب لأنه حق

اللہ تعالیٰ ولأن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر والبشر جنس تلحقه المعرة إلا من أكرمه الله تعالیٰ والباری تعالیٰ منزه عن جميع المعايب وبخلاف الارتداد لأنه معنى ينفرد به المرتد، ولكونه حق الغير، قلنا إذا شتمه سكران لا يعفى و يقتل أيضاحدا، وهذا مذهب أبی بكر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنه والإمام الأعظم والثوری وأهل الكوفة والمشهور من مذهب مالك واصحابه ـ قال الخطابی لا أعلم أحدا من المسلمين اختلف فی وجوب قتله إذا كان مسلما ـ وقال السحنون المالكی رحمة اللہ علیه :أجمع العلماء على أن شاتمه كافر، وحكمه القتل، ومن شك فی عذابه وكفره كفر كذا فی الفتاوى البزازية ـ"

درر الحکام شرح غرر الأحکام، کتاب الجهاد، ماتسقط به الجزية، ج:۳، ص:۴۰۸ ـ

ترجمہ: بہر حال اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ یا باقی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے تو اسے بطور حد شرعی قتل کیا جائیگا، اور اس کی توبہ بالکل قبول نہیں ہوگی، چاہے گرفتاری اور شہادت کے بعد توبہ کرے یا خود بخود تائب ہو کر آ جائے، دونوں صورتوں کا حکم ایک جیسا ہے، جیسا کہ زندیق کا حکم ہوتا ہے، کیونکہ یہ ایک واجب شدہ حد ہے، جو توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتی، اور اس میں کسی کے اختلاف کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ ایک ایسا حق ہے کہ جسکے ساتھ بندہ کا حق متعلق ہو گیا ہے، لہٰذا وہ توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا جس طرح کہ انسانوں کے باقی حقوق کا معاملہ ہوتا ہے کہ وہ توبہ سے ساقط نہیں ہوا کرتے، اور اسی طرح یہ حد قذف کی طرح ہے کہ جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتی، برخلاف اس صورت کے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے اور پھر توبہ کرے، کیونکہ یہ خالص اللہ کا حق ہے۔ اور گستاخ رسول کی توبہ اس وجہ سے بھی قابل قبول نہیں کہ آپ ﷺ ایک بشر ہیں، اور بشریت ایک ایسی جنس ہے جسکو عار لاحق ہو سکتا ہے، مگر وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ عزت وشرف سے سرفراز فرمائے (جیسا کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے دوجہاں کی عزت وشرف سے سرفراز فرمایا

ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے پاک ہے، اور بخلاف عام مرتد کے کہ اس کا ارتداد اس کے نفس تک محدود ہوتا ہے، اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں بھی آپ ﷺ کی گستاخی کرتا ہے تو اسے بھی معاف نہیں کیا جائیگا، بلکہ بطور حد شرعی کے قتل کیا جائیگا یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا مذہب ہے اور مشہور قول کے مطابق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کسی ایک مسلمان کو بھی نہیں جانتا جس نے گستاخ رسول کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو، اگر وہ مسلمان ہو۔ علامہ سحنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امت کے سب علما کا اجماع ہے کہ گستاخ رسول کافر ہے، اور اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، اور جو اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ فتاوی بزازیہ میں بھی اسی طرح تحریر ہے۔

فائدہ:

"مجمع الأنهر" اور "درر الحکام" کے مندرجہ بالا حوالوں سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱...... گستاخِ رسول کی سزا یہ ہے کہ اسے حداً قتل کیا جائے اور اس زمانے میں یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔

۲...... اگر حاکم وقت مناسب سمجھے تو گستاخ رسول کو زندہ بھی جلا سکتا ہے۔

۳...... کسی بھی صورت میں اس کی توبہ قبول نہیں، کہ توبہ کی وجہ سے وہ قتل ہو جانے سے بچ سکے، برابر ہے کہ وہ گرفتاری اور شہادت کے بعد توبہ کرے یا خود بخود تائب ہو کر آ جائے دونوں صورتوں میں اسے قتل سے نجات نہیں مل سکتی جیسا کہ زندیق کا یہی حکم ہوتا ہے۔

۴...... جو شخص اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

۵...... یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا مذہب ہے اور مشہور قول کے مطابق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

22......بدائع الصنائع کا حوالہ:

"وکذلك لو أکره علی سب النبی علیه الصلوة والسلام فخطرببالہ رجل آخراسمه محمد فسبه بذلك لایصدق فی الحکم ویحکم بکفره لأنه إذا خطرببالہ رجل آخرفھذا طائع فی سب النبی محمد علیه الصلوة والسلام ثم قال عنیت به غیره فلایصدق فی الحکم ویصدق فیمابینه وبین اللہ تعالیٰ لأنه یحتمل کلامه ولولم یقصد بالسب رجلاآخرفسب النبی علیه الصلوة والسلام فھو کافرفی القضاء وفیمابینه وبین اللہ جل شانه،ولولم یخطرببالہ شیء لایحکم بکفره ویحمل علی جھة الإکراہ علی ما مر ۔ واللہ سبحانه وتعالیٰ أعلم۔ھذا إذا کان الإکراہ علی الکفرتاما، فأماإذا کان ناقصایحکم بکفره لأنه لیس بمکره فی الحقیقة لأنه مافعله للضرورة بل لدفع الغم عن نفسه ولوقال کان قلبی مطمئنابالإیمان لا یصدق فی الحکم لأنه خلاف الظاھر کالطائع إذا أجری الکلمة ثم قال کان قلبی مطمئنا بالإیمان ویصدق فیمابینه وبین اللہ تعالیٰ۔

بدائع الصنائع ،کتاب الإکراہ ،فصل فی بیان الحکم مایقع علیه الإکراہ،ج:۱۶،ص:۸۰۔

ترجمہ:اوراسی طرح اگرکسی شخص کواس بات پرمجبورکیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کی گستاخی کرے پھراس آدمی کے دل میں ایک دوسرے آدمی کا خیال آیا جس کا نام محمد تھااوراس نے اس کوگالی دی،اورپھراس کااقرار بھی کیاتودنیوی احکامات میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اوراس کے کفرکاحکم لگایاجائیگا،کیونکہ جب اس کے دل میں دوسرے آدمی کاخیال آیاتویہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اپنے نبی محمد ﷺ کی گستاخی کرنے پر رضامند ہے پھرجب بعد میں یہ کہتاہے کہ محمد سے مرادمیں حضور ﷺ نہیں بلکہ وہ دوسرا آدمی تھا،تودنیوی احکامات میں اس کی اس بات کی تصدیق نہیں کی جاسکتی،ہاں اللہ تعالیٰ کے ہاں اخروی احکامات میں اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کاکلام اس بات کااحتمال رکھتاہے کہ محمد سے مرادوہ دوسرا آدمی ہو،اوراگرگالی دیتے وقت اس

نے دوسرے آدمی کا قصد نہیں کیا بلکہ حضور ﷺ ہی کو گالی دی تو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے اعتبار سے کافر ہو جائیگا، اور اگر اس کے دل میں کسی بھی چیز کا خیال نہ آیا تو پھر اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، اور اس کو اکراہ پر محمول کیا جائیگا، یہ تمام صورتیں اس وقت ہیں کہ جب اسے مکمل طور سے کفر پر مجبور کیا جائے لیکن اگر مکمل طور سے نہیں بلکہ ناقصاً کفر پر مجبور کیا گیا تو پھر مذکورہ تمام صورتوں میں اس کے کفر کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں حقیقتاً مکرہ نہیں ہے، اور اس نے ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے آپ سے غم دور کرنے کے لئے ایسا کیا ہے، اگر وہ یہ کہے کہ گالی دیتے وقت میرا دل ایمان پر مطمئن تھا تو اس کے اس قول کی دنیوی احکامات میں تصدیق نہیں کی جا سکتی، کیونکہ یہ خلاف ظاہر ہے، اور یہ تو اس طرح ہے کہ کوئی آدمی خوشی سے گستاخی کرے اور پھر یہ کہے کہ میرا دل ایمان پر مطمئن تھا، ہاں اخروی احکامات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی تصدیق کی جائیگی۔

23......تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ کا حوالہ:

”فھو کافر یجب قتله باتفاق الأمة و لاتقبل توبته وإسلامه فی إسقاط القتل سواء تاب بعد القدرة علیه والشهادة علی قوله أوجاء تائبامن قبل نفسه لأنه حد وجب ولاتسقطه التوبة کسائر الحدود، ولیس سبه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کالارتدادالمقبول فیه التوبة لأن الارتداد معنی ینفرد به المرتد لاحق فیه لغیره من الآدمیین فقبلت توبته ومن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تعلق به حق الآدمی ولایسقط بالتوبة کسائر حقوق الآدمیین ، فمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم أوأحدا من الأنبیاء صلوات اللہ علیهم وسلامه فإنه یکفرویجب قتله ثم إن ثبت علی کفرولم یتب ولم یسلم یقتل کفرابلاخلاف وإن تاب وأسلم فقد اختلف فیه والمشهور من المذهب القتل حدا وقیل یقتل کفرافی الصورتین۔“

تنقیح الفتاویٰ الحامدیة، کتاب الشرکة ،باب الردة والتعزیر، ج:۲،ص:۱۷۷۔

ترجمہ: گستاخی کرنے والا کافر ہے باتفاق امت اس کا قتل کرنا واجب ہے، اور اس سے سزائے موت کے ساقط کرنے کے لئے اس کے توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کا کوئی اعتبار نہیں برابر ہے کہ گرفتاری اور اس کے خلاف گواہیاں ہو جانے کے بعد توبہ کرے یا خود بخود تائب ہو کر آ جائے، کیونکہ اس کی سزائے موت بطور حد کے ہے، جو توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتی، جس طرح کہ باقی حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں۔ اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی اس طرح کا ارتداد نہیں جس میں توبہ قبول ہوتی ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ (یعنی عام ارتداد اور توہین رسالت کی وجہ سے مرتد ہونے میں فرق یہ ہے کہ) ارتداد ایک ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق مرتد کے اپنے نفس کے ساتھ ہے، اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کا اس کے ساتھ کوئی حق متعلق نہیں ہوا کرتا، اس وجہ سے مرتد کی توبہ قبول ہوتی ہے، اور جو آدمی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کے ساتھ انسانوں کا حق متعلق ہو جاتا ہے، لہٰذا توبہ سے اس کا یہ جرم ساقط نہیں ہو سکتا جس طرح کہ انسانوں کے عام حقوق صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوتے، لہٰذا جس آدمی نے حضور ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اس کا قتل کرنا واجب ہو جائیگا پھر اگر وہ اپنے اس کفر پر برقرار رہا اور اس نے توبہ بھی نہیں کی اور اسلام بھی قبول نہیں کیا تو بغیر کسی اختلاف کے اس کو قتل کیا جائیگا، لیکن اگر یہ توبہ کر کے اسلام قبول کرے تو اس صورت میں فقہاء کا اختلاف ہے، مشہور قول کے مطابق اسے پھر بھی حداً قتل کیا جائیگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں صورتوں میں اسے کفراً قتل کیا جائیگا۔

24 ......ألفقه الإسلامی و أدلته کا حوالہ:

"وأجمع العلماء کماقال القاضی عیاض فی الشفاء علی وجوب قتل المسلم إذا سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لقوله تعالیٰ إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔"

الفقه الإسلامی و أدلته، الباب الثانی التعزیر، التعزیر بالقتل سیاسة، ج:۷، ص:۵۵۹۴۔

ترجمہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں فقہاء کرام کا اس مسلمان کے قتل کرنے کے وجوب پر اتفاق نقل کیا ہے جو آپ ﷺ کی گستاخی کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: "کہ بیشک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے رسوائی کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

25 ...... ألفقه الإسلامي وأدلته کا دوسرا حوالہ:

" وأما من سب الله تعالىٰ أو النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو أحدا من الملائكة أو الأنبياء فإن كان مسلما قتل اتفاقا واختلف هل يستتاب أو لا، والمشهور عند المالكية عدم الاستتابة۔ "

الفقه الاسلامی و أدلته ،شروط صحة الردة،الأول العقل ،ج:۷،ص:۵۵۷۷۔

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کو یا نبی کریم ﷺ یا فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو یا انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو گالی دیتا ہے، تو اگر وہ مسلمان ہو تو باتفاق ائمہ اسے قتل کیا جائیگا البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائیگا یا نہیں؟ مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

26 ...... ألإستذکار کا حوالہ:

"قال إسحاق قد أجمع المسلمون أن من سب الله عز وجل أو سب رسوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو دفع شيئا مما أنزل الله أو قتل نبيا من أنبياء الله تعالىٰ أنه كافر بذلك وإن كان مقرى بكل ما أنزل الله۔"

الاستذکار لابن عبدالبر، کتاب صلوة الجماعة ،باب إعادة الصلوة مع الإمام۔

ترجمہ: امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے، یا اللہ کے رسول ﷺ کی گستاخی کرے یا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیزوں میں سے کسی بھی شے کو رد کرے، یا اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو قتل کرے، تو بیشک وہ آدمی ان مذکورہ کاموں کی وجہ سے کافر ہو جائیگا، اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام چیزوں کا اقرار بھی کرتا ہو۔

فائدہ:

الاستذکار فقہ مالکی کی مستند ترین کتاب ہے علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مقام اور علمی تفوق اہل علم سے مخفی نہیں، مذکورہ حوالہ میں علامہ نے امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اہم قول نقل فرمایا ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے آدمی کافر ہوجاتا ہے، اگرچہ وہ دین کے تمام امور کا اقرار کرتا ہو، اور کسی بھی حکم کا منکر نہ ہو، لیکن توہین رسالت کا جرم اتنا سنگین ہے کہ اس کی وجہ سے وہ بہر حال کافر ہوجائیگا۔

27 ...... کتاب الأم کا حوالہ:

"وعلى أن أحدا منكم إن ذكر محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو كتاب الله عزوجل أو دينه بما لا ينبغي أن يذكره به فقد برئت منه ذمة الله ثم ذمة أمير المؤمنين وجميع المسلمين ونقض ما أعطى عليه الأمان وحل لأمير المؤمنين ماله ودمه كما تحل أموال أهل الحرب ودماءهم۔"

كتاب الأم للإمام الشافعي رحمة الله عليه ،إذا أراد الإمام أن يكتب كتاب صلح على الجزية كتب بسم الله الرحمن الرحيم،ج:٤،ص:١٩٤۔

ترجمہ: یعنی مسلمان حاکم جب ذمیوں کے لئے صلح کی تحریر لکھے تو اس میں یہ بھی لکھے کہ اگر تم میں سے کوئی حضرت محمد ﷺ یا اللہ تعالیٰ کی کتاب یا اللہ کے دین کا تذکرہ نامناسب الفاظ کے ساتھ کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اور پھر امیر المومنین اور سب مسلمانوں کا ذمہ ختم ہوجائیگا، اور جس بات پر اسے امان دیا گیا تھا وہ ٹوٹ جائیگا، اور امیر المؤمنین کے لئے اس کا مال اور خون حلال ہوجائیگا، جیسے کہ حربیوں کا مال اور خون حلال ہے۔

28 ...... المغنی کا حوالہ:

"ومن سب الله تعالىٰ كفر سواء كان مازحا أو جادا وكذلك من استهزأ بالله تعالىٰ أو بآياته أو برسله أو كتبه قال الله تعالىٰ ﴿ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وآياته ورسوله كنتم

تستهزؤن لا تعتذروا قد كفرتم بعدايمانكم ﴾ وينبغي أن لايكتفى من الهاذى بذلك بمجرد الإسلام حتى يؤدب أدبايزجره عن ذلك فإنه إذا لم يكتف ممن سب رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتوبة فمن سب الله تعالىٰ أولىٰ ؎۔"

المغنى لابن قدامة، كتاب قتال أهل البغى، فصل سب اللّٰه تعالىٰ، مسئلة إذا اتفق المسلمون على إمام ،ج:٨،ص:١٥٠۔

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کو گالی دے وہ کافر ہو جائے گا خواہ مزاح میں دے یا سمجھ بوجھ کر دے، اسی طرح وہ آدمی بھی کافر ہو جائیگا جو اللہ تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ کی آیات یا اللہ تعالیٰ کے رسولوں یا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کا مذاق اڑائے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:''اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو بات چیت کرتے تھے، اور دل لگی، تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسولوں سے تم ٹھٹھے کرتے تھے، بہانے مت بناؤ تم تو کافر ہو گئے اظہار ایمان کے بعد'' اور مناسب یہ ہے کہ مذاق اور تمسخر کرنے والے سے صرف اسلام کا مطالبہ کرنے کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ اسے ایسی سزا دی جائے جو اسے ایسا کرنے سے روک دے، کیونکہ جب حضور ﷺ کی گستاخی کرنے والے کو صرف توبہ کرنے کی وجہ سے نہیں چھوڑا جاتا (بلکہ ہر حال میں قتل کیا جاتا ہے) تو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو تو بطریق اولیٰ نہیں چھوڑا جائیگا۔

بابِ پنجم

﴿گستاخِ رسول اور علماءِ دیوبند کا مؤقف﴾

علماءِ دیوبند (کثر اللہ سوادہم) سے اللہ تعالیٰ نے دین کی جو خدمت لی ہے وہ اظہر من الشمس ہے، دین کا کوئی بھی شعبہ ہو دیوبند کے فرزندوں نے ہر میدان میں ہراول دستے کا کام دیا ہے، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے ذریعے کتاب وسنت کے علوم و معارف کا جو فیضان اطراف عالم میں پھیلا ہے اس کی نظیر ملنی اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، اور ہم اس بات کے کہنے میں کوئی غلو نہیں سمجھتے کہ اگر دارالعلوم دیوبند کا وجود نہ ہوتا تو برصغیر پاک و ہند میں مذہب اہل سنت والجماعت کا صرف نام رہ جاتا یہ دارالعلوم کا فیض ہے کہ یہاں سے اٹھنے والی مبارک مساعی سے شرک والحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور توحید وسنت کے انوار پھیل گئے، اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک اس دارالعلوم اور اس کے مزاج اور مذاق سے وابستہ دینی اداروں نے ایسی نابغہ روزگار شخصیتوں کو پیدا کیا ہے جنہوں نے درس وتدریس، تحریر وتقریر، تزکیہ وتربیت، دعوت وتبلیغ اور وعظ وارشاد کے ذریعے سے اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کی سرکوبی کو اپنا اہم اور مقدس فریضہ سمجھا ہے، اور جب تک اپنے اس فریضہ سے سبکدوش نہ ہوئے اس وقت تک بے چین اور مضطرب رہے۔ منکرین حدیث ہو یا منکرین ختم نبوت، نظریہ دوقرآن پر ایمان رکھنے والے ہوں یا تجدد زدہ اور عقل پرست، فتنہ قادیانیت ہو یا فتنہ نیچریت، رضاخانیت ہو یا چکڑالویت، فتنہ خاکساریت ہو یا مودودیت ان میں سے کسی بھی ''فتنہ عمیاء'' کو لے لیجئے اکابر دیوبند اس کے قلع قمع کرنے اور اس کی شہ رگ پر نشتر زنی کرنے میں پیش پیش ملیں گے۔ یہ صرف دیوبند اور دیوبندی مکتب فکر سے وابستہ اداروں کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت

مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ التفسیر حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ جیسے مفسر، امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری جیسے محدث، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہ، امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جیسے راہنما اور حضرت مولانا الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے داعی اور مبلغ اس امت کے لئے پیدا کیے، علماء دیوبند کا کردار ایسا صاف، شفاف، بے داغ اور منور و مبارک ہے کہ بقول اقبال ؎

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

اس باب میں ہم اپنے ان اسلاف کے اقوال وفتاویٰ کو ذکر کریں گے، جس سے معلوم ہوگا کہ علماء دیوبند کے ہاں گستاخ رسول کافر، دائرۂ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔

وباللہ التوفیق

1 ......امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف انیق ''اکفار الملحدین'' میں ضروریات دین، اہل قبلہ کی تکفیر، موجبات کفر اور التزام ولزوم کفر وغیرہ دقیق ترین مسائل پر جو مفصل ومدلل گفتگو فرمائی ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے اور حق

تو یہ ہے کہ واقعۃً یہ حضرت شاہ صاحب ہی کا کام تھا، اور وہی ان مسائل پر ایسی گفتگو فرما سکتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والے شخص پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم یا آپ ﷺ کی توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الخراج" میں فرماتے ہیں: جو مسلمان آپ ﷺ پر (العیاذ باللہ) سب وشتم کرے یا آپ ﷺ کو جھوٹا کہے یا آپ ﷺ میں عیب نکالے یا کسی بھی طرح آپ ﷺ کی توہین وتنقیص کرے وہ کافر ہے۔ اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو جائیگی۔"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "شفاء" میں فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم کرنے والا کافر ہے اور جو کوئی اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔" اکفار الملحدین، ص:۱۳۶۔

اسی طرح حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: "امت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم یا آپ ﷺ کی ذات میں عیب چینی موجب کفر وارتداد وقتل ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "شرح شفاء جلد دوم ص:۳۹۳" پر فرماتے ہیں کہ: "تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر سب وشتم کرے (وہ مرتد ہے) اس کو قتل کر دیا جائیگا۔ فرماتے ہیں طبری نے بھی اسی طرح یعنی ہر اس شخص کے مرتد ہو جانے کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات صاحبین سے نقل کیا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ پر عیب گیری کرے یا آپ سے بے تعلقی (اور بیزاری) کا اظہار کرے یا آپ ﷺ کی تکذیب کرے وہ مرتد ہے۔

سحنون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم کرنے والا اور آپ کی ذات مقدس میں عیب نکالنے والا کافر ہے اور جو کوئی اس کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اکفار المحلدین، ص:۱۵۲۔

2 ...... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

''اہانت و گستاخی کردن در جناب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کفر است۔''

امدادالفتاویٰ، ج:۵، ص:۳۹۱۔

ترجمہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں توہین اور گستاخی کرنا کفر ہے۔

3 ......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت مدنی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ''الشہاب الثاقب'' میں ''لطائف رشیدیہ'' کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ: ''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورکائنات علیہ السلام ہوں، اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔''

الشہاب الثاقب، ص:۲۰۔

4 ......محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت سہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد، کتاب الحدود میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کی تشریح کرتے ہوئے اپنی مایہ ناز تصنیف ''بذل المجہود'' میں فرماتے ہیں کہ

''ولذا افتی أكثرهم (أی الحنفية) بقتل من أكثر سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم من اهل الذمة وإن أسلم بعد أخذه۔''

بذل المجهود، ج:۲، ص:۱۲۵۔

ترجمہ: اکثر احناف نے اس ذمی کے قتل کا فتوی دیا ہے جو کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو، اگرچہ وہ گرفتاری کے بعد مسلمان بھی ہو جائے، تب بھی اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

فائدہ:

فقہاء کا اختلاف صرف ذمی کے بارے میں ہے کہ آیا جب کوئی ذمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائیگا یا نہیں؟ علامہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے احناف کا مذہب ذکر فرمایا ہے کہ عندالاحناف ایسے ذمی کو قتل کیا جائیگا۔ باقی اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ یہ جرم کرے تو فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسے قتل کرنا واجب ہے۔ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

5 ......عارف باللہ مفتی اعظم حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' میں کئی جگہ پر گستاخ رسول

اورتوہین رسالت پر مدلل کلام فرمایا ہے، یہاں پر ہم اختصار کے پیش نظر حضرت مفتی صاحب ؒ کے صرف دو اقوال کو ذکر کرتے ہیں:

۱......حضرت مفتی صاحب ؒ سے سوال کیا گیا کہ جو شخص حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ تو مفتی صاحب ؒ نے جواب میں فرمایا کہ ایسا شخص کافر ہے۔ چنانچہ مستفتی کا سوال اور مفتی صاحب ؒ کا جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں:

سوال......(٤٩) ماقولكم من سب وشتم الانبياء عليهم السلام كلهم عامداصريحاوسب كتابا فيه ذكرهم سباباقبيحافى جماعة من المسلمين،وأى الأحكام جارية عليه مع كونه مسلما؟

الجواب :......لاريب فى كفرمن تفوه بهذاالكلام۔

فتاوی دارالعلوم دیوبندمکمل ومدلل،ج:١٢،ص:٢١٦۔

۲......ایک دوسرے مقام پر اس قسم کا سوال پوچھا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

سوال:......(۴۲) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور سول کے واسطہ مجھ کو نہ مار، اس پر اس کے خاوند نے خدا اور سول کی شان میں سخت گالیاں دیں وہ کافر ہوایا نہیں؟ اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں، اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے؟

الجواب:......وہ شخص کافر ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی، اور اولاد کی پرورش بھی وہی کرے گی۔

فتاوی دارالعلوم دیوبندمکمل ومدلل،ج:١٢،ص:٢١٤۔

6 ......مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی صاحب ؒ کا فتویٰ:

حضرت مفتی صاحب ؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’جناب رسالت پناہ روحی فداہ ﷺ کی یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والا یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ متفق ہیں کہ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔

وكل مسلم ارتدفتوبته مقبولة إلاالكافربسب نبى من الانبياء فإنه

یقتل حداولاتقبل توبته مطلقاولوسب اللہ تعالیٰ قبلت لأنه حق اللہ تعالیٰ و الأول حق عبدلایزول بالتوبة و کذا لوأبغضه بالقلب فتح واشباء ۔ وفی فتاوی ؒ مصنف ویجب إلحاق الاستهزاء والاستخفاف به لتعلق حقه أیضاانتهی مختصرا۔

درمختار جلد۳،ص:۳۱۶۔

پس جو شخص ایسے آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا کوئی اور ہو ناراضگی نہ کرے یا کم از کم دل سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے بیشک وہ بھی کافر ہے۔

کفایت المفتی، ج:۱،ص:۷۱۔

7 ......شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

سورۃ الحجرات، آیت :۲ کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے، مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔‘‘

تفسیر عثمانی، ج:۲،ص:۱۰۹۹۔

فائدہ:

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے، اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اعمال صرف کفر ہی کی وجہ سے ضائع ہوتے ہیں، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ ’’الشفاء‘‘ میں اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ’’الصارم المسلول‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ولایحبط العمل إلاالکفر والکافر یقتل‘‘

الشفاء۲/۱۳۶۔ الصارم/۴۸۔

ترجمہ: اعمال کو صرف کفر ہی ضائع کرتا ہے اور کافر کو قتل کیا جاتا ہے۔

پس اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ توہین رسالت کی وجہ سے مسلمان کافر اور قتل کا مستحق ہو جائیگا۔

8 ...... مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''تفسیر معارف القرآن'' میں سورۂ احزاب آیت نمبر ستاون کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح ایذا پہنچائے، آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا''۔

معارف القرآن، ج:۷، ص:۲۲۹۔

9 ...... شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت شیخ التفسیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۰۴ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''نبی کی اشارۃً اور کنایۃً تحقیر بھی کفر ہے، اس لئے کہ یہود صراحۃً آپ کی تحقیر نہیں کرتے تھے، ﴿راعنا﴾ کہہ کر اشارۃً اور کنایۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر فرمایا۔''
تفسیر معارف القرآن، ج:۱، ص:۲۵۵۔

10 ...... سرمایہ ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

''اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا بد بخت اپنی آخرت اور دنیا کو تباہ کر دیتا ہے اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔''

فتاویٰ مفتی محمود، ج:۱، ص:۲۸۷۔

11 ...... شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الحجرات، آیت :۲ کی تفسیر میں مفسرین عظام کے اقوال نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع اصوات اور شور و غوغا سے آپ کی اذیت کا اندیشہ ہے اور آپ کو اذیت دینا کفر اور حبط اعمال کا موجب ہے۔''

تفسیر جواھر القرآن، ج:۳، ص:۱۱۶۲۔

12 ...... شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے لئے تصغیر کا صیغہ استعمال کیا وہ بھی کافر ہو جائیگا۔''
آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۱، ص:۶۱۔

13 ......حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمہ اللہ کا فرمان:

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''حضور k کی مجلس میں بیٹھ کر خواہ آپس میں بات چیت کرو یا خود نبی k کی ذات بابرکات سے براہ راست مخاطب ہو، اپنی آواز کو ہمیشہ پست رکھو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو ممکن ہے کہ اللہ کے نبی کے دل میں کدورت پیدا ہو جائے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں اور تمہارے نیک اعمال ہی ضائع ہو جائیں۔'' معالم العرفان فی دروس القرآن، ج:۱۷، ص:۱۷۷

پھر حضرت نے آگے اس موضوع پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم کے مطابق اعمال کا ضیاع کفر، شرک، نفاق یا ریا سے ہوتا ہے، اور محض آواز بلند کرنے سے ایسا نہیں ہوتا، تاوقتیکہ یہ فعل استخفاف، استہزاء یا ایذا رسانی کے لئے ہو، خاص طور پر اگر اللہ کے نبی کی شان میں اس قسم کی بے ادبی یا گستاخی کی جائے تو کفر لازم آتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کے اعمال ضائع ہو جانے کا خدشہ ہے۔''

معالم العرفان فی دروس القرآن، ج:۱۷، ص:۱۷۷۔

14 ......حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم کا فتویٰ:

''لہٰذا اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صراحۃً یا اشارۃً قولاً یا فعلاً بدگوئی اور گستاخی کرے تو شرعاً گستاخی کرنے والا شخص قتل کا مستحق ہے۔''

توہین رسالت اور گستاخوں کا بدترین انجام، ص:۸۔

15 ......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عاقل صاحب کا فرمان:

''ساب النبی اگر مسلم ہے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کو بالاجماع قتل کیا جائے گا من غیر استتابۃ اور اگر وہ ذمی ہے تو عند الجمہور ایسا کرنے سے اس کا عہد ٹوٹ جائے گا لہٰذا اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔''

باخدا دیوانہ باش ......با محمد ہوشیار

باب ششم

چند اہم سوالات و جوابات

سابقہ پانچ ابواب میں ہم قرآن کریم کی آیات اور مفسرین کرام رحمہم اللہ کے اقوال، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات اور حضرات محدثین عظام رحمہم اللہ کے فرامین، فقہاء امت رحمہم اللہ کے اقوال اور علماء دیوبند (کثر اللہ سوادہم) کے فتاوی سے یہ ثابت کر کے چلے آ رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا باقی انبیاء کرام کی شانِ اقدس میں گستاخی اور توہین و تنقیص موجب کفر ہے اور ایسا کرنے والا شخص شرعاً واجب القتل ہے، لیکن اب یہاں پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ گستاخی کا مفہوم کیا ہے؟ کس چیز کو گستاخی کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور کس چیز کو نہیں؟ اگر گستاخِ رسول توبہ کرے تو آیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ اب اس باب پنجم میں ہم مختلف فصلیں قائم کر کے فرداً فرداً ان جیسے پیدا ہونے والے سوالات پر گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ

فصل اول

گستاخی کا مفہوم

یہاں پر سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کا مطلب کیا ہے؟ وہ کون سے ایسے اعمال وافعال ہیں جو گستاخی کے زمرے میں آ کر خرمن ایمان کو خاکستر کرنے والے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ادنیٰ سی بے ادبی، توہین وتنقیص، تحقیر واستخفاف خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ، بالفاظ صریح ہو یا بانداز اشارہ وکنایہ، ارادی ہو یا غیر ارادی، بنیت تحقیر ہو یا بغیر نیت تحقیر کے یہ تمام صورتیں گستاخی میں شامل ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ذات گرامی، آپ کی صفات وعادات، اخلاق واطوار، آپ کے اسماء گرامی اور ارشادات اور آپ سے متعلقہ کسی بھی چیز کی ادنیٰ اور معمولی سی تحقیر یا اس میں کوئی عیب نکالنا بھی گستاخی اور موجب کفر ہے۔

ہروہ شخص جو حضور ﷺ کی ذات اقدس میں عیب اور نقص کا متلاشی ہو آپ کے اخلاق وکردار، عظمت وسیرت، خصائل واوصاف حمیدہ، نسب پاک کی طہارت و پاکیزگی اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی عظمت وحرمت کی طرف کمی وخامی اور عیب منسوب کرتا ہو تو نہ صرف یہ کہ ضلالت وگمراہی، تاریکی وظلمت کی وادی میں بھٹکنا اس کا مقدر بن جاتا ہے بلکہ اس کے منحوس وجود سے اس زمین کو پاک کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام ایسے بدبخت کے واجب القتل ہونے پر متفق ہیں۔

چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”من سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أو شتمه أو عابه أو تنقصه قتل مسلما كان أو كافرا ولا يستتاب۔“

الشفاء، ج:۲، ص:۱۳٤۔

ترجمہ: جس شخص نے آپ ﷺ کو گالی دی یا آپ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ کی شان اقدس میں تحقیر و تنقیص کا ارتکاب کیا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائیگا اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"کل من شتم النبی أو تنقصه مسلما کان أو کافرا فعلیه القتل۔"

الصارم المسلول، ص: ۱۲۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کو سب و شتم کرے یا آپ کی تنقیص و تحقیر کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

چنانچہ فقہاء کرام نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ ہر وہ قول و فعل جو آپ ﷺ کے حضور میں موہم تحقیر ہو یا جس سے آپ ﷺ کی گستاخی و بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو وہ گستاخی کے ضمن میں شامل ہے۔ گویا گستاخی کے مفہوم میں انتہائی عموم ہے، اور اس سے صرف وہ خاص معنی مراد نہیں جسے ہمارے عرف میں گالی کہتے ہیں۔ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کا مطلب ہی یہ ہے کہ خدا کے بعد کوئی ہے تو نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی ہے تو پھر معاملہ انتہائی نزاکت کا ہے خوب سمجھ لینا چاہیے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آیا شریعت مطہرہ نے توہین اور گستاخی کی کوئی تعریفی حد بندی کی ہے یا اسے عوامی رواجات پر چھوڑا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے اسے عوامی رواجات پر چھوڑا ہے کہ عرف اور رواج میں جن افعال اور اقوال کو توہین سمجھا جائے گا ان پر گستاخی کے احکامات کا نفاذ ہوگا، چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''الصارم المسلول'' میں فرماتے ہیں کہ:

إذا لم یکن للسب حد معروف فی اللغة ولا فی الشرع فالمرجع فیه إلیٰ عرف الناس فما کان فی العرف سباً فهو سب للنبی......فکل ما عده الناس شتماً أو سباً أو تنقصاً فإنه یجب به القتل۔

الصارم المسلول، ص: ۳۹۶۔

ترجمہ: سب (برا بھلا کہنا) کی لغت کی زبان میں اور شریعت کی اصطلاح میں کوئی

تعریف کی گئی ہے۔ بلکہ اس میں اصل مدار لوگوں کا عرف ہے عرف اور رواج میں جسے گالی کہا جائے وہ اللہ کے رسول کے لئے بھی گالی سمجھی جائے گی......لہذا لوگ جسے گالی، نازیبا جملہ یا توہین تصور کریں، وہ لفظ اگر کسی سے اللہ کے رسول کی شان میں سرزد ہوگا تو شاتم رسول ہونے کے سبب اس کی سزا قتل ہوگی۔

البتہ یہاں پر ہم چند فقہاء کرام کے ارشادات نقل کرتے ہیں جس سے قارئین بآسانی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا مفہوم کس قدر وسیع ہے لہٰذا ہر دم یہ خیال ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ مبادا کوئی قول و فعل ایسا سرزد نہ ہو جائے جو توہین کے زمرے میں آتا ہو اور ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اس گئے گزرے زمانے میں مسلمان کے پاس اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف ایمان ہے پھر اگر اس کو بھی نبی پاک ﷺ کی شان میں کوئی ہلکی سی بے ادبی کر کے گنوا بیٹھے تو پھر دونوں جہانوں کا خسارہ مقدر بن جائے گا۔

1 ......قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں فرماتے ہیں کہ:

"أن جميع من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو عابه أو ألحق به نقصا في نفسه أو نسبه أو دينه أو خصلة من خصاله أو عرض به أو شبهه بشيء على طريق السب له أو الإزراء عليه أو التصغير لشانه أو الغض منه والعيب له فهو ساب له۔"

الشفاء، ج:۲، ص:۱۳۳۔

ترجمہ: جو شخص آپ ﷺ کو گالی دے (العیاذ باللہ) یا آپ ﷺ پر عیب لگائے یا آپ ﷺ کی ذات گرامی یا آپ کے نسب یا آپ کے دین یا آپ کی عادات میں سے کسی عادت کی طرف نقص اور کمی کی نسبت کرے یا آپ ﷺ پر تعریض کرے یا بطریق گستاخی آپ ﷺ کو کسی چیز سے تشبیہ دے یا آپ کو ناقص کہے یا آپ کی شان کو کم کرے یا آپ ﷺ پر یا آپ کی کسی بات پر عیب لگائے تو وہ آپ ﷺ کا گستاخ کہلائے گا۔

اسی طرح مزید گفتگو کرتے ہوئے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"وكذلك من لعنه أودعاعليه أوتمنى مضرة له ،أونسب إليه مالايليق بمنصبه على طريق الذم أوعبس في جهته العزيزة بسخف من الكلام وهجرومنكرمن القول وزورأوعيره بشيء مماجرى من البلاء والمحنة أوغمصه ببعض العوارض البشرية الجائزة المعهودة لديه۔" الشفاء ،ج:۲،ص:۱۳۳۔

ترجمہ:اسی طرح جو شخص آپ ﷺ پرلعنت کرے (العیاذ باللہ) یا آپ کے حق میں بددعا کرے یا آپ کے لئے کسی ضرر اور تکلیف کی آرزو کرے یا آپ کی طرف کسی ایسی شے کی نسبت کرے جو آپ کی شان کے لائق نہ ہو اور اس کا مقصد آپ کی برائی کرنا ہو یا آپ ﷺ کی شان میں بیہودہ کلام کرے آپ کو برا کہے، یا جھوٹ کہے یا آپ ﷺ پر جو مصائب اور سختیاں آئیں ہیں ان کی وجہ سے آپ ﷺ کو عار دلائے یا بشریت کی وجہ سے عادۃً جو عوارض (بیماری بھوک وغیرہ) آپ ﷺ کو لاحق ہوئے ان کی بناء پر آپ کی قدر کو کم کرے یہ سب صورتیں گستاخی میں شامل ہیں۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"وكذلك أقول حكم من غمصه أوعيره برعاية الغنم أو السهو أو النسيان أوالسحر ،أوماأصابه من جرح أوهزيمة لبعض جيوشه أوأذى من عدوه أوشدة في زمنه بالميل إلى نسائه فحكم هذا كله لمن قصدبه نقصه القتل۔" الشفاء،ج:۲،ص:۱۳۶۔

ترجمہ:اسی طرح میں کہتا ہوں کہ جو شخص آپ ﷺ کو حقیر جانے یا آپ ﷺ کو بکریوں کا چرانے والا، سہو ونسیان اور جادو کے حملے یا آپ کو زخم لگنے یا آپ کے لشکروں کی شکست یا دشمنوں کی ایذارسانی یا آپ پر مصائب وشدائد کے نزول یا ازواج مطہرات کے ساتھ آپ ﷺ کے حسنِ سلوک کے حوالوں سے آپ ﷺ کو عار دلائے تو ان سب باتوں کا حکم یہ ہے کہ جو شخص ان سب باتوں میں کسی سے بھی آپ ﷺ کی ذات میں نقص نکالنے کا ارادہ کرے وہ قتل کیا جائیگا۔

2 ......حضرت ابن وہب نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ:

"من قال إن رداء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویروی زر النبی وسخ أرادبه عیبه قتل۔" الشفاء، ج:۲،ص:۱۳٤۔

ترجمہ: جو شخص یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کی چادر یا آپ ﷺ کی قمیص کا بٹن گندا اور میلا ہے اور اس سے اس کا ارادہ آپ ﷺ کی تحقیر کا ہو تو اسے قتل کیا جائے گا

3 ......احمد بن سلیمان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

"من قال إن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان أسود یقتل۔"

الشفاء، ج:۲،ص:۱۳۵۔

ترجمہ: جو شخص یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کا رنگ سیاہ تھا اسے قتل کیا جائے گا۔

4 ......فقہاء اندلس کا فتویٰ:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے "الشفاء" میں فقہاء اندلس کا ایک متفقہ فیصلہ ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

"وأفتی فقهاء الأندلس بقتل بن حاتم المفتقة الطلیطلی وصلبه بما شهد علیه به من استخفافه بحق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تسمیته إیاه اثناء مناظرته بالیتیم وختن حیدرة وزعمه أن زهده لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات أکلها۔" الشفاء، ص:۲،ص:۱۳۵۔

ترجمہ: فقہاء اندلس نے بالاتفاق ابن حاتم طلیطلی کے قتل اور سولی دینے کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ اس کے خلاف یہ گواہی دی گئی تھی کہ اس نے آپ ﷺ کا استخفاف کیا ہے اور مناظرہ کے دوران آپ ﷺ کو یتیم اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا سسر کہا ہے اور اس کا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ کا زہد اختیاری نہیں تھا (بلکہ آپ اس پر مجبور تھے، کیونکہ آپ کو العیاذ باللہ نعمتیں میسر نہ تھیں) بلکہ اگر آپ کو دنیوی نعمتیں میسر ہوتیں تو آپ انھیں استعمال کرتے۔

اور چونکہ ابن حاتم کا یہ بکواس سراسر آپ ﷺ کی گستاخی تھی اس وجہ سے فقہاء اندلس نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔

5 ......امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعیر فقد کفر۔" فتاویٰ قاضی خان، ج:٤،ص:٨٨٢۔

ترجمہ: اگر کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کو شعر کہنے کے بجائے شعیر (صیغہ تصغیر کے ساتھ) کہا تو کافر ہو جائے گا۔

6 ......فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کھانا کھالیتے تو اس کے بعد آپ اپنی انگلیاں صاف کر لیتے سننے والے نے بطور اہانت کے کہا کہ یہ ادب کے منافی ہے تو یہ کہنے والا کافر ہو جائیگا۔ فتاویٰ بزازیہ، ج:٦،ص:٣٢٨۔

7 ......خلاصۃ الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ ناخن ترشوانا سنت ہے سننے والے نے بطور اہانت و گستاخی کے کہا کہ ٹھیک ہے سنت ہے مگر میں ناخن نہیں ترشواتا تو یہ شخص کافر ہو جائیگا۔ خلاصۃ الفتاویٰ، ج:٤،ص:٣٨٦۔

8 ......فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے حدیث مبارک سنی پھر اس کے بعد حقارت اور استخفاف کے انداز میں کہے کہ اس طرح کی احادیث میں نے بہت سنی ہوئی ہیں تو یہ کہنے والے کافر ہو جائے گا۔ فتاویٰ بزازیہ، ج:٤،ص:٨٦۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر وہ قول و فعل جو صراحۃً تو در کنار صرف اس سے یہ شائبہ تک بھی نکلتا ہو یہ حضور ﷺ کی شانِ اقدس کے خلاف ہے یا اس سے بے ادبی اور استخفاف کا پہلو نکلتا ہے تو وہ گستاخی کے زمرے میں شامل ہوگا اسی طرح ہر وہ چیز جس کا حضور ﷺ کے ساتھ ربط و تعلق ہے اس کے متعلق ادنی سی بے ادبی بھی گستاخی ہونے کی وجہ سے خرمن ایمان کو خاکستر کر سکتی ہے، اس لئے کمال ادب اور محتاط پہلو یہی ہے کہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ ایسے قول و فعل سے بچا جائے جو بارگاہ نبوت کے ادب اور تقدس کے خلاف ہو اس لئے کہ ؎

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

فصل دوم

نیت کا مسئلہ

دوسرا اہم سوال جو اس ضمن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی شخص سے ایسے کلمات صادر ہو جائیں یا وہ کوئی ایسا عمل کر بیٹھے جو حضور سرورِ کائنات ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے زمرے میں آتا ہو، لیکن اس کی نیت اپنے اس قول یا فعل سے آپ کی شان میں گستاخی کی نہیں تھی بلکہ بغیر نیت کے غیر ارادی طور پر اس سے ایسا سرزد ہوا ہے، تو آیا اس پر گستاخ کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس دنیا کے احکام کے اعتبار سے اس پر گستاخ کے احکام جاری ہوں گے یعنی وہ واجب القتل اور سزائے موت کا مستحق ٹھہرے گا کیونکہ نیت اور ارادہ نہ ہونے کی رعایت اگر مل جائے تو پھر ہر گستاخ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائے گا کہ میرا ارادہ گستاخی اور اہانت کا نہیں تھا، اور نہ ہی میری ایسی نیت تھی، لہٰذا توہین رسالت کے انسداد کے لئے اور اسے کلیۃً ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس جرم عظیم کے ارتکاب میں کسی گستاخ کی نیت اور قصد و ارادے کا بالکل اعتبار نہ کیا جائے اور یہی جمہور فقہاء کرام کا مذہب ہے ذیل میں ہم چند فقہاء کرام کے حوالے نقل کرتے ہیں، جن سے صاف ظاہر ہوگا کہ گستاخی رسول میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں کسی کی نیت گستاخی کی ہو یا نہ ہو، لیکن اس سے اگر ایسے اعمال وافعال صدور ہوگا جو گستاخی کے ضمن میں آسکتے ہیں تو وہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔

1 ......علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیر روح البیان'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''واعلم أنه قداجتمعت الأمة على أن الاستخفاف بنبيناأوبأى نبى كان من الأنبياء كفرسواء فعله فاعل ذلك استحلالاأم فعله معتقدابحرمته ليس بين العلماء خلاف فى ذلك والقصدللسب

وعدم القصد سواء إذ لا يعذر أحد في الكفر بالجهالة، ولا بدعوى زلل اللسان، إذا كان عقله في فطرته سليما۔"

تفسیر روح البیان، ج:۳، ص:۳۹٤۔

ترجمہ: جان لیجئے! کہ امت کا اجماع ہے کہ جو شخص ہمارے نبی ﷺ یا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کا استخفاف کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، خواہ اسے حلال سمجھ کر کرے یا حرام سمجھ کر کرے، اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں خواہ وہ سب (گالی) کا قصد کرے یا نہ کرے کوئی فرق نہیں، کیونکہ جہالت کی وجہ سے کفر کرنا کوئی عذر نہیں ہے، اور نہ ہی زبان کا پھسل جانا کوئی عذر ہے، جبکہ اس کی عقل صحیح ہو۔

2 ......امام شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ "نسیم الریاض" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"المدار في الحكم بالكفر على الظواهر ولا نظر للمقصود والنيات ولا نظر لقرائن حاله۔" نسیم الریاض شرح الشفاء، ج:٤، ص:٤٢٦۔

ترجمہ: توہین رسالت کی وجہ سے کفر کا حکم لگانے کا مدار ظاہری الفاظ پر ہے توہین کرنے والے کی نیت اور ارادے کو نہیں دیکھا جائے گا اور نہ ہی قرائن حال کو دیکھا جائیگا۔

فائدہ:

مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توہین کرنے والے کو ہر حال میں سزا دی جائیگی، اور اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائیگا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہیں تھا لہٰذا ضروری ہے کہ توہین رسالت میں کسی گستاخ رسول کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

3 ......امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "الصارم المسلول" میں فرماتے ہیں کہ:

"فإذا كان الأذى والاستخفاف الذي يحصل في سوء الأدب من غير قصد صاحبه يكون كفرا، فالأذى والاستخفاف المقصود المتعمد كفر بطريق أولى۔" الصارم المسلول، ص:٤٨۔

ترجمہ: جب ایسی تکلیف اور استخفاف جو بغیر نیت اور ارادے کے ہونے کے باوجود سوء

ادب میں داخل اور کفر ہے تو پھر جو استخفاف اور ایذا قصداً اور ارادہ ونیت سے ہو تو وہ بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔

فائدہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شان میں استخفاف کرنا یا آپ ﷺ کو اذیت دینا اگر بغیر ارادہ کے ہونے کے باوجود کفر ہے تو پھر جو شخص اپنے ارادہ اور قصد سے شانِ اقدس میں گستاخی کرے گا تو وہ بطریق اولیٰ کافر ہوگا گویا امام موصوف اس بات کے قائل ہیں کہ بغیر نیت اور ارادے کے بھی اگر کوئی آپ ﷺ کی گستاخی کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔اور یہی ہمارا مدعیٰ ہے۔

4 ......اسی طرح امام تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

”وقد دلت هذه الآية على أن كل من تنقص رسول الله صلى اللهتعالىٰ عليه وسلم جاداًأوهازلاًفقد كفر۔“

الصارم المسلول ،ص:۳۲۔

ترجمہ:اور آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے بھی حضور ﷺ کی تنقیص اور اہانت کی خواہ قصداً اور نیت کر کے کی یا ہنسی مذاق میں (بغیر نیت گستاخی کے) بہر صورت وہ کافر ہو جاتا ہے۔

5 ......امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ”الصارم المسلول“ میں ایک تیسری جگہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”فقد اتفقت نصوص العلماء من جميع الطوائف على أن التنقص له كفر مبيح للدم وهم في استتابته على ماتقدم من الخلاف ولافرق في ذلك أن يقصد عيبه والإزراء به أولايقصدعيبه لكن المقصودشيء آخرحصل السب تبعاله أولايقصدشيئامن ذلك بل يهزل ويمزح أو يفعل غيرذلك۔“ الصارم المسلول،ص:۳۸٦۔

ترجمہ:تمام مکاتب فکر کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ کی تنقیص کرنے

والا کافر اور مباح الدم ہے البتہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا یا نہیں؟ تو اس میں فقہاء کا وہی اختلاف ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ اس نے آپ ﷺ کی عیب جوئی اور گستاخی کی نیت کی تھی یا نیت اور ارادہ گستاخی کا نہیں تھا بلکہ مقصود کوئی اور چیز تھی اور گستاخی اس کے ضمن میں پائی گئی، یا یہ کہ سرے سے کوئی ارادہ ہی نہیں تھا، بلکہ ہنسی مذاق کر رہا تھا بہرحال تینوں صورتوں کا حکم ایک ہے کہ وہ سزائے موت کا مستحق ہو جائے گا۔

6 ...... مشہور فقیہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ "أحکام القرآن" میں فرماتے ہیں کہ:

"فاطلع الله نبيه على ذلك فأخبر أن هذا القول كفر منهم على أى وجه قالوه من جد وهزل فدل على استواء حكم الجاد والهازل فى إظهار كلمة الكفر۔" أحكام القرآن، ج:۳، ص:۲۰۷۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات پر مطلع فرما دیا کہ ان منافقوں کا یہ کہنا کفر ہے (مراد إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، سورۃ التوبۃ آیت: ۶۵ ہے) خواہ وہ شعوری طور پر (یعنی نیت اور ارادے سے) کہے یا ہنسی مذاق میں (بغیر گستاخی کی نیت کے) کہے، لہٰذا یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کلمہ کفر کے اظہار میں شعور والے (یعنی جو نیت اور قصد سے کلمہ کفر کہے) اور ہنسی مذاق والے (جو بغیر نیت و ارادہ کے کہے) دونوں کا حکم برابر ہے۔

7 ...... شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز تصنیف "الشہاب الثاقب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" الشہاب الثاقب، ص:۲۰۰۔

8 ...... امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز تصنیف "إکفار الملحدین" میں فرماتے ہیں کہ:

"ہنسی دل لگی اور کھیل و تفریح کے طور پر کلمہ کفر کہنے والا قطعاً کافر ہے، نہ اس کی نیت کا اعتبار ہے نہ عقیدہ کا۔"

ردالمحتار، جلد سوم، ص:۳۹۳ پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ بحر فرماتے ہیں کہ: حاصل یہ ہے کہ جو شخص زبان سے کوئی کلمہ کفر کہتا ہے خواہ ہنسی مذاق کے طور پر یا کھیل تفریح کے طور پر یہ شخص سب کے نزدیک کافر ہے۔ اس میں اس کی نیت یا عقیدہ کا کوئی اعتبار نہیں (اس لئے کہ یہ دین کے ساتھ استہزا ہے جو بجائے موجب کفر ہے۔) جیسا کہ فتاویٰ خانیہ میں اس کی تصریح ہے۔"

اکفار الملحدین، ص: ۱٤٤۔

9 ......حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر معارف القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "اگر چہ صحابہ کرام سے یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ بالقصد کوئی ایسا کام کریں جو آپ ﷺ کی ایذا کا سبب بنے، لیکن بعض اعمال وافعال جیسے تقدم اور رفع صوت اگر چہ بقصد ایذا نہ ہو، پھر بھی ان سے ایذا کا احتمال ہے اس وجہ سے ان کو مطلقاً ممنوع اور معصیت قرار دیا ہے۔" تفسیر معارف القرآن، ج:۸، ص:۱۰۲۔

فائدہ:

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ عمل جس سے ایذا کا احتمال ہو، اس میں قصد اور عدم قصد دونوں برابر ہے، اور ہر حالت میں ایسا عمل ممنوع اور معصیت ہے۔ یعنی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری نیت حضور ﷺ کو ایذا دینے کی نہیں تھی، کیونکہ دربار رسالت میں جرم گستاخی کا ارتکاب ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں نیت اور عدم نیت دونوں برابر ہے۔

10 ......مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحمید سواتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "معالم العرفان" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "مفسرین، محدثین اور فقہاء فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے کسی حکم یا اس کے رسول کے ساتھ تمسخر کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ خواہ اس نے ایسی بات سنجیدگی سے کی ہو یا محض دل لگی سے"۔ معالم العرفان، ج:۹، ص:۴۳۱۔

فائدہ:

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوراس سے پہلے بھی بعض حوالجات میں یہ عبارت آئی ہے کہ" گستاخی کرنے والا یہ عمل سنجیدگی سے کرے یا محض دل لگی اور ہنسی مذاق میں دونوں کاحکم برابر ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گستاخی کی نیت اورارادے سے وہ عمل کرے یا گستاخی کے ارادے اور قصد کے بغیر دونوں صورتوں میں کافراورواجب القتل ہو جائیگا، کیونکہ بغیر ارادہ اورقصد کے سنجیدگی نہیں ہوتی، سنجیدہ ہوکرکوئی کام اسی وقت ہوتا ہے کہ آدمی دل سے اس کام کے کرنے کی نیت اورقصد کرے۔لہٰذامذکورہ بالاحوالوں سے یہ بات صاف ظاہرہوجاتی ہے کہ توہین رسالت کاجرم ایسا ہے کہ اس میں نیت اورعدم نیت دونوں برابر ہیں خواہ نیت کرکے قصداورارادے سے گستاخی کرے یابغیرنیت گستاخی کے اس سے یہ فعل سرزدہوجائے دونوں کاحکم ایک ہے۔

فصل ثالث

گستاخِ رسول کی سزائے موت بطورِ حد ہے

گستاخِ رسول سے متعلقہ مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کو جو سزائے موت دی جاتی ہے اس کی نوعیت کیا ہے؟ آیا یہ سزائے موت کفر کی وجہ سے ہے؟ سیاسۃً ہے؟ یا بطورِ حد کے ہے؟

جمہور فقہاء کرام کا مذہب یہ ہے کہ گستاخ رسول کی سزائے موت بطور حد ہے اور حدود کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوا کرتیں، لہٰذا گستاخ رسول اگر توبہ کر بھی لے تو اس توبہ کی وجہ سے اس کی سزائے موت ختم نہیں ہوسکتی، بلکہ دنیوی احکام میں اسے بہر حال قتل کیا جائیگا، ہاں اگر اس نے سچے دل سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی ہو تو آخرت کے عذاب سے بچ جائیگا۔

یہاں پر ہم چند فقہاء کرام کے حوالے ذکر کرتے ہیں جنہوں نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ گستاخ رسول کی سزائے موت بطور حد ہے۔ لہٰذا اس پر حدود سے متعلقہ مسائل کا اجراء ہوگا۔

1......علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ "فتح القدیر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"كل من أبغض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق أولىٰ ثم يقتل حداعندنافلاتعمل توبته فى إسقاط القتل قالواهذا مذهب أهل الكوفة ومالك نقل عن أبى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه ۔"

فتح القدير، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص: ٢٩٠۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو دل سے آپ ﷺ کے ساتھ بغض رکھے تو وہ مرتد ہے، تو گستاخی

کرنے والا تو بطریق اولیٰ مرتد ہوگا، پھر ہمارے احناف کے ہاں اس گستاخ رسول کو حداً قتل کیا جائے گا لہٰذا توبہ کرنے کی وجہ سے اس کی یہ سزائے موت ساقط نہیں ہوسکتی، فقہاء نے لکھا ہے کہ یہی اہل کوفہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔

2 ......علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "نیـل الأوطــار" میں امام ابوبکر فارسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ونقل أبوبكر الفارسى أحد أئمة الشافعية فى "كتاب الإجماع" أن من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بماهو قذف صريح كفر باتفاق العلماء، فلو تاب لم يسقط عنه القتل، لأنه حد قذفه القتل، وحد القذف لايسقط بالتوبة ـ"

نيل الأوطار، كتاب حد شارب الخمر، باب من صرح بسب النبى ﷺ ج:٧، ص:٢١٤

ترجمہ: امام ابوبکر فارسی رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ شافعیہ میں سے ہیں انھوں نے "کتاب الاجماع" میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی توہین کرے وہ تمام ائمہ کے ہاں کافر ہے، اگر وہ توبہ بھی کرلے تب بھی اس کی یہ توبہ اس سے سزائے موت کو ساقط نہیں کر سکتی، کیونکہ یہ ایک ایسی حد قذف ہے جس کی سزا قتل ہے، اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

3 ......علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "البحر الرائق" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ثم يقتل حداعندنافلاتقبل توبته فى إسقاط القتل قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك رحمة الله عليه ـ"

البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص:٤٩٦ـ

ترجمہ: پھر ہمارے احناف کے ہاں گستاخ رسول کو حداً قتل کیا جائے گا لہٰذا توبہ کرنے کی وجہ سے اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہوسکتی، فقہاء نے کہا ہے کہ یہی اہل کوفہ

اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

4 ......علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "الدرالمحتار" میں فرماتے ہیں کہ:

"ومن نقص مقام الرسالة بقوله بأن سبه صلى اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أوبفعله بأن بغضه بقلبه قتل حدا، كمامر التصريح به۔"

الدرالمحتار، کتاب الجہاد، ج:۳، ص:۳۱۸۔

ترجمہ: جو شخص اپنے کسی قول سے مقام رسالت کی تنقیص کرے، بایں طور کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرے، یا اپنے کسی فعل سے جیسے دل سے آپ ﷺ سے بغض رکھے تو اسے حداً قتل کیا جائے، جیسے کہ اس کی صراحت گزر چکی ہے۔

5 ......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ایک جگہ پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ گستاخ رسول پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"فإنه يقتل حدا، يعني أن جزاءه القتل على وجه كونه حدا، ولذا عطف عليه قوله ولاتقبل توبته لأن الحد لايسقط بالتوبة ۔"

ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: پس اس گستاخ کو حداً قتل کیا جائیگا، یعنی اس کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے، اسی وجہ سے اس پر مصنف کے اس قول کا عطف کیا ہے کہ ولاتقبل توبتہ کہ اس کی توبہ مقبول نہیں ہے، کیونکہ حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں۔

6 ......امام حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فرمان:

"كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلاالكافربسب نبي من الأنبياء، فإنه يقتل حداولاتقبل توبته مطلقا۔" درمختار، ج:۳، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: ہر مسلمان جو مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو اس کی توبہ قبول ہوتی ہے سوائے اس کافر کے جو انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اسے حداً قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کسی بھی صورت میں مقبول نہیں ہے۔

7 ......علامہ خیر الرملی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"إلاإذا سب الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو واحدا من الأنبياء عليهم الصلوة والسلام فإنه يقتل حدا۔"

فتاوی خیریة، ج:١،ص:١٠٢۔

ترجمہ: ہاں جب حضور ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے تو اسے حداً قتل کیا جائے گا۔

8 ......صاحب مجمع الأنہر علامہ شیخی زادہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"وأما إذا سبه عليه الصلوة والسلام أو واحدا من الأنبياء مسلم ولو سكران فإنه يقتل حدا، ولا توبة له أصلا۔"

مجمع الأنهر، كتاب السير بفصل في بيان أحكام الجزية، ج:٤،ص:٣٦٥۔

ترجمہ: اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ حالت نشہ میں کیوں نہ ہو تو اسے حداً قتل کیا جائیگا، اور کسی بھی صورت میں اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔

9 ......علامہ محمد بن فراموز ملا خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"قلنا إذا شتمه سكران لايعفى ويقتل أيضا حدا، وهذا مذهب أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه والإمام الأعظم والثوري وأهل الكوفة والمشهور من مذهب مالك وأصحابه۔"

درر الحكام شرح غرر الأحكام، كتاب الجهاد بما تسقط به الجزية، ج:٣،ص:٤٠٨۔

ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی نشے کی حالت میں بھی آپ ﷺ کی گستاخی کرے گا اسے معافی نہیں ملے گی بلکہ اسے بھی حداً قتل کیا جائیگا۔ (جس طرح کہ حالت نشہ میں نہ ہونے کی صورت میں گستاخی کرنے والے کو حداً قتل کیا جاتا ہے) اور یہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔

10 ......علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا قول:

"فهو كافر يجب قتله باتفاق الأمة ولاتقبل توبته وإسلامه فى إسقاط القتل سواء تاب بعد القدرة عليه والشهادة على قوله أو جاء تائبا من قبل نفسه لأنه حد وجب ولاتسقطه التوبة كسائر الحدود۔"

تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، كتاب الشركة، باب الردة والتعزير۔ ج:۲، ص:۱۷۷۔

ترجمہ: توہین رسالت کا مرتکب کافر ہے اور باتفاق امت اس کو قتل کرنا واجب ہے اور اس سے سزائے موت کے ساقط کرنے کے لئے اس کی توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کا کوئی اعتبار نہیں، برابر ہے کہ گرفتاری کے بعد اور اس کے خلاف گواہیاں ہونے کے بعد توبہ کرے یا خود بخود تائب ہو کر آ جائے کیونکہ اس کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتی۔ جس کہ باقی حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتے۔

11 ......علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"وقد استدل بقصة ابن خطل طائفة من الفقهاء على أن من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من المسلمين يقتل وإن أسلم حدا۔"

الصارم المسلول، ص:۱۰۷۔

ترجمہ: فقہاء کرام کی ایک جماعت نے ابن خطل کے قصے سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کرے تو اسے حداً قتل کیا جائیگا، اگر چہ وہ بعد میں مسلمان کیوں نہ ہو جائے۔

فائدہ:

مذکورہ بالا حوالجات سے یہ بات بالکل صاف ظاہر ہوتی ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کے لئے سزائے موت بطور حد کے ہے۔ لہٰذا اگر کوئی گستاخ توبہ کر بھی لے تب بھی اس کے توبہ کرنے کی وجہ سے اس کی سزائے موت ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ حدود توبہ سے معاف نہیں

ہوتیں اور یہی محققین احناف کا مذہب ہے۔ چنانچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذالحدیث ونائب مفتی استاذی المکرّم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ:

''یہ بات بھی خوب ثابت ہوگئی کہ ایسا بدگو مرتد اگر اپنی بدگوئی اور اپنے کفر سے صحیح توبہ کرلے تب بھی اکثر علماء، فقہاء اور محدثین کے نزدیک اس کا اسلام تو قبول ہوجائے گا مگر بدگوئی اور رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگانے کی وجہ سے اس کی سزائے قتل ہرگز معاف نہ ہوگی۔ اسلام لانے کے باوجود بطور حد کے قتل کیا جائے گا (جیسا کہ عام انسانوں کو لگائی جانے والی تہمت پر حد قذف کہ وہ بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتی۔) احناف کے اکثر جلیل القدر علماء کا یہی مذہب ہے۔

اسلام ومسلمان اور رشدی سلمان، ص:۷۹۔

فصل رابع

کیا گستاخِ رسول سے توبہ کا مطالبہ کیا جائیگا؟

اگر کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) توہین رسالت کا ارتکاب کرے اور جناب نبی کریم ﷺ یا باقی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی گستاخی یا تنقیص وتخفیف کرے تو باتفاق امت وہ کافر ہو جائیگا گویا وہ مرتد ہو کر دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا، لیکن عام مرتدین اور اس مرتد گستاخ کے حکم میں فرق ہے، اور وہ یہ ہے کہ عام مرتدین کے بارے میں حکم یہ ہے کہ انھیں تین دن کی مہلت دی جاتی ہے ان کے شکوک وشبہات زائل کئے جاتے ہیں، اور ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے، لہٰذا اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرتے ہیں تو ان کی سزائے موت ساقط ہو جاتی ہے، لیکن گستاخِ رسول وہ بد بخت کافر ہے کہ اس سے نہ تو توبہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور نہ ہی اسے مہلت دی جائے گی، بلکہ فوراً ہی قتل کیا جائیگا، اگر وہ خود بخود توبہ کرے تو آیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ اس بات پر ہم اگلی فصل میں ان شاء اللہ بحث کریں گے یہاں پر صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ گستاخِ رسول سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا، یعنی اس سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ توبہ کرو، بلکہ اسے بغیر مطالبہ توبہ کے مہلت دیئے بغیر ہی قتل کیا جائیگا، اور اگر کوئی ذمی اس فعل قبیح کا ارتکاب کرے تو اس کا عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا اور وہ بھی سزائے موت کا مستحق ہوگا اس بات کو ہم باب اول اور باب دوم میں مفسرین اور محدثین کے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں کہ توہین رسالت کرنے کی وجہ سے عہد ذمہ ٹوٹ جاتا ہے، اور یہی حکم حربی کافر کا بھی ہے، چنانچہ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے۔ یہاں پر ہم بطور نمونہ ہم فقہاء کے چند اقوال پیش کرتے ہیں جنہوں نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ توہین رسالت کے مجرم سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

1 ...... امام دار الھجرۃ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان:

"من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أو غیرہ من النبیین من مسلم أو کافر قتل ولم یستتب۔" السیف المسلول، ص:۱۰۱۔

ترجمہ: جو شخص حضور ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر تو اسے قتل کیا جائیگا، اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

2 ......حضرت امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"وقال اللیث فی المسلم یسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أنہ لا یناظر ولا یستتاب ویقتل مکانہ وکذلك الیھود والنصاری۔"

أحکام القرآن للجصاص، ج:٤، ص:٢٧٥۔

ترجمہ: امام لیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان حضور ﷺ کی گستاخی کرتا ہے تو اسے نہ مہلت دی جائے گی اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا بلکہ فوراً ہی قتل کیا جائے گا اور یہی حکم یہود و نصاری کا بھی ہے کہ اگر وہ بھی توہین رسالت کرتے ہیں تو انھیں بھی بغیر مہلت کے اور بغیر مطالبہ توبہ کے قتل کیا جائیگا۔

3 ......دکتور وھبۃ الزحیلی کا قول:

"وأما من سب اللہ تعالیٰ أو النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو أحدا من الملائکۃ أو الأنبیاء فإن کان مسلما قتل اتفاقا واختلف ھل یستتاب أو لا؟ و المشھور عند المالکیۃ عدم الاستتابۃ۔"

الفقہ الإسلامی وأدلتہ، شروط صحۃ الردۃ، الأول العقل، ج:۷، ص:۵۵۷۷۔

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی شان میں یا نبی کریم ﷺ کی شان میں یا کسی فرشتے یا انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اگر وہ مسلمان ہو تو باتفاق اسے قتل کیا جائیگا، اور آیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائیگا یا نہیں؟ تو مالکیہ کے مشہور مذہب کے مطابق اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔

4 ......امام أحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"کل من شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أو تنقصہ مسلما کان

أو كافر افعليه القتل وأرى أن يقتل ولا يستتاب۔"

الصارم المسلول ،ص:٢٢٥۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر بہر حال اسے قتل کیا جائیگا، اور میرا مذہب یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائیگا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔

5 ...... امام عثمان بن کنانہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"من شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من المسلمين قتل أو صلب حيا ولم يستتب والإمام مخير في صلبه حيا أو قتله۔"

السيف المسلول،ص:١٠٠۔

ترجمہ: مسلمانوں میں سے جو شخص بھی (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا، یا زندہ جلا دیا جائیگا، اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہو گا ، اور امام کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسے زندہ جلا دے اور اگر چاہے تو اسے قتل کر دے۔

6 ...... إمام أصبغ مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"يقتل على كل حال أسر ذلك أو أظهر ولا يستتاب لأن توبته لا تعرف"۔
الشفاء ج:٢،ص:١٣٤۔

ترجمہ: گستاخ رسول کو ہر حال میں قتل کیا جائیگا، خواہ وہ گستاخی کو چھپائے یا ظاہر کرے، اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا، کیونکہ اس کی توبہ کرنے کی کوئی مثال پائی نہیں جاتی۔

7 ...... حضرت عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"من سب النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من مسلم أو كافر قتل ولم يستتب۔"
السيف المسلول،ص:١٠١۔

ترجمہ: جو شخص حضور ﷺ کی گستاخی کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائیگا۔ اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔

8 ...... قاضی اَبو علی بن اَبی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"ومن سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قتل ولم یستتب ومن سبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من أهل الذمة قتل وإن أسلم۔"

الصارم المسلول،ص:۲۲۷۔

ترجمہ: جو شخص حضور ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا،اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا،اور جو ذمی حضور ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا اگرچہ وہ مسلمان بھی ہو جائے۔

9 ......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عاقل صاحب کا فرمان:

"ساب النبی اگر مسلم ہے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کو بالاجماع قتل کیا جائے گا من غیر استتابۃ"

الدر المنضود، ج:٦،ص:۲۷۹۔

فصل پنجم

گستاخِ رسول کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟

گستاخ رسول سے متعلقہ مسائل میں سے ایک اہم ترین مسئلہ قبولیت یا عدم قبولیت توبہ کا ہے،(العیاذ باللہ) اگر کوئی شخص حضور ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو آیا اس کی یہ توبہ قبول ہے یا نہیں؟ جمہور فقہاء اسلام اور محدثین ومفسرین عظام کا مذہب یہ ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں ہے، البتہ اس بات کا تعلق دنیوی احکامات کے ساتھ ہے، یعنی دنیوی احکامات کے اعتبار سے ہم یہ کہیں گے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہے، باقی اگر اس نے صدق دل سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقبول ہوگی، اور یہ اخروی عذاب سے بچ جائیگا، چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

(فإنه يقتل حدا)قوله ولاتقبل توبته لأن الحدلايسقط بالتوبة،فهو عطف تفسير وافادأنه حكم الدنيا،وأماعندالله تعالىٰ فهي مقبولة۔

ردالمحتار،ج:۳،ص:۳۱۷۔

ترجمہ: گستاخ رسول کو حداً قتل کیا جائیگا ماتن کا یہ قول کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حد ہے اور حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں پس یہ عطف تفسیر ہے اور اس حکم (یعنی توبہ کا مقبول نہ ہونا) کا تعلق اس دنیا سے ہے، ہاں آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی توبہ مقبول ہوگی۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمادی کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی توبہ قبول ہوگی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ شخص اخروی عذاب سے بچ جائیگا، البتہ اس دنیا میں اسے قتل کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے اور حدود توبہ سے معاف نہیں ہوا

کرتیں، چنانچہ فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کی سزائے موت حداً ہے، جیسا کہ ہم پہلے فصل رابع میں فقہاء کرام رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں اس بات کو ثابت کر کے چلے آ رہے ہیں۔لہٰذا اگر غور کیا جائیگا تو یہ بات واضح ہو گی کہ گستاخ رسول کی توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے کا تعلق اس کی سزائے موت کے ساتھ نہیں، بلکہ دیگر احکامات کے ساتھ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیا میں تو اسے ہر حال میں قتل ہونا ہی متعین ہے۔

ہاں اگر توبہ کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اس نے توبہ کی ہو تو اخروی عذاب سے بچ سکتا ہے۔البتہ یہاں پر دو باتوں کا جاننا ضروری ہے:

پہلی بات یہ ہے کہ چند فقہاء کرام کے حوالے ایسے بھی ملتے ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اس کی توبہ قبل الاخذ قبول ہے، یعنی گرفتار ہونے سے پہلے اگر توبہ کرے تو قابل قبول ہے، لیکن یاد رہے کہ ان فقہاء کرام کے ان حوالوں کی بنیاد پر گستاخ رسول سزائے موت سے پھر بھی نہیں بچ سکتا کیونکہ ان کے ہاں دنیا میں توبہ قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ گرفتاری سے پہلے سچے دل سے توبہ کرے تو پھر بطور حد کے قتل ہو جانے کے بعد اس پر اس دنیا میں مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے یعنی اس کی تجہیز و تکفین ہو گی، جنازہ پڑھا جائیگا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔یہ مطلب ہرگز نہیں کہ توبہ قبول ہونے کی وجہ سے سزائے موت سے بچ جائیگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے احناف کے بعض ائمہ کرام کا قول یہ ہے کہ قبل الاخذ قبولیت توبہ سے اس کی سزائے موت ساقط ہو جائیگی۔علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اس کے مطابق نقل کی ہے۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"قبل أخذه اختلف في قبول توبته فعند أبي حنيفة تقبل ولا يقتل۔"

الدر المحتار، ج:۳، ص:۳۲۰۔

ترجمہ: گرفتار ہونے سے پہلے گستاخ رسول کے توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے ہاں اس کی توبہ قبول کی جائیگی، اور اسے قتل نہیں کیا جائیگا۔

لیکن احناف کے ان اقوال کو بنیاد بنا کر گستاخ رسول کو سزائے موت سے نہیں بچایا جا سکتا، بلکہ ائمہ ثلاثہ کی طرح احناف کے ہاں بھی اسے ہر حال میں قتل کرنا واجب ہے، اس کی دو

وجہ ہیں:

وجہ اول: جن احناف نے قبولیت توبہ کی وجہ سے اس کو قتل نہ کرنے کا قول اختیار کیا ہے انھوں نے کہا ہے کہ توہین رسالت ارتداد ہے اور مرتد اگر سچے دل سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، اور اس کی حد ساقط ہو کر وہ سزائے موت سے بچ جاتا ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے جو آدمی مرتد ہوتا ہے اس کا ارتداد عام مرتدین کی طرح نہیں ہے بلکہ اس بدبخت نے کائنات کی مقدس ترین آقائے نامدار ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے جسکی سزا یہ ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے اس زمین کو پاک کیا جائے۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"أنــــه لافرق بين ردة وردة من أنه إذا أسلم ويستثنى منه مسائل الأولىٰ الردة بسبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ۔"

البحر الرائق، کتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص:٤٩٦۔

ترجمہ: ہر قسم کا ارتداد برابر ہے کہ اگر مرتد مہلت کے تین دنوں میں اسلام کی طرف راغب ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا جائیگا اور وہ سزائے موت سے بچ جائیگا، البتہ اس عمومی حکم سے چند مسائل مستثنیٰ ہیں ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی بدبخت حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہو جائے۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ گستاخ رسول کو عام مرتدین کے حکم سے نکال رہے ہیں کہ عام مرتدین اگر توبہ کریں تو ان کی توبہ مقبول ہو کر وہ دنیوی سزا سے بچ جاتے ہیں، لیکن توہین رسالت کا مرتکب توبہ کی وجہ سے سزائے موت سے بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ "الاشباہ والنظائر" میں فرماتے ہیں کہ:

"إنما هو في مرتد تقبل توبته في الدنيا، أما من لاتقبل توبته فإنه يقتل كالردة بسب النبي صلى الله عليه وسلم والشيخين رضي الله عنهما كما قد مناه۔" الأشباه والنظائر، كتاب السير، ج:١، ص:٢١٥۔

ترجمہ: مذکورہ کلام اس مرتد کے بارے میں تھا جسکی توبہ اس دنیا میں مقبول ہوتی ہے، اور وہ مرتد جس کی توبہ قبول نہیں، تو اسے قتل کر دیا جائیگا، جیسے اس شخص کا ارتداد جو

آپ ﷺ یا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو سب وشتم کرتا ہے جیسے کہ ہم پہلے بھی پیچھے ذکر کر چکے ہیں۔

علامہ موصوف کی یہ عبارت بھی صراحت سے دلالت کرتی ہے کہ عام مرتدین اور گستاخ رسول کے ارتداد میں فرق ہے لہٰذا گستاخِ رسول اگر توبہ کر بھی لے تو اس توبہ کی وجہ سے وہ سزائے موت سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کا ارتداد بقول علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ کے عام مرتدین کی طرح نہیں ہے۔

وجہ دوم: دوسری وجہ یہ ہے کہ احناف ہاں تعزیراً اور سیاسۃً قتل کی سزا جاری ہو سکتی ہے یعنی اگر قاضی مناسب سمجھے تو مجرم کو تعزیراً قتل بھی کر سکتا ہے، یہ بات فقہائے احناف کے مسلمہ اصولوں میں سے ہے اور کسی کو اس سے ان کار نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تعزیرات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے، جرم کی نوعیت کے لحاظ سے بیک وقت ایک یا متعدد سنگین نوعیت کی سزائیں لاگو کی جا سکتی ہے کیونکہ تعزیری سزاؤں کی سنگینی یا خفیف ہونے کا انحصار جرم کی نوعیت پر ہوتا ہے جرم اگر انتہائی سنگین نوعیت کا ہو، اور مستوجب حد جرائم سے بھی اس کی سنگینی بڑھ جاتی ہو تو حکومت وقت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ جرم کی سنگین نوعیت کے اعتبار سے اس کی سزا حد سے بھی زیادہ شدید تجویز کرے، امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''شرح معانی الآثار، ج:۲، ص:۷۲'' امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ نے ''العرف الشذی، ص۴۲۶'' اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ''اعلاء السنن، ج:۱۱، ص:۷۳۷'' میں اس مؤقف کو راجح بتایا ہے۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے دورِ حاضر کے محقق عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم ''تکملۃ فتح الملھم'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"الأمر فی تعیین قدر الضربات موکول إلیٰ رأی الإمام والقاضی بقدر شدۃ الجنایۃ وخفتھا فیجوز لہ اختیار ما شاء فی عدد الضربات بالغاً ما بلغ، فیجوز أن یزید بہ علیٰ قدر الحد ایضاً وھو مذھب مالك۔

تکملة فتح الملهم، ج:۲، ص:۵۱۰۔

ترجمہ: تعزیر بالضرب کی صورت میں کوڑوں کی مقدار کے تعین کا اختیار جرم کے سنگین یا

خفیف ہونے کے اعتبار سے حاکم وقت یا قاضی کو حاصل ہے، لہٰذا وہ جتنے کوڑے مناسب سمجھے، متعین کرے۔حتیٰ کہ حد کی سزا سے بھی زیادہ سنگین سزا تجویز کرسکتا ہے اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہ نے اور اقوال بھی ذکر کئے ہیں اور بحث کے اختتام پر اسی قول کی ترجیح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وذكر شيخنا التهانوی هذه الآثارفی إعلاء السنن (١١/٧٣٧) عن محلیٰ إبن حزم وصحح بعضهاوحسن بعضهاورجح من أجل ذالك قول مالك وأبی ثوروأبی يوسف والطحاوی كمارجحه الشيخ الأنورفی العرف الشذی ص٤٢٦۔ تكمله فتح الملهم،ج:٢،ص:٥١٥۔

ترجمہ: ہمارے شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایات اعلاء السنن جلد ۱۱ صفحہ ۷۳۷ پر علامہ ابن حزم کے محلی سے ذکر کئے ہیں اور ان میں سے بعض کی تصحیح اور بعض کی تحسین کی ہے اور ان آثار کی وجہ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابی ثور رحمۃ اللہ علیہ، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ترجیح دی ہے (کہ تعزیر بالضرب کی صورت میں کوڑوں کی تعیین کا اختیار امام اور قاضی کو حاصل ہے) جس طرح کہ اسی قول کو علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے العرف الشذی صفحہ ۴۲۶ پر ترجیح دی ہے۔

اسی طرح ابوحنیفہ وقت علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ علامہ خیرالدین الرملی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے "البحر الرائق" میں فرماتے ہیں کہ:

"إذ يجوز الترقی فی التعزير إلی القتل إذا عظم موجبه"

البحر الرائق،فصل فی الجزية

ترجمہ: اگر تعزیر کو لازم کرنے والا جرم بڑا ہو تو تعزیر کی سزا قتل تک پہنچ سکتی ہے۔

لہٰذا اگر بالفرض والمحال گستاخ رسول توبہ کرے اور بقول بعض ائمہ کے توبہ کی وجہ سے اس کی حد ساقط ہوجائیگی تو پھر بطور حد نہ سہی بطور تعزیر قاضی کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اسے قتل کردے، یہ ایک زمینی حقیقت ہے کہ مجرم کو اس کے جرم کے بقدر سزا دینا ہی عین عدالت وانصاف ہے جس طرح ایک بے گناہ کو بے جا سزا دینا ظلم ہے بالکل اسی طرح مجرم کی متعینہ سزا

میں تخفیف کرنا بھی ظلم ہے اور بالخصوص اس وقت کہ اس کا جرم بھی متعدی ہو، شرعی حدود کا سب سے بڑا فائدہ بھی یہی ہے کہ اگر ایک دفعہ کسی مجرم پر حد جاری کیا جائے تو آئندہ کسی کو بھی جرأت نہیں ہوگی کہ وہ اس جرم کا ارتکاب کرے، چنانچہ احناف کے ہاں یہ بات مسلم ہے اور یہی وجہ ہے کہ احناف حدود کو زواجر مانتے ہیں، اور جس طرح حدود میں معافی نہیں ہوسکتی اسی طرح تعزیر کو معاف کر کے مجرم کو بری کرنا ایسی بات، ہے کہ آج تک کم از کم ہماری معلومات کے مطابق کوئی فقیہ اس کا قائل نہیں ہوا، لہٰذا ہم اپنے دل کی گواہی سے یہ بات کرتے ہیں کہ اگر بالفرض والمحال گستاخِ رسول توبہ کرے اور توبہ کی وجہ سے اس کی سزائے موت بطور حد ساقط ہو بھی جاتی ہے تب بھی تعزیراً اسے قتل ہی کیا جائے گا، اور یہی بات آپ ﷺ کی شانِ اقدس کے مناسب ہے تاکہ آئندہ کے لئے کسی کو جرأت نہ ہو سکے کہ وہ کائنات کی اس مقدس ترین ہستی پر انگلی نہ اٹھائے پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ گستاخ رسول کو ہر حال میں مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے قتل ہی کیا جائے گا:

۱...... گستاخِ رسول کیلئے سزائے موت بطور حد کے ہے اور حدود توبہ سے معاف نہیں ہوتیں۔

۲...... جن ائمہ کے ہاں قبل الاخذ اس کی توبہ قبول ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قتل کرنے کے بعد اس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے، یہ مطلب نہیں کہ وہ قتل ہونے سے بچ جائے گا۔

۳...... جہاں پر چند ائمہ کرام نے اس کو مرتدین میں سے شمار کر کے اس پر ارتداد کے احکامات جاری کرنے کا قول اختیار کیا ہے وہاں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عام مرتدین سے مستثنیٰ کیا ہے اور علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی جمہور کے موافق ہے کیونکہ جمہور کے ہاں اسے حداً قتل کرنا واجب ہے، جسکو ہم اپنی اس کتاب میں بہت سارے مقامات پر فقہاء کرام کے حوالے ذکر کر کے ثابت کرنے کے علاوہ ایک پوری فصل قائم کر کے ثابت کر چکے ہیں۔ اور فتویٰ ہمیشہ جمہور کے قول پر ہوتا ہے، لہٰذا اگر بالفرض اس توہین رسالت کے مرتکب کا حکم ارتداد کا بھی ہو تب بھی بقول علامہ ابن نجیم کے یہ عام مرتدین سے مستثنیٰ ہوگا۔

۴...... اگر توبہ سے اس کی حد کو معاف بھی سمجھا جائے تب بھی تعزیر کے دامن سے نہیں چھوٹ سکتا، اور تعزیراً اسے قتل کیا جائیگا۔

ذیل میں ہم چند فقہاء کرام رحمہم اللہ کے حوالے نقل کرتے ہیں جنہوں نے یہ صراحت

فرمائی ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں ہے۔

1 ......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

''فتاویٰ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ منقول ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا کوئی ہو، مومن ہو یا کافر، بہر حال اس کو قتل کر دیا جائے، اور اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔''

تفسیر مظہری، اردو مترجم، ج:۵، ص:۲۵۴۔

2 ......امام صدر الشہید رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

"قال الصدر الشهيد :لاتقبل توبته وإسلامه وبه أخذ الفقيه أبو الليث السمرقندى أبو نصر الدبوسى وهو المختار للفتوىٰ۔"

الجوهرة النيرة ، كتاب السير، باب أسلم وعليه جزية، ج:٦، ص:١٣٩ـ

ترجمہ: امام صدر الشہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''کہ گستاخ رسول کی نہ توبہ قبول ہے اور نہ ہی اسلام لانا قبول ہے، اور اسی قول کو فقیہ ابو لیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نصر الدبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار کیا ہے اور یہی قول اس لائق ہے کہ اس پر فتویٰ دیا جائے۔''

3 ......علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"وأمامن لاتقبل توبته فإنه يقتل كالردة بسب النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ، والشيخين كماقدمناه۔"

الأشباه والنظائر، كتاب السير، ج:١، ص:٢١٥ـ

ترجمہ: اور بہر حال وہ مرتد جس کی توبہ قبول نہیں ہوتی، اسے قتل کیا جائیگا، جیسا کہ کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی گستاخی کی وجہ سے مرتد ہو جائے یعنی اس کی توبہ قبول نہیں لہٰذا اس کو قتل کرنا ہی متعین ہے۔

4 ......علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"وجزم به فى الأشباه وأقره المصنف قائلا وهذا يقوى القول بعدم قبول توبة ساب الرسول صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم وهو الذى ينبغى التعويل عليه فى الافتاء والقضاء رعاية لجانب حضرة المصطفى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ۔"

الدرالمختار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج:٣، ص:٣٢١ـ

ترجمہ: اشباہ میں اسی قول پر جزم کیا گیا ہے اور مصنف نے بھی اس کو یہ کہتے ہوئے برقرار رکھا ہے کہ یہ قول تقویت دیتا ہے اس قول کو کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی، افتاء اور قضا (فتوی دینے کیلئے اور عدالت میں فیصلہ کرنے کیلئے) اسی قول پر اعتماد کرنا مناسب ہے، کیونکہ اس میں سرور کونین ﷺ کی جانب کی رعایت ہوتی ہے۔

5 ......علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فرمان:

"الكافر بسب نبي من الأنبياء فإنه يقتل حدا، ولاتقبل توبته مطلقا۔"

ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: جو شخص انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اسے حداً قتل کیا جائیگا، اور اس کی توبہ کسی بھی حال میں قبول نہیں ہے۔

6 ......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فرمان:

"فهو كافر يجب قتله باتفاق الأمة ولاتقبل توبته وإسلامه۔"

تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الشركة، باب الردة والتعزير، ج:۲، ص:۱۷۷۔

ترجمہ: گستاخی کرنے والا کافر ہے اور باتفاق امت اس کا قتل کرنا واجب ہے اور نہ اس کی توبہ قبول ہے اور نہ ہی اس کا اسلام لانا قبول ہے۔

7 ......امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف "اکفار الملحدین" میں فرماتے ہیں کہ:

"مجمع الانہر، درمختار، بزازیہ، درر اور خیریہ میں لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کو سب وشتم کرنے والے (کافر) کی توبہ مطلقاً قبول نہیں کی جائیگی، اور جس شخص نے اس کے کافر اور معذب ہونے میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔"

اکفار الملحدین، ص:۱۳٦۔

فصل ششم

کیا امت کو یہ حق حاصل ہے کہ گستاخِ رسول کو معاف کرے؟

حضور ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ آپ اپنی حیات مبارکہ میں اپنے گستاخ اور موذی کو معاف فرما سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں کئی لوگوں کو معاف فرما دیا تھا، لیکن آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ گستاخِ رسول کو معاف کرے، چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد کان له أن یعفو عمن سبه ولیس للأمة أن تعفو عمن سبه۔" الصارم المسلول، ص: ۱۸۰۔

ترجمہ: آپ ﷺ کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنے گستاخ کو معاف کر سکتے تھے، لیکن امت کو یہ حق حاصل نہیں کہ گستاخِ رسول کو معاف کرے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"نقول إن سب النبی صلی اللہ علیه وسلم کان موجباً للقتل فی حیاته و کان إذا علم بذالك تولی ھذا الحق فإن أحب استوفی وإن أحب عفا فإذا تعذر إعلامه لغیبته أو موته وجب علی المسلمین القیام بطلب حقه ولم یجز العفو لأحد من الخلق کما لایجوز العفو عمن سب غیره من الأموات والغیاب۔

ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ جرم توہین رسالت آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں مستوجب قتل تھا، اس قسم کا جرم جب آپ ﷺ کے سامنے آتا تو آپ ﷺ کو کلی اختیار تھا کہ چاہیں تو مجرم کو قتل فرمادیں اور اگر چاہیں تو معاف فرمادیں، اب جبکہ آپ ﷺ ہمارے درمیان نہیں ہیں تو یہ فرض مسلمانوں کے سر آتا ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ

میں توہین رسالت کی سزائے قتل کو نافذ رکھیں، اور اس کیس میں مجرم کو کسی بھی صورت میں معافی دینا جائز نہیں ہے، بالکل اس طرح جس طرح کہ کسی مردہ یا غائب شخص کو کوئی شخص سب وشتم کرے تو متاثرہ شخص کے علاوہ جس طرح کوئی غیر شخص مجرم کو معافی نہیں دے سکتا اسی طرح کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ شاتم رسول کو معافی دے۔

اسی طرح علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''زادالمعاد'' میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی ساری مصلحتوں کے پیش نظر بھی گستاخان اور شاتمین کو سزا نہیں دی، لیکن آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ شاتم رسول کو معاف کرے، کیونکہ شاتم رسول کو معاف کرنا یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت تھی چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''أن الحق له فله أن يستوفيه وله أن يتركه وليس لأمته ترك استيفاء حقه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وأيضافإن هذا كان في أول الأمر حيث كان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مأمور ابالعفوو الصفح، وايضاأنه كان يعفوعن حقه لمصلحته التاليف وجمع كلمه وأن لايفرالناس عنه وأن لايتحدثوأنه يقتل أصحابه وكل يختص بحياته صلى الله تعالىٰ عليه و سلم۔''

زادالمعاد، فصل في قضائه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيمن سبه من مسلم أوذمي أومعاهد، ج:٥، ص:٥٤۔

ترجمہ: گستاخان وشاتمین کو سزا دینا آپ ﷺ کا حق تھا تو آپ ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر چاہتے تو اپنا حق وصول کر کے انھیں سزا دے دیتے اور اگر چاہتے تو انھیں چھوڑ دیتے لیکن امت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے حق کو لینا چھوڑ دے (یعنی گستاخ کو معاف کردے) اور اسی طرح یہ بات بھی تو ہے کہ آپ ﷺ کا ان شاتمین کو معاف کرنا شروع اور ابتدائی دور کی بات ہے جس وقت آپ ﷺ کو حکم تھا کہ معاف کیا کریں اور درگزر فرمایا کریں، اور اسی طرح یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ تالیف قلوب اور جمعیت فکری کی مصلحت کے پیش نظر بھی معاف

فرمایا کرتے تھے، اور اس وجہ سے کہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ نہ جائیں، اور یہ باتیں نہ کریں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کررہا ہے لیکن یہ ساری باتیں آپ ﷺ کی مبارک زندگی کے ساتھ خاص تھیں، اب امت کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ گستاخ کو معاف کرے۔

امت گستاخِ رسول کو معاف نہیں کرسکتی اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا بطورِ حد ہے، اور حد اللہ تعالیٰ کا حق ہوا کرتا ہے جس میں کمی کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر کبیر" میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ:

"یؤتی بوال نقص من الحد سوطا،فیقال له لم فعلت ذاك؟ فیقول رحمة لعبادك،فیقال له أنت أرحم بهم منی،فیؤمر به إلى النار۔ ویؤتی بمن زاد سوطا فیقال له لم فعلت ذلك؟فیقول لینتهوا عن معاصیك فیقول أنت أحكم به منی فیؤمر به إلى النار۔"

تفسیر کبیر، سورۃ النور، الآیۃ:۲۔

ترجمہ: قیامت کے ایک حاکم اللہ کے دربار میں پیش کیا جائے گا، جس نے حد میں سے ایک کوڑا کم کردیا تھا، اس سے کہا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا تو وہ کہے گا کہ: اے اللہ! آپ کے بندوں پر رحم کھاتے ہوئے میں نے ایسا کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تو ان کے حق میں ہم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم دیا جائیگا۔ ایک اور حاکم ایسا پیش کیا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑا زیادہ کیا تھا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ ایسا کیوں کیا تھا، وہ کہے گا کہ اے اللہ! میں نے ایسا اس لئے کیا تھا تاکہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز آجائیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تو ان کے حق میں ہم سے زیادہ حکیم تھا؟ پھر اس کے بارے میں بھی جہنم کا حکم ہوگا۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جب کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ حدود میں سے صرف ایک کوڑا بھی کم کرے، تو پھر گستاخِ رسول کو معاف کرنے کا حق کس کو حاصل ہوسکتا ہے؟ اور جب گستاخ کو معافی نہیں مل سکتی تو اس کا قتل ہی متعین ہے کہ ہر حال میں اس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کیا جائے۔

فصل ہفتم

گستاخِ رسول کو کافر نہ ماننے والا بھی کافر ہے

جس طرح ایک مسلمان آدمی کو کافر کہنے والے پر تکفیر لوٹتی ہے، اسی طرح ایک کافر کو کافر نہ ماننا بھی کفر ہے، کیونکہ شریعت مطہرہ میں نہ افراط کی گنجائش ہے اور نہ تفریط کی اجازت ہے، توہین رسالت صرف جرم ہی نہیں، بلکہ قبیح ترین جرم اور بدترین قسم کا کفر ہے، چنانچہ علماء امت نے صراحت فرمائی ہے کہ توہین رسالت کا مرتکب کافر ہے، اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے سابقہ حوالجات میں کئی جگہ اس کی تصریح گذر چکی ہے ذیل میں چند مزید حوالجات قارئین کی نذر کئے جا رہے ہیں جن میں یہ تصریح ہے کہ جو شخص گستاخ رسول کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہو جاتا ہے:

1 ......درمختار کا حوالہ:

"ومن شك في عذابه وكفره كفر، وتمامه في الدرر في فصل الجزية"

الدرالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج:٣، ص:٣١٧۔

ترجمہ: اور جو شخص ایسے گستاخ کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے، تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی پوری تفصیل درر کے فصل الجزیۃ میں مذکور ہے۔

2 ......مجمع الأنہر کا حوالہ:

"وفي البزازية من شك في عذابه وكفره فقد كفر"

مجمع الأنهر، كتاب السير، فصل في [illegible] كام الجزية، ج:٤، ص:٣٦٥۔

ترجمہ: اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جو شخص گستاخ رسول کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

3 ......درر الحکام کا حوالہ:

"ومن شك في عذابه وكفره كفر۔ كذا في الفتاوى البزازية۔"

درر الحكام شرح غرر الأحكام، كتاب الجهاد، ماتسقط به الجزية، ج:٣، ص:٤٠٨۔

ترجمہ: اور جو اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں بھی اسی طرح تحریر ہے۔

4 ......الشفاء کا حوالہ:

"وحكمه عند الأمة القتل ومن شك في كفره وعذابه كفر۔"

الشفاء، ج:٢، ص:١٣٤۔

ترجمہ: اور گستاخ رسول کا حکم باتفاق امت یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

5 ......علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ الشفاء میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرنے والا کافر ہے اور جو کوئی اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔" اکفار الملحدین، ص:١٣٦۔

6 ......مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"جو شخص ایسے آدمی (گستاخ رسول) کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا کوئی اور ہو، اظہار ناراضگی نہ کرے یا کم از کم دل سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے بیشک وہ بھی کافر ہے۔" کفایت المفتی، ج:١، ص:٧١۔

فصل ہشتم

گستاخ پر سزائے موت کون جاری کریگا؟

گستاخ رسول کی سزا یہ ہے کہ اسے حداً قتل کیا جائے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کو سزائے موت کون دے گا؟ بالخصوص ہمارے زمانے میں کہ جب اسلامی شرعی نظام کا عملی نفاذ ہی نہیں ہے، یہ سوال اور بھی اہمیت کا حامل بن گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل میں یہ ذمہ داری حکومت پر ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے ایسے مجرم کو پکڑ کر اس پر سزا جاری کرے۔ کیونکہ حدود کا نفاذ حکومت کی ذمہ داری ہے مثلاً چوری کا حد یہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے لیکن یہ کام حکومت کرے گی عوام کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ چور کو پکڑ کر اس کا ہاتھ کاٹنا شروع کرے، اسی طرح شادی شدہ زنا کار کو سنگسار کیا جاتا ہے مگر یہ حکومت کی ذمہ داری ہے فردِ واحد کو اس کی اجازت نہیں بالکل اسی طرح گستاخ رسول کی سزا یہ ہے کہ اسے حداً قتل کیا جائے لیکن یہ کام بھی گورنمنٹ کرے گی، قانونی طریقہ کار کے مطابق ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے، پھر باقاعدہ عدالت میں ملزم پر کیس چلے گا، جج کے سامنے گواہیاں پیش ہوں گی وغیرہ وغیرہ، اس کے بعد تمام قانونی مراحل طے کرنے کے بعد شریعت کی رُو سے اور اسی طرح ملک پاکستان کے آئین کے مطابق بھی جج اس بات کا پابند ہے کہ گستاخ رسول کو سزائے موت دلوائے اس کے علاوہ نہ کوئی اور سزا تجویز کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے معاف کر سکتا ہے۔

مسلم تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ غیور مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ اپنے اس فریضہ منصبی کو ادا کرتے ہوئے گستاخانِ رسول کو ابدی نیند سلایا ہے۔ ہندوستان ، یورپ ، افریقہ ، عرب، اندلس، غرض جس خطہ ارض پر مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوا، وہاں کی اسلامی عدالتوں نے اسلامی قانون کی رُو سے گستاخ رسول کو سزائے موت دلوائی ہے، چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق اسپین کے مسلمان حکمران امیر عبدالرحمٰن اور ان کے بعد ان کے بیٹے امیر محمد نے تحریک شماتتِ رسول میں ملوث ترپن (۵۳) گستاخوں کو سزائے موت دی ہے، سلطان صلاح الدین ایوبی نے توہین رسالت کے مرتکب ''ریجی نالڈ'' کا سر اپنے ہاتھ سے قلم کیا ہے، ہندوستان پر برطانوی استعمار سے قبل شاتم رسول کی سزا سزائے موت ہی رہی ہے فتاویٰ عالمگیری کے فتاویٰ

جات اس پر شاہد ہے بلکہ اکبر جیسے سیکولر بادشاہ کے دورِ اقتدار میں بھی یہ سزا جوں کی توں موجود تھی، خود ہمارے پنجاب کے مغلیہ دور کے گورنر زکریا خان نے گستاخِ رسول ''حقیقت رائے'' پر سزائے موت جاری کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہمارے وطنِ عزیز کے آئین میں بھی (۲۹۵سی) کا شق موجود ہے جس کے مطابق گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے (جس کی مکمل وضاحت سپریم کورٹ آف پاکستان کے سینئر وکیل جناب اسماعیل قریشی صاحب نے اپنی کتاب میں کی ہے) لہٰذا حکومتِ وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ازخود ایسے مجرموں کا نوٹس لیں تا کہ عوام کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں کیونکہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ توہینِ رسالت کا قانون منسوخ کرنے یا اس پر عمل درآمد نہ کروانے کا انجام بہت برا رہا ہے، اس کی واضح مثال ہندوستان پر تاج برطانیہ کا قبضہ ہے۔ برطانوی استعمار نے ہندوستان پر قبضہ جما لینے کے بعد جہاں اور قوانین موقوف کر دیئے تھے وہاں توہین رسالت کا قانون بھی منسوخ کر دیا تھا، لیکن چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ ناموس رسول پر حملہ کرنے والوں کا فیصلہ مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے کر کے روبرو عدالت قتل کا برملا اعتراف کیا اور بیسیوں فدائیانِ مصطفیٰ دار و رسن کے سر پر شہادت پر رونق افروز ہوئے، اور آج غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر غازی عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ تک شہداء کا یہ قافلہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب بن گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکومتی اداروں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ جرم ثابت ہونے پر گستاخ رسول پر سزا کے نفاذ کو یقینی بنائے تا کہ عوامی جذبات مجروح نہ ہوں، اور لوگوں کو قانون ہاتھ میں لینے کا موقع نہ ملے۔

لیکن یہاں پر ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چہ حدود کا نفاذ گورنمنٹ کا کام ہے اور یہ حکومتی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ شاتم رسول کو سزائے موت دلوائے، لیکن اگر حکومت وقت کسی وجہ سے اپنی یہ ذمہ داری پوری نہیں کر پاتی اور وہاں کوئی غیرت ایمانی سے سرشار غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی جانشین خود گستاخ رسول کو ابدی نیند سُلا دیتا ہے تو آیا شریعت کی رُو سے وہ ایسا کرنے پر مجرم ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے وہ گستاخ رسول کے قتل کرنے کی وجہ سے مجرم نہیں نہ اس پر قصاص ہے اور نہ تاوان، اس کا یہ فعل صرف خلاف انتظام ہے۔ شریعت کی رُو سے

وہ مجرم اس وجہ سے نہیں کہ خود نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ایک نابینا صحابی نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرنے والی عورت پر مقدمہ چلائے بغیر خود ہی اسے قتل کیا تھا، پھر جب نبی کریم ﷺ کو ساری صورتِ حال کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ اس صحابی پر کسی قصاص یا تاوان کو لازم نہیں کیا بلکہ اس گستاخ عورت کے خون کو ہدر قرار دیا، یہ روایت ابوداؤد شریف میں موجود ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ گستاخِ رسول مباح الدم ہوتا ہے، لہٰذا اس کا خون ہدر ہوتا ہے اور مباح الدم کو قتل کرنے کی وجہ سے کوئی ضمان لازم نہیں آتا، چنانچہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے "المبسوط" میں فرماتے ہیں کہ:

"والفعل فی محل مباح لا یکون سبب وجوب الضمان"

المبسوط، کتاب الحدود، ج:۹، ص:۱۰۶۔

ترجمہ: کسی مباح چیز میں تصرف کرنا ضمان کے واجب ہونے کا سبب نہیں ہوتا۔

اسی طرح علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ "بدائع الصنائع" میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو قتل کرنے کے لئے کسی نے اس پر ہتھیار اٹھایا اور یہ آدمی جواباً اسے قتل کرے تو اس پر کوئی ضمان نہیں کیونکہ حملہ کرنے والا مباح الدم ہو جاتا ہے اور مباح الدم آدمی کو قتل کرنے پر کوئی ضمان نہیں ہوتا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"فقد قتل شخصاً مباح الدم فلا شیء علیه" بدائع الصنائع، کتاب قطاع الطریق۔

ترجمہ: تحقیق اس نے ایک مباح الدم آدمی کو قتل کیا ہے لہٰذا اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔

مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مباح الدم آدمی کو قتل کرنے کی وجہ سے قاتل پر کوئی تاوان نہیں آتا، اور یہ بات پہلے سے ثابت شدہ ہے کہ توہینِ رسالت کے ارتکاب کی وجہ سے اس جرم عظیم کا مرتکب مباح الدم ہو جاتا ہے تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ گستاخِ رسول کو قتل کرنے کی وجہ سے قاتل پر کوئی ضمان نہیں۔

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے محقق عالم دین استاذی المکرم پیر طریقت، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی زید مجدہم اپنی کتاب "توہین رسالت اور گستاخانِ رسول کا برا انجام" میں فرماتے ہیں کہ:

"لہٰذا اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی شان میں صراحتاً یا اشارۃً قولاً یا فعلاً بدگوئی اور

گستاخی کرے تو شرعاً گستاخی کرنے والا شخص قتل کا مستحق ہے۔اور قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے ایسے مجرم کو پکڑ کر اس پر قتل کی سزا جاری کرے عام آدمی کے لئے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں،لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے گستاخ اور بدگوئی کرنے والے شخص کو قتل کر دیا تو اس پر شرعاً نہ قصاص ہے اور نہ تاوان، کیونکہ ایسے شخص کا خون مباح ہو جاتا ہے اور اس کا قتل جائز ہو جاتا ہے۔عام شخص کے لئے ایسا کرنا صرف خلاف انتظام ہے۔" توہین رسالت اور گستاخانِ رسول کا برا انجام،ص:۸-۹۔

یہی بات ملعون سلمان رشدی سے متعلقہ ایک طویل استفتاء کے جواب میں استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی زید مجدہم نے بھی ارشاد فرمائی ہے۔ یہاں پر ہم مستفتی کے سوالات میں سے دو سوال بمع حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کے جواب کے نقل کرتے ہیں:

سوال نمبر۳......شریعت کے مطابق جاری کردہ سزا کیسے نافذ کی جائے گی؟ کون سے ادارے یا افراد سزا کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے؟

سوال نمبر۴......کیا اسلامی شرعی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر اور صفائی کا موقع دیئے بغیر رشدی جیسے کھلم کھلا اور خود اقراری شاتم رسول (جو کہ بارہا ٹیلی ویژن پر توہین آمیز کلمات دہراتے ہوئے یہاں تک کہہ چکا ہے کہ" کاش میں نے اس سے بھی سخت تنقیدی کتاب لکھی ہوتی") کے خلاف اسلامی سزا نافذ کی جاسکتی ہے؟

جواب نمبر۳......جس کو قدرت ہو، جب قدرت ہو وہ سزا نافذ کرلے یہ ہر مسلم حکومت کا فرض ہے یا کوئی غازی علم دین پیدا ہو جائے۔

جواب نمبر۴......جس کو قدرت ہو فوراً سزا نافذ کرے،قدرت نہ ہو تو قدرت حاصل کرے۔جیسا کہ احادیث پاک کے حصہ میں گذر چکا ہے کہ بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو سزا دی گئی۔ بلکہ حضور ﷺ نے بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔(دیکھیں نابینا کے باندی کا واقعہ،کعب بن الاشرف،ابن خطل وغیرہ کا واقعہ)۔

اسلام ومسلمان اور رشدی سلمان،ص:۱۳،۱۲،۹۲۔

یاد رہے کہ اس ساری گفتگو سے ہمارا مقصود حکم شرعی کا بیان ہے نہ کہ لوگوں کو قانون ہاتھ میں لینے کی ترغیب۔

فصل نہم

گستاخوں کا بدترین انجام

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی بد بخت نے آقائے دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اس کا انجام بہت برا رہا ہے۔اور آج ایسے ازلی بدبختوں کے واقعات تاریخ کا حصہ بن کر قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے درسِ عبرت بن گئے ہیں۔ ہم یہاں اس فصل میں چند ایسے واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ ہمارے قارئین کرام کے لئے نمونہ عبرت بن کر ان کے لئے مقام رسالت کی عظمت کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے۔

1 ......﴿حدثنا العباس بن الفضل قال حدثنا الأسود بن شيبان قال حدثنا أبو نوفل عن أبيه قال كان لهب بن ابى لهب يسب النبى صلى الله عليه و سلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم اللهم سلط عليه كلبك،قال فخرج يريد الشام فى قافلة مع أصحابه،قال فنزل منزلا،قال فقال والله إنى لأخاف دعوة محمد (صلى الله عليه وسلم) قال قالوا له كلا قال فحوطوا المتاع حوله وقعدوا يحرسونه قال فجاء السبع فانتزعه فذهب به۔﴾

مسند الحارث، كتاب الحدود الديات،باب فيمن سب النبى صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ:ابونوفل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابولہب کا بیٹا لہب (امام ابونعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں اس کا نام عتبہ ذکر کیا ہے) آپ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا،تو آپ ﷺ نے اسے بددعا دی کہ " اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبَكَ" اے اللہ!اس پر اپنا کتا مسلط فرما دیجئے۔راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک قافلہ میں شام روانہ ہوا،راستہ میں جب قافلہ نے ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا تو لہب اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ بخدا میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرتا ہوں،وہ کہنے لگے کہ ہرگز نہیں،راوی کہتا ہے کہ انھوں نے اس کے اردگرد اپنا سامان رکھ دیا،اور اس کی

حفاظت کی خاطر چوکیداری کے لئے بیٹھ گئے ایک درندہ آیا اور اس کو سامان کے درمیان سے کھینچ کر لے گیا۔

2 ..... ہلاکو خان کے نام سے کون واقف نہیں؟ تاریخ کے اس جابر تاتاری جنگجو حکمران کی ایک بیوی کا نام ظفر خاتون تھا، ظفر خاتون عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی، اور اس کی وجہ سے ہلاکو خان کے زیر تسلط علاقوں اور رعایا میں عیسائی کو خوب پھلنے پھولنے کا موقع مل رہا تھا، عورتوں کی آڑ میں اپنے مذہبی عقائد کا پرچار کلیسا کا پرانا مشغلہ رہا ہے، اور ایسے کسی بھی موقع سے فائدہ اٹھانے سے اہل صلیب کم ہی چوکتے ہیں، بہرکیف ہلاکو خان کی حکومت عیسائیت کے فروغ کے لئے ایک مضبوط سہارے کا کام دے رہی تھی، ایک دفعہ عیسائیوں کی کوششوں سے ہلاکو خان کے ایک اہم جنگی سردار نے عیسائیت قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

یہ شخص حکومت وقت میں اتنے اہم کردار کا حامل تھا کہ پوری عیسائی دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اور کلیسا نے اس سردار کو عیسائیت میں خوش آمدید کہنے کے لئے باقاعدہ ایک تقریب جشن کا اہتمام کیا، اس تقریب میں شرکت کے لئے مرکزی کلیسا کے کئی پادری خصوصی نمائندے بن کر آئے، تقریب کا آغاز ہوا تو مختلف پادریوں نے باری باری اٹھ کر تقریریں کیں، اور عیسائیت کے فضائل ومناقب بیان کئے، اسی دوران ایک پادری کی باری آئی، تو اس بدبخت نے اپنی تقریر شروع کرتے ہی پیغمبر اسلام ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی شروع کر دی۔ اتفاق سے وہاں قریب ہی ایک تاتاری سپاہی کا شکاری کتا بندھا ہوا تھا، اس کتے کے کان میں جب پادری کے الفاظ پہنچے تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ سخت طیش میں آ گیا اور پھر اس نے اپنی رسی چھڑا کر پادری پر حملہ کر دیا، لیکن عین اسی لمحہ لوگ آگے بڑھے پادری کو اس عذاب سے خلاصی دلوائی اور کتے کو دوبارہ رسی سے باندھ دیا گیا، یہ صورت حال دیکھ کر بعض لوگوں نے پادری سے کہا کہ تم نے ایک قابل احترام ہستی کے بارے میں نازیبا باتیں کیں اسلئے کتے نے تم پر حملہ کر دیا، لیکن اس بدبخت کا اصرار تھا کہ میں چونکہ تقریر کے دوران اشارے کر رہا تھا، اس لئے کتا یہ سمجھا کہ میں اس پر حملہ آور ہونے لگا ہوں، بس اس لئے اس نے مجھ پر حملہ کر دیا، یہ کہہ کر پادری نے دوبارہ اپنی تقریر شروع کی، اور کچھ دیر بعد پھر رسول اللہ ﷺ کی شان میں دریدہ دہنی شروع کی، ادھر کتے نے دوبارہ یہ الفاظ سنے تو وہ پھر طیش میں آ گیا اور پھر اس نے اپنی رسی

چھڑائی ،اوراس بد بخت پادری پر حملہ آور ہو گیا، اب کی بار کتے نے اس کی گردن کو دبوچ لیا،اوراس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ وہ بد طینت انسان تڑپ تڑپ کر مر نہیں گیا۔تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی گستاخی کرنے والے سے قدرت کا یہ انتقام دیکھ کر وہاں موجود چالیس ہزار افراد نے فوراً ہی اسلام قبول کر لیا۔ حرمت رسول،ص:۱۷۹۔

3 ...... ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ﴾

ترجمہ:......اور آپ (ﷺ) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، بے وقعت ہو، طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، نیک کام سے روکنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو، سخت مزاج ہو، اس کے علاوہ حرام زادہ ہو۔

ان آیات مبارکہ میں ایک گستاخ رسول ولید بن مغیرہ کی برائیاں ذکر کی گئی ہیں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تحریر فرماتے ہیں کہ:"جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اسی طرح سے قرآن شریف کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منہا اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں، چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسزائے استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے:

حلاف، مهين، هماز، مشاء بنميم، مناع للخير، معتد، اثيم، عتل، زنيم۔ حرمت رسول،ص:۲۷۔

4 ......وأفتىٰ فقهاء القيروان وأصحاب سحنون بقتل إبراهيم الفزاری وكان شاعراً متفنناً في كثير من العلوم وكان ممن يحضر مجلس القاضي أبي العباس بن طالب للمناظرة فرفعت عليه أمور منكرة من هٰذا الباب في الإستهزاء بالله وأنبيائه ونبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فأحضر له القاضي يحيىٰ بن عمر وغيره من الفقهاء وأمر بقتله وصلبه فطعن بالسكين وصلب منكساً ثم أنزل

وأحرق بالنار ،وحكىٰ بعض المؤرخين أنه لما رفعت خشبته و زالت عنها الأيدى استدارت و حولته عن القبلة فكان اٰية للجميع وكبر الناس وجاء كلب فولغ في دمه فقل يحيىٰ بن عمر صدق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وذكر حديثاً عنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "لايلغ الكلب في دم مسلم"۔

الشفاء ،ج:۲،ص :۱۳۵۔

ترجمہ: اور فقہاء قیروان نے ابراہیم الفزاری کے قتل کا فتویٰ دیا تھا،اور یہ ابراہیم الفزاری بے شمار علوم کا ماہر اور شاعر تھا۔اور یہ قاضی ابوالعباس بن طالب کے مجلس میں مناظرے کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔اس پر یہ مقدمہ چلا کہ اس نے اللہ تعالیٰ ،انبیاء کرام اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی ہے،اس کے لئے قاضی یحییٰ بن عمر اور اس کے علاوہ دیگر فقہاء حاضر ہوئے ،اور قاضی نے اس کے قتل کرنے اور سولی چڑھانے کا حکم دیا،لہٰذا اس کے پیٹ میں چھرا گھونپا گیا،اور اوندھے منہ سولی چڑھایا گیا، پھر اتارا گیا اور آگ سے جلایا گیا،اور بعض مورخین نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ جب اس کی سولی کی لکڑی بلند کی گئی اور لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ گھوم گئی،اور اس کا منہ قبلہ سے پھیر دیا،تو یہ سب کے لئے عبرت بن گئی،اور لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور ایک کتا آیا اور اس کے خون کو چاٹنے لگا تو قاضی یحییٰ بن عمر نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا ہے اور ایک حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کسی مسلمان کا خون کتا نہیں چاٹتا۔

5 ...... ومما يدل علىٰ أن جرم الساب أعظم من جرم المرتد ما روىٰ البخاري عن أنس قال: كان رجل نصرانياً فأسلم وكان يكتب للنبي ﷺ فعاد نصرانياً فكان يقول ما يدري محمد إلا ما كتبت له، فأماته الله ، فدفنوه، فأصبح وقد لفظته الأرض، فقالوا هٰذا فعل محمد وأصحابه نبشوا عن صاحبنا، فألقوه، فحفروا له وأعمقوا، فأصبحوا وقد لفظته الأرض ، فعلموا أنه ليس من

الناس فالقوہ۔ السیف المسلول،ص:۱۱۳۔

ترجمہ: اور گستاخ رسول کے جرم کا مرتد کے جرم سے زیادہ سنگین ہونے کے دلائل میں سے یہ بات بھی ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوگیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا، پھر کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ مرتد ہوگیا اور کہنے لگا کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف اسی چیز کا علم ہے جو میں اس کے لئے لکھا کرتا تھا (اور یہ گستاخی تھی) کچھ عرصہ کے بعد وہ مرگیا لوگوں نے اسے دفن کیا، صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر نکال پھینکا تھا، عیسائی کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھی سے کفن چوری کی ہے، تو انہوں نے اس کے لئے خوب گہرا گڑھا کھودا اور اس میں اسے دفن کیا، لیکن صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے دوبارہ باہر پھینکا ہے، پس وہ سمجھ گئے کہ یہ لوگوں کا کام نہیں اور اسے چھوڑ دیا۔

6 ......حکیٰ أجھجاء الغفاری أخذ قضیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ید عثمان وتناولہ لیکسرہ علیٰ رکبتہ فصاح بہ الناس فأخذتہ الاکلۃ فی رکبتہ فقطعھا ومات قبل الحول۔ الشفاء، ج:۲،ص:۴۹۔

ترجمہ: ججاء غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا مبارک لے کر گھٹنوں پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ اس بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہوگیا۔ اس نے گھٹنہ کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے پہلے مرگیا۔

7 ......شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ حجر آیت ۹۵ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”یہ مستہزئین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور قرآن کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے صاحب قوت ووجاہت مشرکین کا ایک گروہ تھا، یہ لوگ رؤساء قریش میں سے تھے ان کے نام یہ ہیں، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حارث بن قیس، اسود بن عبد یغوث، اسود بن المطلب، جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء اور تمسخر میں حد سے تجاوز کیا تو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان کے استہزاء اور تمسخر کی طرف التفات نہ کریں ہم آپ

کی طرف سے ان کے لئے کافی اور بس ہیں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور جبریل امین بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ پانچ مستہزئین مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کو دیکھ کر ہنسے اور پھر طواف میں مشغول ہو گئے۔ جبریل امین بولے کہ مجھے حکم ہے کہ ان کے شر سے آپ ﷺ کو کفالت کروں پس ولید بن مغیرہ ادھر سے گزرا، جبریل امین نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا اس کے بعد ولید کا ایک تیر ساز پر گزر ہوا جو تیر بنا رہا تھا ولید کی ازار اس میں الجھ گئی اس مغرور نے جھکنے کو عار سمجھا اس لئے وہ تیر اس کی ساق (پنڈلی) میں لگا جس سے خفیف سا زخم آیا مگر وہ ایسا پھوٹ نکلا کہ ولید اسی میں مرگیا۔ عاص بن وائل کا ادھر سے گزر ہوا جبریل امین نے اس کے تلوے کی طرف اشارہ کیا اور حضور پرنور ﷺ سے فرمایا قد کفیت (آپ کفایت کیے گئے) یہاں سے نکلنے کے بعد عاص بن وائل کے تلوے میں ایک کانٹا لگا جس سے اس کا پیر پھول گیا اور پھول کر چکی کے پاٹ کی طرح ہو گیا اور اسی میں مرگیا۔ اسود بن المطلب ادھر سے گزرا جبریل امین نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اسی وقت نابینا ہو گیا اور مرگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جبریل کے اشارے کے بعد دیوانہ ہو گیا اور اسی دیوانگی میں اپنا سر ایک درخت سے جا کر مارنے لگا اور اسی میں مرگیا۔ اسود بن عبد یغوث کا ادھر سے گزر ہوا تو جبریل امین نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو اس کا پیٹ پھول گیا اور استسقاء ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو لُو لگی اور تمام بدن اس کا سیاہ ہو گیا جب گھر آیا تو گھر والوں نے اس کو پہچانا بھی نہیں اور اسی حالت میں مرگیا۔ حارث بن قیس ادھر سے گزرا تو جبریل امین علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا جس سے اس کا سر پھول گیا اور اس پر اس قدر ورم آیا کہ اسی میں مرگیا۔ اس طرح سے اللہ نے اپنے نبی کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کرنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ تفسیر معارف القرآن، ج:۴، ص:۳۲۰۔

8 ...... سابقہ صدر پاکستان سکندر مرزا کی عبرتناک موت اور آج اس کی قبر زمین کے کسی بھی حصہ میں موجود نہیں ہے، یہ وہ پہلا صدر تھا جس نے تین برسوں میں ایسی شان و شوکت سے حکومت کی، یکے بعد دیگرے پانچ وزیراعظم بھگتائے، مشرف کی طرح کئی برس ملک کے سیاہ و سفید کا مالک رہا تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے وقت وہ ملک کا سیکرٹری دفاع

تھا، اور وزیر خارجہ قادیانی ظفر اللہ تھا، اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہو چکی تھی، پنجاب کا وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ تھا اور اس نے میجر جنرل اعظم کو مارشل لاء لگانے کا حکم دیا اور تمام ذمہ داری خود قبول کی، یہ چھ مارچ 1953ء کا دن تھا، تو پھر اس ملعون مارشل لاء کے ذریعہ فدائین ختم نبوت و تحفظ ناموس رسالت سے جو سلوک کیا گیا، وہ ہماری ملی تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ صرف لاہور شہر میں دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا، اسی سالہ بوڑھوں سے لے کر چار سالہ معصوم بچوں نے جانوں کے نذرانے پیش کئے، یہ عاشقان مصطفیٰ کی تاریخ کے سنہری باب میں آج بھی ان شہداء کی قبور سے عشق مصطفیٰ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، مگر شرط ہے کہ کان صاف ہوں۔

سکندر مرزا جس نے عاشقان مصطفیٰ کی لاشوں کو دریا کے حوالے کرایا، وہ گورنر جنرل بنا، پھر صدر پاکستان بنا، بالآخر صدر ایوب خان کے ہاتھوں زوال پذیر ہوا، 27 اکتوبر 1958ء کو تین ایوبی جرنیلوں جنرل اعظم خان، جنرل برکی، جنرل شیخ نے آدھی رات کے وقت سکندر مرزا کو جگا کر اس سے اسلحہ کی نوک پر استعفیٰ لیا۔

تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کے اس غدار کو شب خوابی کے لباس میں ہی گرفتار کیا اور فوراً کوئٹہ منتقل کیا گیا، اور ایسی جگہ رکھا کہ اب اسے علم نہ تھا کہ وہ قتل کر دیا جائیگا یا بچ جائیگا، پھر تین دن کے بعد اس کو کراچی منتقل کیا گیا چار گھنٹے ماڑی پور کے ہوائی اڈے پر پھر سات گھنٹے کراچی ہوائی اڈے پر سکندر مرزا کو انتظار کی اذیت میں مبتلا رکھا گیا، پھر اس کو جلاوطن کر دیا گیا، جلاوطنی سے قبل اس کے روپے پیسے، قیمتی اشیاء اور ذاتی کاغذات، ڈائریاں سب کچھ چھین لیا گیا، سکندر مرزا لندن جلاوطن ہو گیا، وہ وہاں پر سواری کے لئے اپنی گاڑی رکھنے کے قابل نہ تھا، وہ عام بسوں میں سفر کرتا، سودا سلف خود لاتا، اس کی دو پنشنوں میں سے ایک پنشن حکومت نے ضبط کر لی، اور جب وہ بیمار ہوا تو علاج کے لئے پیسے پاس موجود نہ تھے، پھر شاہ ایران نے علاج کے لئے خرچہ دیا، 1966ء میں دل کا دورہ پڑا، اس کی پہلی بیوی کا 1967ء کو کراچی میں انتقال ہوا، لیکن وہ جنازے پر نہ آسکا، دس برس کا طویل عرصہ گزارا، جنرل یحییٰ کے دور اقتدار میں وطن آنے کی خواہش ظاہر کی مگر اجازت نہ مل سکی، اس کی بیٹی نے بار بار اپیل کی کہ ایک دفعہ پاک وطن میں آنے کی اجازت دی جائے، مگر جنرل یحییٰ بھی

اجازت نہ دے سکا، ان شاء اللہ مشرف کا اس سے بھی برا حال ہوگا، پھر 31 نومبر 1969ء کو لندن میں جلاوطنی کے عالم میں جہاں سے گزر گیا، موت کے وقت صرف اس کے پاس اس کی دوسری بیوی موجود تھی، دفن کرنے کے لئے کوئی موجود نہیں تھا، شاہ ایران نے اس کو ایران کے "رے" قبرستان میں دفن کرا دیا، مگر ایران میں شیعہ انقلاب کے بعد 9 فروری 1979ء سکندر مرزا کی قبر مسمار کردی گئی، اور اس کی ہڈیوں کو نکال کر دریا میں پھینک دیا گیا۔

یہ قدرت کا عجیب انتقام ہے کہ شہدائے ختم نبوت و ناموس رسالت کی قبور آج بھی خاص و عام کے لئے زیارت گاہ ہیں، جبکہ سکندر مرزا کو دنیا میں کہیں بھی قبر نہیں ملی۔

بشکریہ: روزنامہ اسلام، قاری عبدالوحید قاسمی صاحب مدظلہ۔

9 ...... جسٹس ریٹائرڈ مشتاق حسین کی موت کا واقعہ: یہ وہی جج ہے جسے 18 مارچ 1978ء بھٹو کا پھانسی کا فیصلہ سنایا تھا، پھر ضیاء الحق دور میں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور پھر چیف الیکشن کمشنر بھی بنے تھے، غدار ناموس رسالت قادیانی ظفر اللہ سے ملاقات کر کے اس ووٹر فارم سے حلف نامہ ختم نبوت ختم کرا دیا، اور نئے فارم شائع کرا دیئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے رہنماؤں نے فوراً اس کے خلاف تحریک شروع کردی، اس وقت کے رہنماؤں میں مولانا تاج محمود اور مولانا محمد شریف جالندھری نے قائد جمعیت مولانا مفتی محمود کو ساری صورت حال سے مطلع کیا، مولانا مفتی محمود اس وقت ہسپتال میں داخل تھے، فوراً نوابزادہ نصر اللہ کو صدر ضیاء الحق کے پاس روانہ کیا، لیکن وہ نہ مانا اور عمرہ پر چلا گیا، پھر علماء کرام نے احساس دلایا تو حضرت مفتی صاحب اٹھے اور ویل چیئر پر ہسپتال کے کاؤنٹر پر جا کر فون پر سعودی عرب میں ضیاء الحق سے بات کی، اور حلف نامہ ختم نبوت بحال کرایا، یوں جسٹس مشتاق حسین اور قادیانی سازش ناکام ہوئی۔

یہ شخص ایک وقت میں بڑی شان و شوکت کا مالک تھا، پھر حالات کا دھارا بدلا اور 25 مارچ 1981ء کو اس کو جبری ریٹائرڈ کر دیا گیا، اور گھر جا کر بھی سکون نہ مل سکا، 25 ستمبر 1981ء کو لاہور میں اس کی کار پر حملہ ہوا، جس میں وہ شدید زخمی ہوا پولیس کے پہرے میں یہ دن گزارتا رہا، زندگی بوجھ بن گئی، بالآخر فالج کا حملہ ہوا اور شیخ زید ہسپتال میں انتقال ہوا۔

31 مارچ 1989ء کو جسٹس کی ڈیڈ باڈی اس کی رہائش گاہ B/55 ماڈل ٹاؤن

لاہور سے اٹھا کر نواز شریف پارک لائی گئی، ابھی لوگ صفیں سیدھی کر رہے تھے کہ یکا یک شہد کی مکھیوں نے یلغار کر دی، مکھیوں کا حملہ اتنا شدید تھا کہ لوگ اپنے جوتے بھی وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے شہد کی مکھیوں کے کاٹنے سے تین افراد جاں بحق اور پانچ سوزخمی ہو گئے، لوگوں کے بھاگنے سے جنازہ تہارہ گیا، تو شہد کی مکھیوں نے کفن پر ڈنگ مارنے شروع کر دیئے، پھر پولیس کے چار ملازم آئے جنھوں نے پلاسٹک کا لباس پہنا ہوا تھا، انھوں نے جنازہ اٹھا کر دوسرے پارک میں رکھا تو شہد کی مکھیوں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا، پھر لکڑیاں اور ٹائر جلا کر مکھیوں کو دور کیا گیا، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ شمشان بھومی منظر پیدا ہو گیا ہے۔ اس گستاخ کے سفر آخرت کے پہلے مرحلے کا یہ انجام قابل عبرت ہے۔

بشکریہ: روزنامہ اسلام بقاری عبدالوحیدقاسمی صاحب مدظلہ۔

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو اپنے بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور اس کو ہماری نجات، حفاظت اور فلاح کامل کا سبب بنائیں۔

10 ...... پروفیسر میاں محمد یعقوب شعبہ اردو نیشنل سائنس کالج گوجرانوالہ اس واقعہ کے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ 1966/67 کی بات ہے میں لاہور کے سنٹرل ٹریننگ کالج میں بی ایڈ کا طالب علم تھا، وہاں ہمارے ایک بزرگ پروفیسر تھے، چوہدری فضل حسین، انھوں نے یہ واقعہ کلاس روم میں سنایا کہ میں بیروت کی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا وہاں ہندوستان (تقسیم سے قبل) کے بہت سے طلبہ وطالبات زیر تعلیم تھے، ان میں سے ایک لڑکی بہت شوخ وشنگ اور الٹرا ماڈرن قسم کی تھی، اس کا تعلق ہندوستان کے کسی مسلمان نواب گھرانے سے تھا، وہ خود شاید فیشن کے طور پر کمیونزم کا پرچار کر رہی تھی، ایک دن ٹک شاپ پر اسلام اور کمیونزم کی بحث چل رہی تھی، کہ اس نا ہنجار لڑکی نے آپ ﷺ کی شان میں ایک آدھ نازیبا لفظ کہہ دیا، میں نے اسے بے نقط سنائیں، اور بہت برا بھلا کہا، اور ہمیشہ کے لئے اس سے قطع کلامی کر لی، پھر یوں ہوا کہ مجھ پر اور اس نابکار لڑکی پر جو اپنی امارت اور حسن پر بہت نازاں تھی، دوران تعلیم ہی میں برص کا حملہ ہوا، اس نے اپنے حسن کو بچانے کے لئے اس وقت کے اعلیٰ ترین ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے رجوع کیا، لیکن برص پھیلتا چلا گیا، اور خود بھی پھیلتی چلی گئی، یعنی بے اندازہ موٹی ہو گئی، ہندوستان واپسی پر اس کا کہیں رشتہ نہ ہو سکا، اور اپنی اس بری شکل کی وجہ سے اس نے

گھر سے نکلنا بھی چھوڑ دیا، اور وہ جو کبھی جان محفل ہوا کرتی تھی، سوسائٹی میں نسیاً منسیا ہو گئی۔

ادھر واپسی کے بعد میں نے جہلم کے ایک معمولی سے ڈاکٹر سے علاج کروایا اور اللہ کے فضل سے (چہرہ پر ایک آدھ داغ کے سوا) شفا ہو گئی، ساری کلاس نے سوال کیا، جناب! اسے تو آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے سبب یہ سزا ملی، آپ پر برص کیوں حملہ آور ہوا؟ بوڑھے پروفیسر کے جواب نے نہ صرف پوری کلاس کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا، بلکہ سب کو آنسوؤں سے رلا دیا، فرمایا: مجھے اس وجہ سے برص ہوا کہ میں نے گالیوں پر اکتفا کیوں کیا؟ اور اسے اسی دم قتل کیوں نہ کر دیا۔ گستاخ رسول کا عبرت ناک انجام، ص: ۷۷

11 ......اکیانوے ہجری میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے قبر انور کی حجرہ کی دیواروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا، دیوار گرتے ہی قبر انور نظر آنے لگی، ایک رومی معمار نصرانی تھا، اس نے یہ دیکھ کر کہ اس وقت مسجد میں کوئی مسلمان موجود نہیں ہے، اپنے نصرانی ساتھیوں سے کہا کہ: پیغمبر اسلام (ﷺ) کی قبر پر پیشاب کروں گا (والعیاذ باللہ) اس کے ساتھیوں نے اس کو اس ناپاک ارادہ سے ہر چند منع کیا، مگر وہ ملعون نہیں مانا، لیکن وہ ابھی اس ارادہ سے چلا ہی تھا کہ اوپر سے ایک پتھر اس کے سر پر گرا اور اس کا مغز پاش پاش ہو کر بکھر گیا، یہ معجزہ دیکھ کر بہت سے نصرانی معمار اسی وقت مشرف با اسلام ہو گئے۔ گستاخ رسول کا عبرت ناک انجام، ص: ۲۹۴

12 ......۶۶۵ ہجری میں بصرہ کے ایک گاؤں میں اللہ کا ایک بندہ مجمع عام میں مسواک کی فضیلت پر بیان کر رہا تھا، کہ مسواک وضو میں مسنون ہے، سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ نے مسواک کرنے کی بار بار تاکید فرمائی، صحابہ کرامؓ کی یہ حالت تھی کہ مسواک کان مبارک پر قلم کی طرح رکھتے تھے، جس وضو میں مسواک استعمال ہو اس وضو والی نماز کا ثواب ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے، مسواک پل صراط پر سے جلدی گزرنے میں معاون ہے، پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے، شیطان کو ناراض کرتی ہے، سب سے بڑی خوبی موت کے وقت شہادتین کا یاد دلانا ہے، جس کی ہر مسلمان مومن دلی آرزو رکھتا ہے، ایسی ادائے محبوب ہے جو اپنے اندر بیش از بیش فوائد رکھتی ہے۔

لوگو! اس سے غافل نہ ہونا، جبکہ ہمیں فخر عالم ﷺ کی محبت کی پر تاثیر عقیدت کا حکم

ہے کہ آقائے دوجہاں کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرو، عقل میں آئے یا نہ آئے، تمام سامعین خاموشی سے تقریر سن رہے تھے، مجمع سے ایک بد بخت ابو اسلام نامی نے اٹھ کر سنت محبوب ﷺ کا مذاق اڑایا اور علی الاعلان اپنی گندی زبان سے بکواس کرتا رہا، بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگا، کہ میں مسواک کو اپنے مقعد (پاخانے کی جگہ) میں استعمال کروں گا، معاذ اللہ۔ اس بے حیا نے بھری محفل میں مسواک کو اپنے پاخانے والی جگہ میں رکھ کر تھوڑی دیر بعد باہر نکال دیا، اس بے حیانہ حرکت کرنے پر نو مہینے گزرے اس دوران اس کے پیٹ اور پاخانے کی جگہ میں برابر تکلیف رہتی تھی، نویں مہینے اس کے پیٹ سے ایک جانور نکلا جو چوہے سے مشابہہ تھا، اس کی شکل وصورت یہ تھی کہ چار پاؤں تھے، منہ مچھلی کی مانند چار دانت باہر کو نکلے ہوئے، ایک بالشت لمبی دم، پچھلا حصہ خرگوش کی مانند، نکلنے کے بعد جانور زور سے چیخا، اس ہوش ربا چیز کو ابو اسلام کی لڑکی نے بھی دیکھا، اس لڑکی نے ایک پتھر سے اس جانور کا منہ کچل ڈالا، ابو اسلام جانور کو جننے کے بعد دو دن زندہ رہا، تیسرے دن یہ کہتے ہوئے مرا کہ: مجھے اس جانور نے قتل کر دیا ہے، اس حیرت انگیز جانور کو اس اطراف کے بہت سے لوگوں نے دیکھا کتنوں نے اس جانور کو زندہ دیکھا اور بہت سوں سے مردہ دیکھا۔ گستاخ رسول کا عبرت ناک انجام، ص: ۲۹۵

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

العبد الضعیف

ساجد خان اتلوی عفی عنه

۱۴/۵/۱۴۳۲ھ

ضمیمہ

موجودہ دور کے فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ یہ بھی ہے کہ اپنے بزرگوں اور اکابر پر سے اعتماد کو ہٹایا جا رہا ہے۔ تحقیق اور ریسرچ کا ملمع لیبل لگا کر اسلاف کے علمی کاوشوں کو داغدار بنانے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔اور یہ سب کچھ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ لوگوں کا اپنے اسلاف پر سے اعتماد کمزور پڑ جائے گا تو پھر ان تحقیق کے دعویداروں کے لئے شرعی احکام میں عیب جوئی آسان ہو جائے گی۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے متفق علیہ مسائل جن پر آج تک امت کا اتفاق چلا آ رہا ہے، تحقیق کے نام پر ایسے مسائل کو بھی تختہ مشق بنایا جارہا ہے۔ چرب زبانی اور قلم کی تیزی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فقہائے امت کے کردار پر کیچڑ اچالا جارہا ہے۔شاید اسی دور کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "لعن آخر هذه الأمة أولها" کہ قرب قیامت میں اس امت کے آخری لوگ گذرے ہوئے لوگوں پر طعن وتشنیع کریں گے۔

انہی فتنوں میں سے ایک فتنہ عمیاء ''فتنہ غامدی'' بھی ہے۔ہمارے لئے اس فتنے نے جہاں اور بے شمار مسائل پیدا کئے ہیں، وہاں ایک بہت بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ یہ فتنہ ہمارے کئی ایک مستند علمی گھرانوں میں داخل ہوا ہے یا ہونے کی کوشش کر رہا ہے بعض گھرانے ایسے ہیں کہ ان کے مسلمہ دینی وعلمی خدمات کی وجہ سے آج ہم ان کا نام لینا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں لیکن صد افسوس کہ اس فتنہ غامدی نے ایسے علمی گھرانوں کے کئی ایک چشم چراغوں کو اپنے لپیٹ میں لے لیا ہے۔

امام اہل السنّت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سروں کے ایسے تاج ہیں کہ جن کو سجانا ہم اپنا اعزاز وافتخار سمجھتے ہیں اور آج ہم ایسے بزرگوں کے نام لیوا ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اسی طرح حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب حفظہ اللہ اور حضرت مولانا عبد القدوس قارن

صاحب حفظہ اللہ پر آج بھی ہم فخر کرتے ہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ ایسے علم کے آفتاب ومہتاب گھرانے میں پھلنے پھولنے کے باوجود جناب عمار خان ناصر صاحب ایسے مسائل میں تحقیق کے نام پر اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ جن پر امت کے سوادِ اعظم کا اتفاق ہے۔

مثبت تنقید کی ہمیشہ سے حوصلہ افزائی ہوتی چلی آرہی ہے، لیکن تنقید کرنے کے لئے کم ازکم اتنا تو ضرور ہونا چاہیے کہ جس پر آدمی تنقید کرے اس کے برابر درجے کا علم وتفقہ رکھتا ہو۔ آج اکیسویں صدی کا طالب علم اگر متقدمین پر تنقید کرنے بیٹھ جائے تو یہ سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں۔ ہمارے محترم جناب عمار خان ناصر صاحب نے ''توہینِ رسالت کا مسئلہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے تحقیق کے نام پر اسلاف امت اور بالخصوص حضرت امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ پر بدترین قسم کی تنقید کی ہے۔ پوری کتاب پڑھنے سے قاری یہی تاثر لیتا ہے کہ ان گزرے ہوئے بزرگوں کو مسئلے کی تحقیق نہیں تھی اور اصل تحقیق صاحب کتاب نے کی ہے، حالانکہ خود جناب عمار صاحب نے اپنی اس تحقیق سے نادانستہ طور پر (اللہ کرے کہ نادانستہ ہو) توہینِ رسالت کا نہ صرف چور دروازہ کھولنے کی ناکام کوشش کی ہے بلکہ اس جرم عظیم کے مرتکبین کے لئے تعزیر کے نام سے ایک نوید سحر فراہم کی ہے۔

محترم جناب عمار خان ناصر صاحب کی کتاب کا ہم مدلل ومفصل جواب لکھ رہے ہیں جس میں بفضل اللہ تعالیٰ عمار صاحب کی کتاب کی ایک ایک عبارت پر گرفت اور ان کے ہر ہر استدلال کا جواب موجود ہے، اور عنقریب ''توہینِ رسالت کا مسئلہ اور غامدی عناصر کے افکار'' کے نام سے شائع ہو جائے گی۔ تاہم بعض حضرات علماء کرام کی نشاندہی اور توجہ دلانے کی وجہ سے ہم یہاں مختصراً جناب عمار صاحب کی کتاب کی چند جھلکیاں قارئین کرام کو دکھاتے ہیں کہ جناب نے کس طرح سے تحقیق کے لبادے میں کیچڑ اُچالا ہے۔ یاد رہے کہ جناب عمار صاحب سے ہماری کوئی ذاتی بغض وعداوت نہیں، بلکہ اپنے مستند علمی خاندان کی وجہ سے وہ ہمارے لئے باعثِ صد احترام ہیں، لیکن چونکہ بات ایک حکم شرعی کی ہے اس وجہ سے ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ اس مسئلے میں ان کے باطل نظریات کی تردید کی جائے۔ یہاں پر ہم عبارت کے عنوان سے عمار صاحب کے صرف چند ایک عبارتوں کو پیش کریں گے اور جواب کے عنوان سے ان پر تبصرہ کریں گے۔ وما علینا إلا البلٰغ المبین۔

عبارت نمبرا...... ''سب سے پہلے تو یہاں ایک خلط مبحث کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے جو اس مسئلے کے حوالے سے عام طور پر پایا جاتا ہے اور بہت سے کبار اہل علم کے ہاں بھی اس کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ وہ یہ کہ فقہائے احناف اور جمہور فقہاء کے مذکورہ اختلاف کی تعبیر عام طور پر یوں کر دی جاتی ہے کہ جمہور اہل علم توہین رسالت پر سزا کو 'حد' یعنی شریعت کی مقرر کردہ لازمی سزا سمجھتے ہیں جبکہ احناف کے نزدیک یہ سزا یہ تعزیری اور صوابدیدی سزا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تعبیر بالکل غلط اور اختلاف کی نوعیت پر بالکل غور نہ کرنے یا شدید قسم کے سوء فہم کا نتیجہ ہے۔ فقہاء کے مابین اختلاف اس سزا کے حد ہونے یا نہ ہونے میں نہیں اور احناف کی طرح جمہور صحابہ وتابعین، جمہور ائمۃ مجتہدین اور جمہور محدثین بھی اس کو تعزیری ہی سمجھتے ہیں۔''

توہین رسالت کا مسئلہ، ص:١٦۔

جواب: اس مذکورہ عبارت میں جناب عمار صاحب نے اپنی ناقص عقل کو معیار بنا کر اسلاف امت کو سوء فہم کا شکار ٹھرایا ہے، حالانکہ جناب کو یہ معلوم نہیں کہ امت کے فقہاء کرام سوء فہم کے مریض نہیں بلکہ خود جناب عقل سے خالی ہے کیونکہ اگر آنجناب زراہمت کر کے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تو آج بزرگانِ دین کو مطعون نہ کرتے ۔ چنانچہ خاتمۃ المحققین حضرت علامہ شامی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تنبیہ الولاۃ والحکام" میں فرماتے ہیں کہ:

"فاعلم أن مشهور مذهب مالك وأصحابه وقول السلف و جمهور العلماء قتله حداً لا كفراً" رسائل ابن عابدين، ج:١، ص:٣٢٠۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تو فرمارہے ہیں کہ جمہور علماء اور سلف صالحین کا قول یہ ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کی سزائے موت بطور حد کے ہے جب کہ عمار صاحب لکھتے ہیں کہ: "جمہور ائمۃ مجتہدین اور جمہور محدثین بھی اس کو تعزیری ہی سمجھتے ہیں" اب کوئی عمار صاحب سے یہ پوچھے کہ وہ کون سے جمہور مجتہدین ومحدثین ہیں کہ جن کا علم علامہ شامی کو نہ ہو سکا اور وہ یہ لکھ بیٹھے کہ جمہور علماء کے ہاں یہ سزا بطور حد کے ہے۔

اسی طرح امام ابوبکر فارسی رحمہ اللہ نے گستاخ رسول کے لئے سزائے موت کے بطور حد متعین ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وقد حكى أبوبكر الفارسي من أصحاب الشافعي إجماع

المسلمین علیٰ أن حد من سب النبی ﷺ القتل کما أن حد من سب غیرہ الجلد الصارم المسلول ،ص:۱۲۔

ترجمہ:امام ابوبکر فارسی رحمہ اللہ نے جو کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے ہیں مسلمانوں کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے اسے حداً قتل کیا جائے جس طرح کہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو گالی دینے والے کی حد یہ ہے کہ اسے کوڑے مارے جائیں۔

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" و ھذا الإجماع الذی حکاہ ھذا محمول علیٰ إجماع الصدر الاول من الصحابة والتابعین" الصارم المسلول،ص :۱۲۔

ترجمہ:یہ اجماع جو امام ابوبکر فارسی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے اس سے مراد صدر اول یعنی صحابہ کرام اور حضرات تابعین کا اجماع ہے۔

اب یہاں پر ایک طرف امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اس بات پر اجماع ہے کہ توہینِ رسالت کے مرتکب کو حداً قتل کیا جائے اور دوسری طرف جناب عمار صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ:''احناف کی طرح جمہور صحابہ و تابعین، جمہور ائمہ مجتہدین اور جمہور محدثین بھی اسے تعزیر ہی سمجھتے ہیں''۔اب سوال یہ ہے کہ جن جمہور صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کی بات عمار صاحب کر رہے ہیں آیا امام ابوبکر فارسی رحمہ اللہ کو ان کا علم نہیں تھا اور خواہ مخواہ اجماع نقل کر دیا، اور پھر آیا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو بھی اس بات کا علم نہ ہوا اور انہوں نے بھی امام ابوبکر فارسی رحمہ اللہ کے حکایت کردہ اجماع کو حضرات صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کے اجماع پر محمول کر دیا، اور پھر آیا آج تک اس پوری امت میں سوائے عمار صاحب کے کسی اور کو اس غلطی کا ادراک نہ ہو سکا اور اکیسویں صدی میں آ کر جناب عمار صاحب کا ''تفقہ فی الدین'' اتنا بڑھ گیا کہ انہوں نے متقدمین کی غلطیوں کا تدارک شروع کر دیا۔

یاللعجب

عبارت نمبر۲...... ''جمہور فقہاء کے استدلال کا بغور جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے ہاں توہین رسالت پر سزائے موت کے باب میں روایات و آثار کا حوالہ دراصل قانونی

نظائر کی حیثیت سے تائیدی طور پر دیا جاتا ہے، نہ کہ اس سزا کو حد شرعی ثابت کرنے کے لئے اصل مأخذ کے طور پر۔ ان کا زاویہ نظریہ ہے کہ جن غیر مسلموں کو معاہدۂ ذمہ کے تحت جان کی امان دی گئی، وہ اس سے پہلے حربی اور مباح الدم تھے، اور انھیں جان کا تحفظ معاہدہ ہی کے تحت حاصل ہوا تھا، چنانچہ ان میں سے کوئی شخص اگر کسی ایسے جرم کا مرتکب ہوتا ہے جو معاہدہ کے شرائط کے خلاف ہو تو اس سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، اور نتیجتاً اس کے مباح الدم ہونے کی وہ سابقہ قانونی حیثیت لوٹ آتی ہے جو عقد ذمہ سے پہلے تھی، صحیح بخاری کے شارح ابن بطال رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وحجة من رأى القتل على الذمى بسبه أنه قدنقض العهد الذى حقن دمه إذ لم يعاهدعلى سبه فلماتعدى عهده عادإلى حال كافر لاعهدله فوجب قتله۔" شرح صحیح البخاری، ج:۸،ص:۵۸۱۔

جواب:...... یہاں اس عبارت میں جناب عمار صاحب نے اپنے مفروضہ پر علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کے قول سے استدلال کیا ہے، لیکن جناب اگر ذرا ہمت کر کے "کتاب الجہاد" میں علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کی عبارت پڑھ لیتے تو شاید یہ تمسک نہ کرتے، چنانچہ وہاں پر علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"إن قتل ابن الأشرف هو من باب أن من آذى الله ورسوله قد حل دمه، ولا أمان له يعتصم به، فقتله جائز على كل حال۔"

ترجمہ:...... کعب ابن اشرف کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی تھی، جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا، اور اسے کوئی امان حاصل نہ رہا جس کی وجہ سے وہ محفوظ رہتا، تو اس کو قتل کرنا ہر حال میں جائز تھا۔

اور علماء نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنا آپ کو اذیت دینا ہے، چنانچہ امام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

الساب مؤذ والمؤذى كافر

ترجمہ:...... گستاخی کرنے والا اذیت دینے والا ہے اور اذیت دینے والا کافر ہے۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں! کہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن اشرف کو اس

وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو اذیت دی تھی، اور بقول امام سبکی رحمہ اللہ کے گستاخی کرنا اذیت دینا ہے، جب کہ عمار صاحب فرمارہے ہیں کہ: ''فقہاء کرام روایات کا حوالہ دراصل قانونی نظائر کی حیثیت سے تائیدی طور پر دیتے ہیں نہ کہ حد شرعی کو ثابت کرنے کے لئے اصل مأخذ کے طور پر۔''

اب سوال یہ ہے کہ اگر فقہاء کرام اصل ماخذ کے طور پر روایات کو ذکر نہیں کرتے تو پھر علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کی عبارت "إن قتل ابن الأشرف هومن باب أن من آذى اللهورسوله قدحل دمه'' کا کیا مطلب؟

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی عبارت: "قوله: من لكعب الأشرف؟ جوازقتل من سب رسول الله ولو كان ذاعهدخلا فالأبي حنيفة كذا قال وليس متفقاعليه عندالحنفية'' کا کیا مطلب ہوگا؟

سنن ابی داود میں مذکور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرنے کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وقداستدل به على جوازقتل سآب النبي جماعة من العلماء منهم أبو داود، وإسماعيل بن إسحاق القاضي، وأبوبكر عبدالعزيز، والقاضي أبويعلى وغيرهم من العلماء۔"

الصارم المسلول، ص:۷۷۔

ترجمہ:......علماء کی ایک جماعت نے جن میں امام ابوداود، قاضی اسماعیل بن اسحاق ابوبکر عبدالعزیز اور قاضی ابویعلی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اہل علم حضرات شامل ہیں، اس روایت سے گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔

اب یہاں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فقہاء کرام کے نام گن گن کر فرمارہے ہیں کہ انھوں نے اور ان کے علاوہ اور بہت سے فقہاء کرام نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے گستاخ رسول کے قتل پر استدلال فرمایا ہے۔ جبکہ عمار صاحب فرمارہے ہیں کہ فقہاء کرام روایات کو صرف قانونی نظائر کی حیثیت سے تائیدی طور پر ذکر فرماتے ہیں، اصل ماخذ کے طور پر نہیں۔ عمار صاحب الفاظ کی ہیرا پھیری کو چھوڑ کر ذرا یہ غور فرمائیں کہ آیا علامہ ابن بطال رحمہ اللہ

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فقہاء میں شامل ہیں یا نہیں؟ اور آیا امام ابوداود، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابوبکر عبدالعزیز اور قاضی ابویعلی رحمہم اللہ تعالیٰ کو آنجناب فقہاء میں شمار کریں گے یا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے غلطی ہوگئی، اور انھوں نے کم علمی کی وجہ سے ان کا نام فقہاء میں شمار کیا ہے؟

عبارت نمبر۳...... ''جمہور فقہاء کے مؤقف کی اصل قانونی اساس یہی نکتہ ہے جو صاف بتاتا ہے کہ وہ اس سزا کو استدلال اور استنباط پر مبنی سمجھتے ہیں نہ کہ شریعت کی طرف سے مقرر کردہ کوئی حد، حتی کہ امام ابن حزم ظاہری نے بھی، جنھوں نے پوری فقہی لٹریچر میں غالباً سب سے زیادہ سخت لب ولہجہ میں احناف کے اس مؤقف پر تنقید کی ہے، اپنی کتاب ''المحلی'' میں فقہاء احناف کے اس بنیادی نکتہ سے اتفاق ظاہر کیا ہے کہ ایک غیر مسلم کے حق میں سب وشتم کا ارتکاب فی نفسہ موجب قتل نہیں ہوسکتا، کیونکہ سب وشتم کفر ہی کی ایک صورت ہے، اور غیر مسلم معاہد کو کسی کفر کے ارتکاب پر قتل نہیں کیا جا سکتا۔'' توہین رسالت کا مسئلہ، ص:۱۸

جواب:...... امام ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ''المحلی'' میں جس سے عمار صاحب نے تمسک کیا ہے، ایک دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ:

"فبين أبوبكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه أنه لايقتل من شتمه، ولكن يقتل من شتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وقد علمنا أن دم المسلمين حرام، إلا بما أباحه الله تعالىٰ به، ولم يبحه الله تعالىٰ قط إلا فى الكفر بعد الإيمان أوزنى المحصن، أوقود بنفس مؤمنة، أوفى المحاربة وقطع الطريق أوفى المدافعة عن الظلمة أوفى الممانعة من حق، أوفى حد فى الخمر ثلاث مرات ثم شربها الرابعة فقط۔ وقد علمنا أن من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فبيقين ندرى أنه لم يزن ولاشرب خمرا ولا قصد ظلم مسلم ولاقطع طريقا فلم يبق إلا أنه عند أبى بكر رضى الله تعالىٰ عنه كافر۔"

المحلى بالآثار لابن الحزم بمسائل التعزير ومالاحد فيه، باب حكم من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أوالله تعالىٰ، ج:۱۱، ص:۴۰۹۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کی وضاحت کردی کہ اسے گالی دینے کی وجہ سے کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کا خون بہانا حرام ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے مباح ٹھہرایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مباح نہیں کیا ہے مگر ایمان لانے کے بعد کفر کرنے کی صورت میں، یا شادی شدہ آدمی کے زنا کرنے کی صورت میں، یا کسی مومن نفس کے قصاص کی صورت میں، یا لڑائی اور ڈاکہ کی صورت میں، یا ظلم سے دفاع کرنے کی صورت میں، یا حق کو روکنے کی صورت میں، یا تین مرتبہ شراب پینے کے بعد چوتھی مرتبہ شراب پینے کی صورت میں، (یعنی ان مذکورہ صورتوں میں خون بہانا اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے۔) اور یہ بات بھی ہمیں یقین سے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا نہ زنا کرتا ہے، نہ شراب پیتا ہے، نہ کسی مسلمان پر ظلم کا قصد کرتا ہے اور نہ ہی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ (یعنی وہ یہ مذکورہ کام نہیں کرتا جن کی وجہ سے اس کا خون مباح ہوجائے) لہٰذا یہی بات رہ گئی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں کافر ہے۔ (یعنی گستاخی کرنے سے وہ کافر ہوگیا اور اس کفر بعد الایمان کی وجہ سے اس کا خون مباح ہوگیا۔

قارئین کرام مقام فکر ہے کہ یہاں خود علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ گستاخ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کے ہاں کافر ہے، اور اسی کفر کی وجہ سے اس کا خون مباح ہے۔

عبارت نمبر۴...... ''ہماری تحقیق کے مطابق سب سے پہلے جس عالم نے توہین رسالت پر سزائے موت کو شریعت کی مقرر کردہ حد قرار دینے پر اصرار کر کے تعبیر کی اس غلطی کو بنیاد فراہم کی وہ آٹھویں صدی کے عظیم مجدد امام ابن تیمیہ اور ان کی اتباع میں ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔'' توہین رسالت کا مسئلہ، ص:۱۹

جواب:...... اگر آنجناب ''اسماء الرجال'' کے اہم مصادر و مراجع پر نظر ڈالتے تو شاید امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو تعبیر کی غلطی کا مرتکب نہ ٹھہراتے، آیا امام ابوداود رحمہ اللہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے مقدم نہیں؟ جنھوں نے صراحتاً ''سنن ابی داود'' میں توہین رسالت کی مرتکب عورت والی روایت کتاب الحدود میں ذکر کی ہے۔ اور پھر حیرت کی بات تو یہ ہے کہ پوری امت کے چودہ سو سالوں

میں کسی کو اس غلطی کا علم نہ ہوا، یہاں تک کہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ اور علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ جیسے فقہاء اجلہ بھی اس غلطی کا تدارک نہ کر سکے، اور فتح القدیر، البحر الرائق میں اس غلطی کو برقرار رکھتے ہوئے اسے حد سے تعبیر کیا، اور اکیسویں صدی میں آ کر جناب عمار صاحب کی تحقیق اس حد تک پہنچ گئی کہ انھوں نے اس غلطی کا تدارک کیا۔ یاللعجب!۔

عبارت نمبر۵...... "بعد کے دور کے بعض فقہاء نے اس اختلاف کو کسی جگہ محض تجوزاً اور توسعاً حد ماننے یا نہ ماننے کے اختلاف سے تعبیر کر دیا ہو، لیکن جہاں تک صحابہ وتابعین، جمہور محدثین اور ائمہ مجتہدین میں سے بالخصوص امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا تعلق ہے تو یہ بات پورے اطمینان سے کہی جاسکتی ہے کہ انھوں نے اس سزا کو ہرگز شرعی حد کے طور پر بیان نہیں کیا، اور نہ فقہی مذاہب کی امہات کتب میں اس سزا کو اس حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔"

توھین رسالت کامسئلہ، ص: ۲۰۔

جواب:...... قارئین کرام ذرا مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱...... امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں یہ سزا بطور حد ہی ہے چنانچہ "تفسیر روح البیان" میں ہے کہ:

"و قال مالك رحمة الله عليه وأحمد رحمة الله عليه يقتل و لاتقبل توبته ، لأن قتله من جهة الحد لامن جهة الكفر۔"

روح البیان ، ج:۷، ص:۲۳۸۔

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "کہ اس کی توبہ قبول نہیں بلکہ اسے قتل ہی کیا جائے گا، کیونکہ اس کا قتل حداً ہے کفر کی وجہ سے نہیں۔"

۲...... فقہی مصادر ومراجع میں بھی اس سزا کو بطور حد ہی ذکر کیا گیا ہے درج ذیل چشم کشا حوالہ ملاحظہ ہو:

تنقیح الفتاویٰ الحامدیة کا حوالہ:

"فهو كافر يجب قتله باتفاق الأمة ولاتقبل توبته وإسلامه فى إسقاط القتل سواء تاب بعد القدرة عليه والشهادة على قوله أوجاء تائبامن قبل نفسه لأنه حد وجب ولاتسقطه التوبة كسائر

الحدود،وليس سبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كالارتدادالمقبول فيه التوبة لأن الارتداد معنى ينفرد به المرتد لاحق فيه لغيره من الآدميين فقبلت توبته ومن سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم تعلق به حق الآدمى ولايسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين ، فمن سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه و سلم أوأحدا من الأنبياء صلوات الله عليهم وسلامه فإنه يكفرويجب قتله ثم إن ثبت على كفرولم يتب ولم يسلم يقتل كفرابلاخلاف وإن تاب وأسلم فقد اختلف فيه والمشهورمن المذهب القتل حدا وقيل يقتل كفرافى الصورتين۔“

تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، كتاب الشركة ،باب الردة والتعزير،ج:٢،ص:١٧٧۔

ترجمہ: گستاخی کرنے والا کافر ہے باتفاق امت اس کا قتل کرنا واجب ہے،اور اس سے سزائے موت کے ساقط کرنے کے لئے اس کے توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کا کوئی اعتبار نہیں برابر ہے کہ گرفتاری اور اس کے خلاف گواہیاں ہوجانے کے بعد توبہ کرے یا خود بخود تائب ہوکر آجائے، کیونکہ اس کی سزائے موت بطور حد کے ہے، جو توبہ سے ساقط نہیں ہوسکتی ، جس طرح کہ باقی حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں ۔ اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی اس طرح کا ارتداد نہیں جس میں توبہ قبول ہوتی ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ (یعنی عام ارتداد اور توہین رسالت کی وجہ سے مرتد ہونے میں فرق یہ ہے کہ) ارتداد ایک ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق مرتد کے اپنے نفس کے ساتھ ہے،اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کا اس کے ساتھ کوئی حق متعلق نہیں ہوا کرتا،اس وجہ سے مرتد کی توبہ قبول ہوتی ہے،اور جو آدمی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کے ساتھ انسانوں کا حق متعلق ہوجاتا ہے،لہٰذا توبہ سے اس کا یہ جرم ساقط نہیں ہو سکتا جس طرح کہ انسانوں کے عام حقوق صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوتے ، لہٰذا جس آدمی نے حضور ﷺ یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی تو وہ کافر ہوجائے گا،اور اس کا قتل کرنا واجب ہوجائیگا پھر اگر وہ اپنے اس کفر

پر برقرار رہا اور اس نے توبہ بھی نہیں کی اور اسلام بھی قبول نہیں کیا تو بغیر کسی اختلاف کے اس کو قتل کیا جائیگا، لیکن اگر یہ توبہ کر کے اسلام قبول کرے تو اس صورت میں فقہاء کا اختلاف ہے، مشہور قول کے مطابق اسے پھر بھی حداً قتل کیا جائیگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں صورتوں میں اسے کفراً قتل کیا جائیگا۔

فتح القدیر کا حوالہ:

كل من أبغض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بقلبه كان مرتدا ، فالساب بطريق أولىٰ ، ثم يقتل حدا عندنا، فلاتعمل توبته في إسقاط القتل، قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك، ونقل عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه ، ولا فرق بين أن يجيء تائبا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات، فإن الإنكار فيها توبة، فلاتعمل الشهادة معه، حتى قالوا يقتل وإن سب سكران ولا يعفى عنه، ولا بدفي تقييده بما إذا كان سكره بسبب محظور باشره مختارا بلا إكراه وإلا فهو كالمجنون، وقال الخطابي ولا أعلم أحدا خالف في وجوب قتله۔

فتح القدير، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص:٢٩٠۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو دل سے آپ ﷺ کے ساتھ بغض رکھے وہ مرتد ہے، تو گستاخی کرنے والا بطریق اولیٰ مرتد اور خارج از اسلام ہوگا، پھر ہمارے احناف کے ہاں اس گستاخ کو حداً قتل کیا جائے گا، لہٰذا توبہ کرنے کی وجہ سے اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہوسکتی، فقہاء نے لکھا ہے کہ یہی اہل کوفہ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔ باقی وہ خود توبہ کر کے آئے یا اس کے خلاف گواہی دی جائے دونوں صورتیں برابر ہیں بخلاف دیگر مکفرات کے کہ ان میں جرم سے انکار توبہ کی صورت بن جاتی ہے، اور اس کے ہوتے ہوئے گواہی پر عمل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی نشہ کی حالت میں بھی گستاخی کا ارتکاب کرے گا تو اسے بھی قتل کیا جائے گا اور کوئی معافی نہیں

ملے گی۔ البتہ نشہ کی حالت میں یہ قید لگانا ضروری ہے کہ اس کو جو نشہ چڑھا ہے وہ ایسی چیز سے آیا ہو جو شرعاً ممنوع ہو اور اس نے بغیر کسی کے مجبور کرنے کے خود اپنی مرضی سے اسے اپنایا ہو، کیونکہ اگر یہ قیود نہ پائی جائیں تو پھر وہ مجنون کے حکم میں ہوگا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی فقیہ ایسا معلوم نہیں کہ جس نے گستاخ رسول کے لئے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

البحر الرائق کا حوالہ:

"أنه لافرق بين ردة وردة من أنه إذا أسلم ويستثنى منه مسائل: الأولىٰ: الردة بسببه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال في فتح القدير كل من أبغض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق أولىٰ ثم يقتل حدا عندنا فلاتقبل توبته في إسقاط القتل قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك۔"

البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج:١٣، ص:٤٩٦۔

ترجمہ: ہر قسم کا ارتداد برابر ہے کہ اگر مرتد مہلت کے تین دنوں میں اسلام کی طرف راغب ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا جائیگا، اور وہ سزائے موت سے بچ جائیگا، البتہ اس عمومی حکم سے چند مسائل مستثنیٰ ہیں، ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی بدبخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہو جائے۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے مبغوض سمجھتا ہے تو وہ مرتد ہے، گستاخی کرنے والا تو بطریق اولیٰ مرتد ہوگا۔ پھر ہمارے احناف کے ہاں اسے حداً قتل کیا جائے گا، لہٰذا اگر وہ توبہ کرے تو اس توبہ کی وجہ سے اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہو سکتی۔ فقہاء نے کہا ہے کہ یہی مذہب اہل کوفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

درمختار کا حوالہ:

"(وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا) جماعة من تكررت ردته على مامر و (الكافر بسب نبي) من الأنبياء فإنه يقتل حدا، ولاتقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالىٰ قبلت لأنه حق الله تعالىٰ والأول حق

عبد لایزول بالتوبة ومن شك فی عذابه وکفره کفر وتمامه فی الدرر فی فصل الجزیة۔) الدرالمختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: ہر وہ مسلمان جو ارتداد اختیار کرتا ہے تو اس کی توبہ مقبول ہوتی ہے مگر ایک جماعت ایسی ہے کہ ان کی توبہ قابل قبول نہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو بار بار ارتداد اختیار کرتے ہیں، اور اسی طرح وہ آدمی، جو انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہو جائے (یعنی اس کی توبہ بھی قابل قبول نہیں) پس اسے بطور حد قتل کیا جائیگا اور اس کی توبہ کسی بھی صورت میں مقبول نہیں ہے، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور پھر توبہ کرے تو اس صورت میں اس کی توبہ مقبول ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ خالص اللہ کا حق ہے، اور پہلی صورت میں وہ بندے کا حق ہے، جو کہ توبہ سے زائل نہیں ہو سکتا، اور جو شخص ایسے گستاخ کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے، تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی پوری تفصیل درر کے فصل الجزیۃ میں مذکور ہے۔

فتاویٰ شامی کا حوالہ:

”فإنه يقتل حدا، يعنى أن جزاءه القتل على وجه كونه حدا ولذا عطف عليه قوله ولاتقبل توبته لأن الحد لايسقط بالتوبة فهو عطف تفسير وأفاد أنه حكم الدنيا أما عند الله تعالىٰ فهى مقبولة كمافى البحر۔“ ردالمحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج:۳، ص:۳۱۷۔

ترجمہ: پس اس گستاخ کو حداً قتل کیا جائیگا یعنی اس کی یہ سزائے موت بطور حد کے ہے اسی وجہ سے اس پر مصنف کے اس قول کا عطف کیا ہے کہ ولاتقبل توبتہ کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہے، کیونکہ حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتے پس یہ عطف تفسیری ہے، اور یہ گستاخ کا دنیوی حکم ہے (کہ دنیا میں توبہ قبول نہیں اور اسے قتل ہی کرنا متعین ہے کیونکہ یہ حد ہے اور حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتا) اور بہر حال (آخرت میں) اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی توبہ قبول ہوگی (اگر سچے دل سے کی ہو) جیسا کہ بحر میں ہے۔

اب عمار صاحب یہ بتائیں کہ آیا ”فتح القدیر، البحر الرائق، در مختار اور شامی فقہی

مذاہب کی ''امہات کتب'' میں سے ہیں یا نہیں؟

قارئین کرام یہ جناب عمار صاحب کی تحقیق کی چند جھلکیاں تھی جو آپ کے سامنے پیش کی گئی، تمام حوالہ جات مل سکتے ہیں۔ محترم اپنی بات پیش کرتے ہوئے یہ محسوس کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ میں جو بات کہہ رہا ہوں یہ حرف آخر ہے، جب کہ حقائق اس سے بارہا مختلف پائے گئے ہیں۔ مزید تفصیل ووضاحت کے لئے مستقل تصنیف اور وقت درکار ہے جو کہ ان شاءاللہ عنقریب ''مکمل تصنیفی'' صورت میں پیش کی جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆

قرآن مجید، احادیث شریف، مفسرین محدثین اور فقہاء اکرام
کے 200 سے زیادہ حوالہ جات کی روشنی میں

توہین رسالت کا شرعی حکم

مولانا ساجد خان اتلوی فاضل دار العلوم کراچی

مکتبہ ابوبکر عبداللہ
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0333-4765634